امام العالمین حضرت سید ابو الحسن علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہ الکریم

کلام ابو تراب ؑ

خُطبات، خطُوط، اقوال

انتخاب

حیدر جاوید سیّد

اپنا ادارہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

کلام ابو تُراب

(خطبات، خطوط، اقوال)

امام العالمین سید ابوالحسن علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم

مرتب

حیدر جاوید سید



ضابطہ

کتاب	کلام ابوتراب
سن اشاعت	2004ء
ایڈیشن	دوم
ناشر	اپنا ادارہ
پرنٹنگ	المطبعۃ العربیہ
قیمت	100 روپے

اپنا ادارہ
زبیدہ سنٹر، اُردو بازار، لاہور
Mob : 0300-4190120
e-mail:apnaidara@yahoo.com

انتساب

اپنے بھیا ابو

پیرزادہ سید فاروق حسین ایڈووکیٹ

اور

بھابی امی

بیگم فریدہ فاروق حسین

کے نام۔

بصد احترام

فہرست

☆......☆......☆

سرخروئی کا سامان

پتھر کے زمانے سے لے کر تمدنی ترقی کے آج کے جدید ترین دور تک انسانیت کی تاریخ پر بار بار نظر دوڑایئے آپ کو کرۂ ارض کے کسی کونے، کسی خطے اور کسی منطقے پر ایسی کوئی شخصیت نہیں ملے گی جو شجاعت میں بھی بے مثال ہو اور خطابت میں بھی، جس کی سخاوت کی بھی مثالیں دی جائیں اور صلۂ رحمی بھی یادگار ہو۔ جو بہادر تو ہو مگر ظالم نہ ہو، جو رزق کے ڈھیر لگانے کی قدرت رکھتا ہو مگر تازہ روٹی سائل کی جھولی میں ڈال کر خود باسی ٹکڑوں کو پانی میں بھگو کر شکم سیری کرے۔ طاقت اور دھشت کا یہ عالم ہو کہ خیبر کا در جس کے نعرہ اللہ اکبر کی صدا سے مرتعش ہو جائے مگر جب گفتگو کرے تو اس کے نطق کا ایک ایک لفظ مخاطب کے دل پر رقم ہوتا چلا جائے۔ تلوار کا دھنی بھی ہو مگر جب اس کے افکار یکجا کیے جائیں تو عمرانیات اور ادبیات کے ماہرین اس بات پر حیرت زدہ رہ جائیں کہ یہ ادب پارے کسی ایسے شخص کے بھی ہو سکتے ہیں کہ جس کی تلوار کی چمک اور کھنک ہی مقابل کی روح کھینچ لیا کرتی تھی۔ حیرت کا مقام تو یہ ہے کہ دنیائے اسلام کا یہ پہلا ادیب، دانشور، سپاہی، مفکر، عالم شجاع جب اپنے بھائی کا کلمہ پڑھنے والوں کی سازش کا شکار ہو کر زخمی حالت میں سامنے کھڑے قاتل کو تھر تھر کانپتے ہوئے دیکھتا ہے تو فوراً اسے شربت پلانے کی خواہش کا اظہار کرتا ہے۔ اور یہی خواہش اس کے کردار عظمت کے حوالے سے تاریخ میں ہمیشہ کے لئے درج ہو جاتی ہے۔ کاش! دنیا نے علیؑ کے مقام کو سمجھ لیا ہوتا، علیؑ کی شجاعت کے معترف اس کی علمی منزلت کا ادراک بھی رکھتے، علیؑ کو صرف خلیفہ چہارم یا رسولؐ کے بھائی اور داماد کی حیثیت سے تسلیم کرنے والے یہ بھی مان لیتے کہ علم کے شہر کے در کے منصب جلیلہ پر فائز ہونے والے علیؑ کو یہ مقام نسب یا انس کے حوالے سے نہیں ملا تھا بلکہ رسول کا بخشا ہوا یہ

اعزاز اس وقت علیؑ کے بدترین مخالفوں کی سمجھ میں بھی آ جاتا ہے جب وہ نہجتہ البلاغہ کا مطالعہ کرتے ہیں۔ میں نے باب شہر علم کی اس تخلیق کا بار بار مطالعہ کیا ہے اور جب بھی اس کے صفحات پر بکھرے موتیوں کو سمیٹا ہے میری بینائی اور بصیرت دونوں کو تقویت ملی ہے۔ حیدر جاوید سید کا شمار بھی مجھ جیسے ''بے علموں'' کے قبیلے سے ہے کہ جس کی تشنگی علیؑ کے افکار کا بار بار مطالعہ کرنے سے بھی نہیں بجھتی۔ انہوں نے ان بکھرے ہوئے خزانوں میں سے کچھ جواہر منتخب کر کے انہیں کتابی شکل دے کر میرے نزدیک دنیا و آخرت دونوں میں اپنی سرخروئی کا سامان پیدا کیا ہے اور مجھے یقین ہے کہ حیدر جاوید سید'' کا یہ تحفہ'' بارگاہ علی المرتضیٰؑ میں شرف قبولیت حاصل کرلے گا۔

افضال شاہد

14 جنوری دو ہزار دو

لاہور

منتخبات ابوترابؑ

لفظ نطق کے ترجمان ہوتے ہیں اور کتابیں شخصیت کی۔ لیکن کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جن کی شخصیت کا احاطہ کتابوں میں نہیں ہو سکتا کیونکہ ان کے ہر پہلو میں کئی کئی کتابوں کا مواد چھپا ہوتا ہے۔ تعریفی الفاظ اور توصیفی کلمات ان کے قد و قامت سے بہت چھوٹے ہوتے ہیں۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ زمین پر رینگنے والے کیڑے آسمانوں کی بلندیوں پر اڑنے والے شہبازوں کو محض حسرت کی نگاہوں سے دیکھ رہے ہیں۔ امیر المومنین علی علیہ السلام کی شخصیت بھی ایسا پہاڑ ہے جس کے سامنے بڑے بڑے قد آور بھی کوتاہ نظر آتے ہیں۔ مجھ ایسا گنہگار' بے علم اور جہالت میں ڈوبا ہوا شخص بھلا ان کی ہمہ جہت شخصیت کا احاطہ کیسے کر سکتا ہے اور پھر اگر بات بھی ''باب العلم'' کی ہو جس کو خود ''شہر علم'' (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے یہ مرتبہ عطا کیا ہو تو پھر عجز کے سوا کوئی راستہ باقی نہیں رہتا۔ سوائے اس کے کہ سر تسلیم خم کر دیا جائے۔

امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

میں اس ہستی کے بارے میں کیا کہوں جس میں تین صفتیں ایسی تین صفتوں کے ساتھ جمع تھیں کہ جو کسی بشر میں جمع نہیں ہوئیں' فقر کے ساتھ سخاوت' شجاعت کے ساتھ تدبر و رائے اور علم کے ساتھ عملی کارگزاریاں۔

اب جب اتنے بڑے آدمی کو اتنی بڑی خصوصیات کی ہم آہنگی ایک ذات میں نظر آتی ہے تو مجھ ایسے تنگ نظر اور کم علم آدمی کی بھلا کیا رائے ہو سکتی ہے۔ لیکن اتنا ضرور کہوں گا کہ کچھ لوگ نظریے اور مسلک سے بہت اوپر ہر اس شخص کے لئے قابل

احترام وتقلید ہوتے ہیں جو ذرا بھی فہم رکھتے ہیں یا جنہیں انسان اور اس کی بلندی کا شعور ہوتا ہے۔ ''امیرالمومنین'' کی ذات بھی ایسی ہی ہے کہ جو تمام انسانوں کے لئے مشعل راہ ہے' ان کا تعلق خواہ کسی مذہب یا نظریے سے ہو۔ ہاں البتہ ان میں روشنی کو جذب کرنے اور سچائی کو اپنے اندر سمونے کی قوت ہونی چاہئے۔ اگر چہ یہ طاقت بھی عطا ہوتی ہے۔ جس پر قدرت مہربان ہو یہ انعام بھی انہی کو میسر آتا ہے۔ لیکن وہ جو تنگ ذہن ہیں یا جو کوزے کو ہی دریا سمجھ لیتے ہیں ان کے لئے دریا کے اس پار لق ودق صحرا ہی ہوتا ہے۔ لیکن جنہیں جستجو اور تجسس کی دولت ملتی ہے وہ اس پار موجود حقائق کو دیکھنے اور پرکھنے کے لئے اس دریا کو پار کرنے کی کوشش ضرور کرتے ہیں ___ اور پھر انہیں وہ کچھ بھی مل جاتا ہے جن کی وہ خواہش کرتے ہیں۔ امیرالمومنین کی ذات بھی صحرا میں جلتا ہوا وہ چراغ ہے جس سے ہر کوئی ''راہ ہدایت'' پاسکتا ہے اور ان کا فرمایا ہوا ''نہج البلاغہ'' جو ایک کتاب کی شکل میں موجود ہے اور اس کو دنیا کی بڑی کتابوں میں شمار کیا جاتا ہے۔

یہ کتاب امیرالمومنینؑ کی شخصیت کا وہ آئینہ ہے کہ جس میں انسان' زندگی اور کائنات کا چرچا بہ آسانی دیکھا جاسکتا ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ یہ وہ خزانہ ہے کہ جس میں انواع واقسام کے موتی بھرے ہوئے ہیں ہر موتی کی اپنی ثقافت' پہچان اور رنگ ہے۔ اب یہ جوہری کی آنکھ پر منحصر ہے کہ وہ اس میں سے کس کا انتخاب کرتا ہے اس کتاب میں رنگ ونور کی برسات بھی ہے اور رتوں کی سبک روی بھی نظر آتی ہے اس کتاب میں علم وعرفان اور شعور وآگہی کے مقامات بھی ملتے ہیں اور ان سے بہت کچھ پانے اور انہیں چھو کر محسوس کرنے کے مواقع بھی میسر آتے ہیں۔ مصر کے مفتی شیخ محمد حمید متوفی 1223 ہجری لکھتے ہیں کہ ___ اس کتاب میں

ہر مقام پر (اس کے اثنائے مطالعہ میں) مجھے ایسا تصور ہو رہا تھا کہ جیسے لڑائیاں چھڑی ہوئی ہیں۔ نبرد آزمائیاں ہو رہی ہیں۔ بلاغت کا زور ہے اور فصاحت پوری قوت سے حملہ آور ہے۔ توہمات شکست کھارہے ہیں۔ شکوت وشبہات پیچھے ہٹ

رہے ہیں۔ خطابت کے لشکر صف بستہ ہیں۔ طلاقت لسان کی فوجیں شمشیر زنی اور نیزہ بازی میں مصروف ہیں' وسوسوں کا خون بہایا جارہا ہے اور توہمات کی لاشیں گر رہی ہیں اور ایک دفعہ یہ محسوس ہوتا ہے کہ بس حق غالب آ گیا اور باطل کی شکست ہوگئی اور شک و شبہ کی آگ بجھ گئی اور تصورات باطل کا زور ختم ہوگیا اور اس فتح ونصرت کا سہرا اس کے علمبردار اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم کے سر ہے۔ بلکہ اس کتاب کے مطالعہ میں جتنا جتنا میں ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوا۔ میں نے مناظر کی تبدیلی اور مواقف کے تغیر کو محسوس کیا۔ کبھی میں اپنے کو ایسے عالم میں پاتا تھا جہاں معانی کی بلند روحیں خوشنما عبارتوں کے جامے پہنے ہوئے پاکیزہ نفوس کے گرد چکر لگاتی اور صاف دلوں کے نزدیک آ کر انہیں سیدھے رستے پر چلنے کا اشارہ کرتی اور نفسانی خواہشوں کا قلع قمع کرتی اور لغزش مقامات سے متنفر بنا کر فضیلت وکمال کے راستوں کا سالک بناتی ہیں اور کبھی ایسے جملے سامنے آجاتے ہیں۔ جو معلوم ہوتا ہے کہ تیوریاں چڑھائے ہوئے اور دانت نکالے ہوئے ہولناک شکلوں میں آگے بڑھ رہے ہیں۔ اور ایسی روحیں ہیں جو چیتوں کے پیکروں میں اور شکاری پرندوں کے پنجوں کے ساتھ حملہ پر آمادہ ہیں اور ایک دم شکار پر ٹوٹ پڑتے ہیں اور دلوں کو ان کے ہوا و ہوس کے مرکزوں سے جھپٹ کر لے جاتے ہیں اور ضمیروں کو پست جذبات سے زبردستی علیحدہ کردیتے اور غلط خواہشوں اور باطل عقیدوں کا قلع قمع کردیتے ہیں اور بعض اوقات میں جیسے مشاہدہ کرتا تھا کہ ایک نورانی عقل جو جسمانی مخلوق سے کسی حیثیت سے بھی مشابہ نہیں ہے۔ خداوندی بارگاہ سے الگ ہوئی اور انسانی روح سے متصل ہو کر اسے طبیعت کے پردوں سے اور مادیت کے حجابوں سے نکال لیا اور اسے عالم ملکوت تک پہنچا دیا۔ اور تجلیات ربانی کے مرکز تک بلند کردیا اور لے جا کر عالم قدس میں اس کو ساکن بنا دیا اور بعض لمحات میں معلوم ہوتا ہے کہ حکمت کا خطیب صاحبان اقتدار اور قوم کے اہل حل وعقد کو للکار رہا ہے اور انہیں صحیح راستے پر چلنے کی دعوت دے رہا ہے اور ان کی غلطیوں پر متنبہ کررہا ہے اور انہیں سیاست کی باریکیاں اور تدبر وحکمت کے دقیق نکتے سمجھا رہا ہے

اور ان کی صلاحیتوں کو حکومت کے منصب اور تدبر و سیاست کی اہلیت پیدا کر کے مکمل بنا رہا ہے۔

اب ایسی کتاب جس کے قدم قدم پر لفظ لفظ نئے جہان پیدا ہوتے ہیں راز ہائے درون خانہ سے پردہ اٹھتا ہو۔ انسان کو اپنے سفر کے لئے مشعل راہ ملتی ہو منزل کی نشاندہی ہوتی ہو۔ جو ایک صاحب علم کی پہلی اور آخری خواہش ہو۔

جس کے ہر لفظ میں علم کے دروازے کھلتے ہوں۔ ہر جملے سے فہم و ادراک کے پرت کھلتے ہیں جس کا ہر ورق گنج گراں مایہ ہو۔ ایسی کتاب سے منتخبات کا تلاش کرنا یقیناً ایک مشکل اور جوکھم کا کام تھا کہ کس لفظ کو رکھیں' کس فقرے کو نظر انداز کریں کسے چھوڑیں اور کسے منتخب کریں؟ یہ کام آسان نہیں تھا۔ لیکن حیدر جاوید سید کی مشکل پسندی نے اس کو بآسانی اور بہ طریق احسن سرانجام دیا ہے۔ اور شاید یہ کام حیدر جاوید سید ہی کر سکتا تھا اسی لئے یہ اعزاز بھی اس کو حاصل ہوا ہے کہ اس کے پاس علم بھی ہے اور شناخت بھی۔ عقیدت بھی تھی اور ہنر بھی۔ جس کی وجہ سے بلاشبہ یہ منتخبات ایک دستاویز کی شکل اختیار کر گئے ہیں۔ جس میں پیاسوں کے لئے تشنگی کم کرنے کا سامان موجود ہے۔ لیکن سوال تو یہ بھی ہے کہ پیاس کی شدت کتنی ہے اور پیاسا کتنا پانی ہضم کر سکتا ہے۔

اکرم شیخ

615-E گلشن راوی

لاہور

رہنمائی کی سمت

بڑی سعادت پانے کے لئے مشکل مرحلوں سے گزرنا پڑتا ہے۔ مشکل ترین کام انتخاب کرنا ہے، بجا ہے کہ شوق، جذبۂ عقیدت مل کر سرخرو کر دیتے ہیں۔ لیکن پھر بھی احتیاط لازم ہوتی ہے خصوصاً اس صورت میں تو بہت زیادہ جب معاملہ جناب امیر سید ابوالحسن علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم کے کلام کا ہو سارے زعم ریت کے گھروندوں کی طرح بکھر جاتے ہیں قلم ہاتھ سے چھوٹ جاتا ہے عقیدت، یقین سے بندھی عقیدت سرنیواڑنے پر مجبور کر دیتی ہے اور بے اختیار و سرمست ہو کر آدمی کلام ابوتراب کے ایک ایک لفظ کے بوسہ لینے لگتا ہے۔ اپنی تہی دستی کا احساس ہر ہر سطر کے ساتھ بڑھتا جاتا ہے، شہر یار شہر امامت کے کلام میں سے انتخاب کی یہ ادنی کوشش عقیدت کے یقین سے ہی بندھی ہوئی ہے ہمارے محترم دوست جناب اکرم شیخ نے انتخاب کے مرحلوں میں قدم قدم پر رہنمائی کا حق ادا کیا اور یہ انہیں ہی زیبا ہے۔

''کلام ابوتراب'' کرم اللہ وجہہ الکریم

میں سے انتخاب مرتب کرتے وقت یہ پیش نظر رہا حق بہر طور ادا ہونا چاہئے، اپنی کم مائیگی کے احساس کے باوجود سعی یہی کی کہ اس ضمن میں فیض و رہنمائی کے لئے کسی خاص حد کا پابند نہ ہوا جائے، پھر یہ سعادت پانے کا مقصد فقط یہی ہے کہ یقین کی تلوار سے جہل کے اندھیروں کو کاٹا جائے، یقین کی تلوار سے جہل کے اندھیرے تبھی کٹتے ہیں جب

دائیں بائیں کی بھول بھلیوں میں الجھنے کی بجائے صراط مستقیم پر چلا جائے اور صراط مستقیم کی سمت رہنمائی کلام ابوتراب سے ہی ممکن ہے' کلام ابوتراب کے نور کی رہنمائی میں زندگی کا سفر کرنے والے بھٹکتے ہیں نا بھٹکائے جا سکتے ہیں' آقائے دو جہاں حضرت احمد مرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آغوش مبارک میں آنکھیں وا کرنے والے فرزند ابوطالب کرم اللہ وجہہ کی ذات' حیات اور کلام میں فیض ہی فیض ہے اور پانے کی خواہش رکھنے والوں کے لئے سچی رہنمائی۔

محبوبانِ خدا کے ہادی اکبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے برپا کردہ انقلاب عظیم کی اساس کو سمجھنے تعصب وتنگ نظری اور جہل وتکبر سے دائمی نجات کی راہ کلام ابوتراب میں ملتی ہے۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آغوش مبارک میں آنکھیں کھولنے اور تربیت پانے والی شخصیت کی صرف اطاعت وشجاعت ہی مثالی نہیں' آپ کا علم' حلم' زہد و تقویٰ' راست گوئی' سخاوت' مہمان نوازی' عدل وانصاف اور انداز تکلم بھی کچھ اپنی مثال آپ ہے اپنے اہل خانہ کو بھوکا سلا کر سائل کو بامراد کرنے والی ذات گرامی کا تعارف کراتے ہوئے حضرت نفس ذکیہ رضوان اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"باب شہر علم حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے علم کے عین کو سمجھنا ہی مشکل تر ہے کہ کوئی یہ دعویٰ کرے کہ اس نے علم کو پالیا"

خود آنجناب کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں:

"محبت کو قرابت کی اتنی ضرورت نہیں جتنی قرابت کو محبت کی" یہ بھی آپ کا ہی فرمانا ہے کہ "دنیا کی محبت میں وارفتہ ہو جانے والے غم' حرص اور امیدوں سے جان نہیں چھڑا پاتے' دنیا میری نظروں میں سور کی ان انتڑیوں سے بھی زیادہ ذلیل ہے جو کسی کوڑھی کے ہاتھ میں ہوں۔"

کلام ابوتراب سے ملی روشنی اور فیض میں آپ کو شریک کرنے کا مقصد فقط دعاؤں کا حصول ہے۔

جناب امیر سید ابوالحسن علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کا ارشاد ہے کہ "علم کے رستے میں جو حاصل کرو وہ امانت ہے اور امانت حقداروں تک پہنچاؤ" سو امانت، حقداروں تک پہنچانے کی سعادت ہمارے حصہ میں آئی ہے۔"

حیدر جاوید سید

ایڈیٹر

"پرومیڈیا"

دوسری منزل، ایلیاء موٹرز

94-مین مارکیٹ سمن آباد لاہور

کلام ابو تُراب

(خطبات، خطوط، اقوال)

امام العالمین سید ابوالحسن علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم

توحید کا بیان

جس نے اسے مختلف کیفیتوں سے متصف کیا اس نے اسے یکتا نہیں سمجھا، جس نے اس کا مثل ٹھہرایا اُس نے اس کی حقیقت کو نہیں پایا، جس نے اسے کسی چیز سے تشبیہ دی اُس نے اس کا قصد نہیں کیا، جس نے اسے قابل اشارہ سمجھا اور اپنے تصور کا پابند بنایا۔

اُس نے اس کا رُخ نہیں کیا، جو اپنی ذات سے پہچانا جائے وُہ مخلوق ہوگا اور جو دوسرے کے سہارے پر قائم ہو، وُہ علت کا محتاج ہوگا اور جو دوسرے کے سہارے پر قائم ہو، وُہ علت کا محتاج ہوگا۔ وُہ فاعل ہے بغیر آلات کو حرکت میں لائے۔ وہ ہر چیز کا اندازہ مقرر کرنے والا ہے۔ بغیر فکر کی جولانی کے وُہ تونگر وغنی ہے۔ بغیر دوسروں سے استفادہ کیے نہ زمانہ اس کا ہم نشین اور نہ آلات اس کے معاون ومعین ہیں۔ اس کی ہستی زمانہ سے پیشتر اس کا وجود عدم سے سابق اور اس کی ہمیشگی نقطۂ آغاز سے بھی پہلے سے ہے اس نے جو احساس وشعور کی قوتوں کو ایجاد کیا اسی سے معلوم ہوا کہ وُہ خود حواس وآلات شعور نہیں رکھتا اور چیزوں میں ضدیت قرار دینے سے معلوم ہوا کہ اس کی ضد نہیں ہوسکتی اور چیزوں کو جو اس نے ایک دوسرے کے ساتھ رکھا ہے اسی سے معلوم ہوا کہ اس کا کوئی ساتھی نہیں، اس نے نور کو ظلمت کی روشنی کو اندھیرے کی، خشکی کو تری کی اور گرمی کو سردی کی ضد قرار دیا ہے۔ وہ ایک دوسرے کی دشمن چیزوں کو ایک مرکز پر جمع کرنے والا، متضاد چیزوں کو باہم قریب لانے والا اور باہم پیوستہ چیزوں کو الگ الگ کرنے والا ہے۔ وہ کسی حد میں محدود نہیں اور نہ گنتی سے شمار میں آتا ہے جسمانی قویٰ تو

جسمانی ہی چیزوں کو گھیرا کرتے ہیں اور اپنے ہی ایسوں کی طرف اشارہ کر سکتے ہیں انہیں لفظ منذ نے قدیم ہونے سے روک دیا ہے اور لفظ قد نے ہمیشگی سے منع کر دیا ہے۔ اور لفظ لولا نے کمال سے ہٹا دیا ہے انہی اعضاء و جوارح اور حواس مشاعر کے ذریعہ ان کا موجد عقلوں کے سامنے جلوہ گر ہوا ہے اور ان ہی کے تقاضوں کے سبب سے آنکھوں کے مشاہدہ سے بری ہو گیا ہے۔ حرکت و سکون اس پر طاری نہیں ہو سکتے۔ بھلا جو چیز اُس نے مخلوقات پر طاری کی ہو، وہ اس پر کیوں کر طاری ہو سکتی ہے۔ اور جو چیز پہلے پہل اسی نے پیدا کی ہے وہ اس کی طرف عائد کیونکر ہو سکتی ہے اور جس چیز کو اس نے پیدا کیا ہو وہ اس میں کیونکر پیدا ہو سکتی ہے اگر ایسا ہو تو اُس کی ذات تغیر پذیر قرار پائے گی۔ اور اس کی ہستی قابل تجزیہ ٹھہرے گی اور اس کی حقیقت ہمیشگی و دوام سے علیحدہ ہو جائے گی۔ اگر اس کے لیے سامنے کی جہت ہوتی تو پیچھے کی سمت بھی ہوتی اور اگر اس میں کمی آتی تو وہ اس کی تکمیل کا محتاج ہوتا اور اس صورت میں اس کے اندر مخلوق کی علامتیں آجاتیں اور جب کہ ساری چیزیں اس کی ہستی کی دلیل تھیں۔ اس صورت میں وہ خود کسی خالق کے وجود کی دلیل بن جاتا حالانکہ وہ اس امر مسلمہ کی رو سے کہ اس میں مخلوق کی صفتوں کا ہونا ممنوع اس سے بری ہے کہ اس میں وہ چیز اثر انداز ہو جو ممکنات میں اثر انداز ہوتی ہے۔ وہ ادلتا بدلتا نہیں نہ زوال پذیر ہوتا ہے۔ نہ غروب ہونا اس کے لیے روا ہے اس کی کوئی اولاد نہیں اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے۔ ورنہ محدود ہو کر رہ جائے گا، وہ آل اولاد رکھنے سے بالاتر اور عورتوں کو چھونے سے پاک ہے۔ تصورات اُسے پا نہیں سکتے کہ اُس کا انداز ٹھہرا لیں اور عقلیں اس کا تصور نہیں کر سکتیں کہ اس کی کوئی صورت مقرر کر لیں۔ حواس اس کا ادراک نہیں کر سکتے کہ اُسے محسوس کر لیں اور ہاتھ اُس سے مس نہیں ہوتے کہ اُسے چھو لیں، وہ کسی حال میں بدلتا نہیں اور نہ مختلف حالتوں میں منتقل ہوتا رہتا ہے نہ شب و روز اسے کہنہ کرتے ہیں، نہ روشنی و تاریکی اسے متغیر کرتی ہے۔ اسے اجزاء و جوارح صفات میں سے کسی صفت اور ذات کے علاوہ کسی بھی چیز اور حصوں سے متصف نہیں کیا جا سکتا۔ اس کے لیے کسی حد اور اختتام اور زوال پذیری اور

انتہا کو کہا نہیں جاسکتا اور نہ یہ کہ چیزیں اس پر حاوی ہیں کہ خواہ اُسے بلند کریں اور خواہ پست، یا چیزیں اُسے اٹھائے ہوئے ہیں کہ چاہے اُسے ادھر اُدھر موڑیں اور چاہے اُسے سیدھا رکھیں۔ نہ وہ چیزوں کے اندر ہے اور نہ اُن سے باہر وہ خبر دیتا ہے۔ بغیر زبان اور تالو جبڑے کی حرکت کے وہ سُنتا ہے بغیر کانوں کے سوراخوں اور آلاتِ سماعت کے وہ بات کرتا ہے۔ بغیر تلفظ کے وہ ہر چیز کو یاد رکھتا ہے بغیر یاد کی زحمت کے وہ ارادہ کرتا ہے۔ بغیر قلب اور ضمیر کے وہ دوست رکھتا ہے اور خوشنود ہوتا ہے بغیر رقت طبع کے، وہ دشمن رکھتا ہے اور غضبناک ہوتا ہے بغیر غم وغصہ کی تکلیف کے جسے پیدا کرنا چاہتا ہے، اُسے ہوجا کہتا ہے۔ جس سے وہ ہوجاتی ہے بغیر کسی ایسی آواز کے کان (کے پردوں) سے ٹکرائے اور بغیر ایسی صدا کے جو سُنی جاسکے۔ بلکہ اللہ سبحانہ، کا کلام بس اس کا ایجاد کردہ فعل ہے اور اس طرح کا کلام پہلے سے موجود نہیں ہوسکتا اور اگر وہ قدیم ہوتا تو دوسرا خدا ہوتا۔ یہ نہیں کہا جاسکتا، کہ وہ عدم کے بعد وجود میں آیا ہے کہ اس پر حادث صفتیں منطبق ہونے لگیں اور اس میں اور مخلوقات میں کوئی فرق نہ رہے اور نہ اسے اس پر کوئی فوقیت وبرتری رہے کہ جس کے نتیجہ میں خالق ومخلوق ایک سطح پر آجائیں اور صانع ومصنوع برابر ہوجائیں۔ اس نے مخلوقات کو بغیر کسی ایسے نمونہ کے پیدا کیا کہ جو اس سے پہلے کسی دوسرے نے قائم کیا ہو اور اس کے بنانے میں اس نے مخلوقات میں سے کسی ایک سے بھی مدد نہیں چاہی۔ وہ زمین کو وجود میں لایا اور بغیر اس کام میں الجھے ہوئے اسے برابر روکے تھامے رہا اور بغیر کسی چیز پر ٹکائے ہوئے اُسے برقرار کر دیا، اور بغیر ستونوں کے اس نے قائم اور بغیر کھمبوں کے اسے بلند کیا۔ کجی اور جھکاؤ سے اسے محفوظ کردیا اور ٹکڑے ٹکڑے ہوکر گرنے اور پھٹنے سے اُسے بچائے رہا۔ اس کے پہاڑوں کو میخوں کی طرح گاڑا اور چٹانوں کو مضبوطی سے نصب کیا، اس کے چشموں کو جاری اور پانی کی گزرگاہوں کو شگافتہ کیا۔ اس نے جو بنایا اس میں کوئی سستی نہ آئی اور جسے مضبوط کیا اس میں کمزوری نہیں پیدا ہوئی۔ وہ اپنی عظمت شاہی کے ساتھ زمین پر غالب، علم ودانائی کی بدولت اس کے اندرونی رازوں سے واقف اور اپنے جلال

وعزت کے سبب سے اس کی ہر چیز پر چھایا ہوا ہے وہ جس چیز کا اس سے خواہاں ہوتا ہے وہ اس کے دسترس سے باہر نہیں ہو سکتی اور نہ اس سے روگردانی کر کے اس پر غالب آ سکتی ہے اور نہ کوئی تیز رو اُس کے قبضہ سے نکل سکتا ہے کہ اس سے بڑھ جائے اور نہ وہ کسی مال دار کا محتاج ہے کہ وہ اُسے روزی دے۔ تمام چیزیں اُس کے سامنے عاجز اور اس کی بزرگی و عظمت کے آگے ذلیل و خوار ہیں اس کی سلطنت (کی وسعتوں) سے نکل کر کسی اور طرف بھاگ جانے کی ہمت نہیں رکھتیں کہ اس کے جود و عطا سے (بے نیاز) اور اس کی گرفت سے اپنے کو محفوظ سمجھ لیں۔ نہ اس کا کوئی ہمسر ہے جو اس کے برابر اتر سکے نہ اس کا کوئی مثل و نظیر ہے جو اس سے برابری کر سکے وہی ان چیزوں کو وجود کے بعد فنا کرنے والا ہے۔ یہاں تک کہ موجود چیزیں ان چیزوں کی طرح ہو جائیں کہ جو کبھی تھیں ہی نہیں، اور یہ دینا کو پیدا کرنے کے بعد نیست و نابود کرنا اس کے شروع شروع وجود میں لانے سے زیادہ تعجب خیز (ودشوار) نہیں اور کیوں کر ایسا ہو سکتا ہے جب کہ تمام حیوان وہ پرندے ہوں یا چوپائے رات کو گھروں کی طرف پلٹ کر آنے والے ہوں۔ یا چراگاہوں میں چرنے والے جس قسم کے ہوں وہ اور تمام آدی کو دن و غبی صنف سے ہوں یا زیرک و ہوشیار سب مل کر اگر ایک مچھر کو پیدا کرنا چاہیں تو وہ اس کے پیدا کرنے پر قادر نہ ہوں گے اور نہ یہ جان سکیں گے اس کے پیدا کرنے کی کیا صورت اور اس جاننے کے سلسلہ میں ان کی عقلیں حیران و سرگردان اور قوتیں عاجز و درماندہ ہو جائیں گی اور یہ جانتے ہوئے کہ وہ شکست خوردہ ہیں اور یہ اقرار کرتے ہوئے کہ وہ اس کے فنا کرنے سے بھی عاجز ہیں۔ خستہ و نامراد ہو کر پلٹ آئیں گے، بلاشبہ اللہ سبحانہ دنیا کے مٹ مٹا جانے کے بعد ایک اکیلا ہوگا۔ کوئی چیز اس کے ساتھ نہ ہوگی۔ جس طرح کہ دنیا کی ایجاد و آفرینش سے پہلے تھا۔ یونہی اس کے فنا ہو جانے کے بعد بغیر وقت و مکان اور ہنگام و زمان کے ہوگا اس وقت مدتیں اور اوقات سال اور گھڑیاں سب نابود ہوں گی، سوائے اُس خدائے واحد و قہار کے جس کی طرف تمام چیزوں کی بازگشت ہے۔ کوئی چیز باقی نہ رہے گی۔

حمد باری تعالیٰ

تمام حمد اُس اللہ کے لیے ہے جو بندوں کا پیدا کرنے ولا، فرش زمین کا بچھانے والا، ندی نالوں کا بہانے والا اور ٹیلوں کو سرسبزو شاداب بنانے والا ہے۔ نہ اُس کی اولیت کی کوئی اتبدا اور نہ اس کی ازلیت کی کوئی انتہا ہے وہ ایسا اول ہے جو ہمیشہ سے ہے، اور بغیر کسی مدت کی حد بندی کے ہمیشہ رہنے والا ہے پیشانیاں اس کے آگے (سجدہ میں) گری ہوئی ہیں اور لب اس کی توحید کے معترف ہیں اس نے تمام چیزوں کو ان کے پیدا کرنے کے وقت ہی سے جداگانہ صورتوں اور شکلوں میں محدود کر دیا تا کہ اپنی ذات کو ان کی مشابہت سے الگ رکھے تصورات اسے حدود حرکات اور اعضاء وحواس کے ساتھ متعین نہیں کر سکتے اس کے لیے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ وہ کب سے ہے اور نہ یہ کہہ کر اس کی مدت مقرر کی جاسکتی ہے کہ وہ کب تک ہے۔ وہ ظاہر ہے لیکن یہ نہیں کہا جاسکتا کہ کس سے (ظاہر ہوا) وہ باطن ہے مگر یہ نہیں کہا جائے گا کہ (کس میں) وہ نہ دور سے نظر آنے والا کوئی ڈھانچہ ہے کہ مٹ جائے اور نہ کسی حجاب میں ہے کہ محدود ہو جائے۔ وہ چیزوں سے اس طرح قریب نہیں کہ ساتھ چھو جائے اور نہ وہ جسمانی طور پر اُن سے الگ ہو کر دور ہوا ہے۔ اس سے کسی کا ٹکٹکی باندھ کر دیکھنا کسی لفظ کا دُہرایا جانا، کسی بلندی کا دور سے جھلکنا اور کسی قدم کا آگے بڑھنا پوشیدہ نہیں ہے نہ اندھیری راتوں میں اور نہ چھائی ہوئی اندھیاریوں میں کہ جن پر روشن چاند اپنی کرنوں کا سایہ ڈالتا ہے اور نورانی آفتاب طلوع وغروب (کے چکروں) میں اور زمانہ کی ان کی گردشوں میں اندھیرے کے بعد نور پھیلاتا ہے کہ جو آنے والی رات اور جانے والے دن کی آمد وشد سے (پیدا) ہوتی ہیں وہ ہر مدت وانتہا اور ہر گنتی اور شمار سے پہلے

انہیں پکارا تو یہ بغیر کسی سستی اور توقف کے اطاعت و فرمانبرداری کرتے ہوئے لبیک کہہ اُٹھے اگر وہ اس کی ربوبیت کا اقرار نہ کرتے اور اس کے سامنے سر اطاعت نہ جھکاتے تو وہ انہیں اپنے عرش کا مقام اور اپنے فرشتوں کا مسکن اور پاکیزہ کلموں اور مخلوق کے نیک عملوں کے بلند ہونے کی جگہ نہ بناتا۔ اللہ نے ان کے ستاروں کو ایسی روشن نشانیاں قرار دیا ہے کہ جن سے حیران و سرگرداں اطراف زمین کی راہوں میں آنے جانے کے لئے رہنمائی حاصل کرتے ہیں۔ اندھیری رات کی اندھیاروں کے سیاہ پردے ان کے نور کی ضو پاشیوں کو نہیں روکتے اور نہ شب ہائے تاریک کی تیرگی کے پردے یہ طاقت رکھتے ہیں کہ وہ آسمانوں میں پھیلی ہوئی چاند کے نور کی جگمگاہٹ کو پلٹا دیں۔ پاک ہے۔ وہ ذات جس پر پست زمین کے قطعوں اور باہم ملے ہوئے سیاہ پہاڑوں کی چوٹیوں میں اندھیری رات کی اندھیاریاں اور پر سکون شب کی ظلمتیں پوشیدہ نہیں ہیں اور نہ افق آسمان میں رعد کی گرج اس سے مخفی ہے اور نہ وہ چیزیں جن پر بادلوں کی بجلیاں کوند کر ناپید ہو جاتی ہیں اور نہ وہ پتے جو (ٹوٹ کر) گرتے ہیں کہ جنھیں (بارش کے) پچھتروں کی تند ہوائیں اور موسلا دھار بارشیں ان کے گرنے کی جگہ سے ہٹا دیتی ہیں۔ وہ جانتا ہے کہ بارش کے قطرے کہاں گریں گے اور کہاں ٹھہریں گے۔ اور چھوٹی چیونٹیاں کہاں رینگیں گی اور کہاں (اپنے کو) کھینچ کر لے جائیں گی اور مچھروں کو کون سی روزی کفایت کرے گی اور مادہ اپنے پیٹ میں کیا لیے ہوئے ہے۔

تمام حمد اس اللہ کے لیے ہے جو عرش و کرسی زمین و آسمان اور جن و انس سے پہلے موجود تھا۔ نہ (انسانی) واہموں سے اسے جانا جا سکتا ہے اور نہ عقل و فہم سے اس کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ اسے کوئی سوال کرنے والا (دوسرے سائلوں سے) غافل نہیں بناتا اور نہ بخشش و عطا سے اس کے ہاں کچھ کمی آتی ہے۔ وہ آنکھوں سے دیکھا نہیں جا سکتا اور نہ کسی جگہ میں اس کی حد بندی ہو سکتی ہے نہ ساتھیوں کے ساتھ اسے متصف کیا جا سکتا اور نہ (اعضاء جوارح کی) حرکت سے وہ پیدا کرتا ہے اور نہ حواس سے وہ جانا پہچانا جا سکتا ہے اور نہ انسانوں پر اس کا قیاس ہو سکتا ہے وہ خدا کہ جس نے بغیر اعضاء و جوارح اور بغیر گویائی اور بغیر

حلق کے کوؤں کو ہلائے موسیٰ علیہ السلام سے باتیں کیں اور انہیں اپنی عظیم نشانیاں دکھلائیں، اے اللہ کی توصیف میں رنج وتعب اٹھانے والے اگر تو (اس سے عہدہ برآ ہونے میں) سچا ہے تو پہلے جبرائیل ومیکائیل اور مقرب فرشتوں کے لاؤ لشکر کا وصف بیان کر کہ جو پاکیزگی وطہارت کے حجروں میں اس عالم میں سر جھکائے پڑے ہیں کہ ان کی عقلیں ششدر وحیران ہیں کہ وہ اس بہترین خالق کی توصیف کر سکیں۔ صفتوں کے ذریعے وہ چیزیں جانی پہچانی جاتی ہیں جو شکل وصورت اور اعضاء جوارح رکھتی ہوں اور وہ کہ جو اپنی حد انتہا کو پہنچ کر موت کے ہاتھوں ختم ہو جائیں۔ اس اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں کہ جس نے اپنے نور سے تمام تاریکیوں کو روشن ومنور کیا اور ظلمت (عدم) سے ہر نور کو تیرہ اور تار بنا دیا ہے۔

شان ربوبیت

تمام تعریف اس اللہ کے لیے ہے کہ جو خلق (کائنات سے) اپنے وجود کا اور پیدا شدہ مخلوقات سے اپنے قدیم وازلی ہونے کا اور ان کی باہمی شباہت سے اپنے بے نظیر ہونے کا پتہ دینے والا ہے نہ حواس اسے چھو سکتے ہیں اور نہ پردے اسے چھپا سکتے ہیں چونکہ بنانے والے اور بننے والے' گھیرنے والے اور گھرنے والے' پالنے والے اور پرورش پانے والے میں فرق ہوتا ہے۔ وہ ایک ہے لیکن نہ ویسا کہ جو شمار میں آئے وہ پیدا کرنے والا ہے لیکن نہ اس معنی سے کہ اسے حرکت کرنا اور تعب اٹھانا پڑے، وہ سننے والا ہے لیکن نہ کسی عضو کے ذریعہ سے اور دیکھنے والا ہے لیکن نہ اس طرح کہ آنکھیں پھیلائے۔ وہ حاضر ہے۔ لیکن نہ اس طرح کہ چھوا جاسکے وہ جدا ہے نہ اس طرح کہ بیچ میں فاصلہ کی دوری ہو۔ وہ ظاہر بظاہر ہے مگر آنکھوں سے دکھائی نہیں دیتا۔ وہ ذاتاً پوشیدہ ہے نہ لطافت جسمانی کی بنا پر۔ وہ سب چیزوں سے اس لیے علیحدہ ہی ہے کہ ان پر چھایا ہوا ہے۔ اور ان پر اقتدار رکھتا ہے۔ ۔ اور تمام چیزیں اس لیے اس سے جدا ہیں کہ وہ اس کے سامنے جھکی ہوئی اور اس کی طرف پلٹنے والی ہیں۔ جس نے (ذات کے علاوہ) اس کے لئے صفات تجویز کئے اس نے اس کی حد بندی کردی اور جس نے اسے محدود خیال کیا وہ اسے شمار میں آنے والی چیزوں کی قطار میں لے آیا اور جس نے اسے شمار کے قابل سمجھ لیا اس نے اس کی قدامت ہی سے انکار کردیا اور جس نے یہ کہا کہ وہ کیسا ہے وہ اس کے لئے (الگ سے) صفتیں ڈھونڈھنے لگا اور جس نے یہ کہا کہ وہ کہاں ہے اس نے اسے کسی جگہ میں محدود سمجھ لیا وہ اس وقت بھی عالم تھا جب کہ

معلوم کا وجود نہ تھا اور اس وقت بھی رب تھا جب کہ پرورش پانے والے نہ تھے اور اس وقت بھی قادر تھا جب کہ زیر قدرت آنے والی مخلوق نہ تھی

ایک اور جگہ شان ربوبیت بیان فرماتے ہوئے کہا

وہ بھید چھپانے والوں کی نیتوں، کھسر پسر کرنے والوں کی سرگوشیوں، مظنون اور بے بنیاد خیالوں، دل میں جمے ہوئے یقینی ارادوں، پلکوں (کے نیچے) کنکھیوں کے اشاروں، دل کی تہوں اور غیب کی گہرائیوں میں چھپی ہوئی چیزوں کو جانتا ہے اور (ان آوازوں کا سننے والا ہے) جن کو کان لگا کر سننے کے لیے کانوں کے سوراخوں کو جھکنا پڑتا ہے اور چیونٹیوں کے موسم گرما کے مسکنوں اور حشرات الارض کے موسم سرما بسر کرنے کے مقاموں سے آگاہ ہے اور پسر مردہ عورتوں کے (درد بھرے) نالوں کی گونج اور قدموں کی چاپ کا سننے والا ہے اور سبز پتیوں کے غلافوں کے اندرونی خولوں میں پھلوں کے نشوونما پانے کی جگہوں اور پہاڑوں کی کھوؤں اور ان کے نشیبوں میں وحشی جانوروں کی پناہ گاہوں اور درختوں کے تنوں اور ان کے چھلکوں میں مچھروں کے سر چھپانے کے سوارخوں اور شاخوں میں پتیوں کے پھوٹنے کی جگہوں اور صلب کی گذرگاہوں میں نطفوں کے ٹھکانوں اور زمین سے اٹھنے والے ابر کے لکوں اور آپس میں جڑے ہوئے بادلوں اور تہ بہ تہ جمے ہوئے ابروں کے ٹپکنے والے بارش کے قطروں سے باخبر ہے۔ اور ریگ (بیابان) کے ذرے جنہیں بگولوں نے اپنے دامنوں سے اڑایا ہے اور وہ نشانات جنہیں بارشوں کے سیلابوں نے مٹا ڈالا ہے اس کے علم میں ہیں، اور ریت کے ٹیلوں پر زمین کے کیڑوں کے چلنے پھرنے اور سربلند پہاڑوں کی چوٹیوں پر بال و پر رکھنے والے طائروں کے نشیموں اور گھونسلوں کی اندھیاریوں میں چہچہانے والے پرندوں کے نغموں کو جانتا ہے اور جن چیزوں کو سیپیوں نے سمیٹ رکھا ہے او جن چیزوں کو دریا کی موجیں اپنے پہلو کے نیچے دبائے ہوئے ہیں اور جن کو رات (کی تاریک چادروں) نے ڈھانپ رکھا ہے اور جن پر دن کے سورج نے اپنی کرنوں سے نور بکھیرا ہے اور جن پر کبھی ظلمت کی تہیں جم جاتی ہیں اور کبھی نور کے دھارے بہہ نکلتے

ہیں۔ پہچانتا ہے وہ ہر قدم کا نشان' ہر چیز کی حس و حرکت' ہر لفظ کی گونج' ہر ہونٹ کی جنبش' ہر جاندار کا ٹھکانا' ہر ذرے کا وزن اور ہر جی دار کی سسکیوں کی آواز اور جو کچھ بھی اس زمین پر ہے' سب اس کے علم میں ہے۔ وہ درختوں کا پھل ہو یا ٹوٹ کر گرنے والا پتہ' یا نطفے یا منجمد خون ٹھکانا اور لوتھڑا یا (اس کے بعد) بننے والی مخلوق اور پیدا ہونے والا بچہ (ان چیزوں کے جاننے میں) اسے کلفت و تعب اٹھانا نہیں پڑی اور نہ اسے اپنی مخلوق کی حفاظت میں کوئی رکاوٹ درپیش ہوئی اور نہ اسے اپنے احکام کے چلانے اور مخلوقات کا انتظام کرنے سے سستی اور تھکن لاحق ہوئی بلکہ اس کا علم تو ان چیزوں کے اندر تک اترا ہوا ہے اور ایک ایک چیز اس کے شمار میں ہے۔ اس کا عدل ہمہ گیر' اور اس کا فضل سب کے شامل حال ہے' اور اس کے ساتھ وہ اس کے شایان شان حق کی ادائیگی سے قاصر ہیں۔

تمام حمد اس اللہ کے لیے ہے کہ جس کی ایک صفت سے دوسری صفت کو تقدم نہیں کہ وہ آخر ہونے سے پہلے اول اور باطن ہونے سے پہلے ظاہر رہا ہو۔ اللہ کے علاوہ جسے بھی ایک کہا جائے گا' وہ قلت و کمی میں ہوگا۔ اس کے سوا ہر باعزت ذلیل اور ہر قوی کمزور و عاجز اور ہر مالک مملوک' اور ہر جاننے والا سیکھنے والے کی منزل میں ہے اس کے علاوہ ہر سننے والا خفیف آوازوں کے سننے سے قاصر ہوتا ہے اور بڑی آوازیں (اپنی گونج) اسے بہرا کر دیتی اور حد شور کی آوزیں اس تک پہنچتی نہیں ہیں اور اس کے ماسوا ہر دیکھنے والا مخفی رنگوں اور لطیف جسموں کے دیکھنے سے نابینا ہوتا ہے۔ کوئی ظاہر اس کے علاوہ باطن نہیں ہو سکتا اور کوئی باطن اس کے سوا ظاہر نہیں ہو سکتا۔ اس نے اپنی کسی مخلوق کو اس لیے پیدا نہیں کیا کہ وہ اپنے اقتدار کی بنیادوں کو مستحکم کرے یا زمانے کے عواقب و نتائج سے اسے کوئی خطرہ تھا یا کسی برابر والے کے حملہ آور ہونے یا کثرت پر اترانے والے شریک یا بلندی میں ٹکرانے والے مد مقابل کے خلاف اسے مدد حاصل کرنا تھی، بلکہ یہ ساری مخلوق اسی قبضے میں ہے اور سب اس کے عاجز و ناتواں بندے ہیں۔ وہ دوسری چیزوں سمایا ہوا نہیں ہے کہ کہا جائے کہ وہ ان کے اندر ہے اور نہ ان

چیزوں سے دور ہے کہ یہ کہا جائے کہ وہ ان چیزوں سے الگ ہے۔ ایجاد خلق اور تدبیر عالم نے اسے خستہ و درماندہ نہیں کیا، اور نہ (حسب منشاء) چیزوں کے پیدا کرنے سے عجز اسے دامن گیر ہوا ہے اور نہ اسے اپنے فیصلوں اور اندازوں میں شبہ لاحق ہوا ہے۔ بلکہ اس کے فیصلے مضبوط، علم محکم اور احکام قطعی ہیں۔ مصیبت کے وقت بھی اس کی آس رہتی ہے۔ اور نعمت کے وقت بھی اس کا ڈر لگا رہتا ہے۔

خدائے جل شانہ

تمام حمد اس اللہ کے لیے ہے کہ جو فیض وعطا کے روکنے سے مال دار نہیں ہو جاتا اور جود وعطا سے کبھی عاجز و قاصر نہیں ہوتا۔ اس لیے کہ اس کے سوا ہر دینے والے کے یہاں داد و دہش سے کمی واقع ہوتی ہے اور ہاتھ روک لینے پر انہیں بُرا سمجھا جا سکتا ہے۔ وہ فائدہ بخش نعمتوں اور عطیوں کی فراوانیوں اور روزیوں (کی تقسیم سے ممنون احسان بنانے والا ہے۔ ساری مخلوق اس کا کنبہ ہے۔ اس نے سب کی روزیاں مقرر کر رکھی ہیں۔ اس نے اپنے خواہش مندوں اور اپنی نعمت کے طلب گاروں کے لئے راہ کھول دی ہے۔ وہ دست طلب کے نہ بڑھنے پر بھی اتنا ہی کریم ہے جتنا طلب و سوال کا ہاتھ بڑھنے پر۔ وہ ایسا اول ہے جس کے لیے کوئی قبل ہے ہی نہیں کہ کوئی شے اس سے پہلے ہو سکے اور ایسا آخر ہے جس کے لیے کوئی بعد ہے نہیں تاکہ کوئی چیز اس کے بعد فرض کی جا سکے۔ وہ آنکھ کی پتلیوں کو (دوری سے) روک دینے والا ہے کہ وہ اسے پا سکیں یا اس کی حقیقت معلوم کر سکیں۔ اس پر زمانہ کے مختلف دور نہیں گذرتے کہ اس کے حالات میں تغیر و تبدل پیدا ہو، وہ کسی جگہ میں نہیں ہے کہ اس کے لیے نقل و حرکت صحیح ہو سکے۔ اگر وہ چاندی اور سونے جیسی نفیس دھاتیں کہ جنہیں پہاڑوں کے معدن (لمبی لمبی) سانسیں بھر کر اچھال دیتے ہیں۔ اور بکھرے ہوئے موتی اور مرجان کی کٹی ہوئی شاخیں کہ جنہیں دریاؤں کی سیپیاں کھلا کر ہنستے ہوئے اُگل دیتی ہیں، بخش دے تو اس سے اس کے جود وعطا پر کوئی اثر نہیں پڑتا اور نہ اس کی دولت کا ذخیرہ

اس سے ختم ہو سکتا ہے اور اُس کے پاس پھر بھی انعام و کرام کے اتنے ذخیرے موجود رہیں گے جنھیں لوگوں کی مانگ ختم نہیں کر سکتی اس لیے کہ وہ ایسا فیاض ہے جسے سوالوں کا پورا کرنا مفلس نہیں بنا سکتا اور گڑگڑا کر سوال کرنے والوں کا حد سے بڑھا ہوا اصرار بخل پر آمادہ نہیں کر سکتا۔

وہ ایسا قادر ہے کہ جب اس کی قدرت کی انتہا معلوم کرنے کے لیے وہم اپنے تیر چلا رہا ہو اور فکر ہر طرح کے وسوسوں کے ادھیڑ بن سے آزاد ہو کر اس کے قلمرو مملکت کے گہرے بھیدوں پر آگاہ ہونے کے درپے ہو اور دل اس کی صفتوں کی کیفیت سمجھنے کے لیے والہانہ طور پر دوڑ پڑے ہوں اور ذات الٰہی کو جاننے کے لیے عقلوں کی جستجو و تلاش کی راہیں حد بیان سے زیادہ دُور تک چلی گئی ہوں تو اللہ اس وقت جب وُہ غیب کی تیرگیوں کے گڑھوں کو عبور کر رہی ہوتی ہیں۔ ان سب کو (ناموں کے ساتھ) پلٹا دیتا ہے۔ چنانچہ جب اس طرح منہ کی کھا کر پلٹتی ہیں تو انہیں یہ اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ ایسی بے راہ رویوں سے اس کی معرفت کا کھوج نہیں لگایا جا سکتا اور نہ فکر پیماؤں کے دلوں میں اس کی عزت کے تمکنت وجلال کا ذرا سا شائبہ آ سکتا ہے۔ وہ وہی ہے کہ جس نے مخلوقات کو ایجاد کیا بغیر اس کے کہ کوئی مثال اپنے سامنے رکھتا اور بغیر اس کے کہ اپنے سے پہلے کسی اور خالق اور معبود کی بنائی ہوئی چیزوں کا چربہ اُتارتا اس نے اپنی قدرت کی بادشاہت اور ان عجیب چیزوں کے واسطہ سے کہ جن میں اس کی حکمت و دانائی کے آثار (منہ سے) بول رہے ہیں اور مخلوق کے اس اعتراف سے کہ وہ اپنے رکنے تھمنے میں اس کے سہارے کے محتاج ہے۔ ہمیں وہ چیزیں دکھائی ہیں کہ جنہوں نے قہراً دلیل قائم ہو جانے کے دباؤ سے اس کی معرفت کی طرف ہماری راہنمائی کی ہے اور اس پیدا کردہ عجیب و غریب چیزوں اور اُس کی صنعت کے نقش و نگار اور حکمت کے آثار نمایاں اور واضح ہیں۔ چنانچہ ہر مخلوق اس کی ایک حجت اور ایک برہان بن گئی ہے۔ چاہے وہ خاموش مخلوق ہو۔ مگر اللہ کی تدبیر و کارسازی کی ایک بولتی ہوئی دلیل ہے اور ہستی صانع کی طرف اس کی راہنمائی ثابت و برقرار ہے۔



اس نے جو چیزیں پیدا کیں۔ ان کا ایک اندازہ رکھا۔ مضبوط و مستحکم اور ان کا انتظام کیا۔ عمدہ و پاکیزہ اور انہیں ان کی سمت پر اس طرح لگایا کہ نہ وہ اپنی آخری منزل کی حدوں سے آگے بڑھیں اور نہ منزل منتہا تک پہنچنے میں کوتاہی کی۔ جب انہیں اللہ کے ارادے پر چل پڑنے کا حکم دیا گیا، تو انہوں نے سرتابی نہیں کی اور وہ ایسا کر ہی کیوں کر سکتی تھیں۔ جب کہ تمام اُمور اسی کی مشیت و ارادہ سے صادر ہوئے ہیں وہ گوناگوں چیزوں کا موجد ہے بغیر کسی سوچ بچار کی طرف رجوع کیے اور بغیر طبیعت کی کسی جولانی کے کہ جسے دل میں چھپائے ہو اور بغیر کسی تجربہ کے کہ جو زمانہ کے حوادث سے حاصل کیا ہو اور بغیر کسی شریک کے کہ جو ان عجیب و غریب چیزوں کی ایجاد میں اس کا معین و مددگار رہا ہو چنانچہ مخلوق (بن بنا کر) مکمل ہوگئی اور اس نے اللہ کی اطاعت کے سامنے سر جھکا دیا اور (فوراً) اس کی پکار پر لبیک کہتے ہوئے بڑھی۔ نہ کسی دیر کرنے والے کی سی سُست رفتاری دامن گیر ہوئی اور نہ کسی حیل حُجت کرنے والے کی سی سُستی اور ڈھیل حائل ہوئی اس نے ان چیزوں کے ٹیڑھا پن کو سیدھا کر دیا اور ان کی حدیں متعین کر دیں۔ اور اپنی قدرت سے ان متضاد چیزوں میں ہم رنگی و ہم آہنگی پیدا کی اور نفسوں کے رشتے (بدنوں سے) جوڑ دیے اور انہیں مختلف جنسوں پر بانٹ دیا۔ جو اپنی حدوں، اندازوں، طبیعتوں اور صورتوں میں جُدا جُدا ہیں۔ یہ نو ایجاد مخلوق ہے کہ جس کی ساخت اس نے مضبوط کی ہے اور اپنے ارادے کے مطابق اسے بنایا اور ایجاد کیا۔

کائنات اور تخلیق آدمؑ

تمام حمد اس اللہ کیلئے ہے، جس کی مدح تک بولنے والوں کی رسائی نہیں، جس کی نعمتوں کو گننے والے گن نہیں سکتے۔ نہ کوشش کرنے والے اس کا حق ادا کر سکتے ہیں۔ نہ بلند پرواز ہمتیں اسے پا سکتی ہیں نہ عقل وفہم کی گہرائیاں اس کی تہ تک پہنچ سکتی ہیں۔ اُس کے کمال ذات کی کوئی حد معین نہیں۔ نہ اس کے لئے توصیفی الفاظ ہیں نہ اس (کی ابتدا) کے لئے کوئی وقت ہے، جسے شمار میں لایا جا سکے، نہ اس کی کوئی مدت ہے جو کہیں پر ختم ہو جائے۔ اس نے مخلوقات کو اپنی قدرت سے پیدا کیا، اپنی رحمت سے ہواؤں کو چلایا، تھرتھراتی ہوئی زمین پر پہاڑوں کی میخیں گاڑیں۔ دین کی ابتدا اس کی معرفت ہے۔ کمال معرفت اس کی تصدیق ہے، کمال تصدیق توحید ہے۔ کمال توحید تنزیہ واخلاص ہے اور کمال تنزیہ واخلاص یہ ہے کہ اُس سے صفتوں کی نفی کی جائے۔ کیونکہ ہر صفت شاہد ہے کہ وہ اپنے موصوف کی غیر ہے۔ اور ہر موصوف شاہد ہے کہ وہ صفت کے علاوہ کوئی چیز ہے۔ لہٰذا جس نے ذات الٰہی کے علاوہ صفات مانے۔ اُس نے ذات کا ایک دوسرا ساتھ مان لیا اور جس نے اس کی ذات کا کوئی اور ساتھی مانا اُس نے اس کے لئے جز بنا ڈالا اور جو اس کے لئے اجزاء کا قائل ہوا وہ اس سے بے خبر رہا۔ اور جو اس سے بے خبر رہا۔ اس نے اسے قابل اشارہ سمجھ لیا اور جس نے اسے قابل اشارہ سمجھ لیا اُس نے اس کی حد بندی کر دی اور جو اُسے محدود سمجھا۔ وہ اسے دوسری چیزوں ہی کی قطار میں لے آیا جس نے یہ کہا کہ وہ کس چیز میں ہے اُس نے اُسے کسی شے کے ضمن میں فرض کر لیا اور جس نے یہ کہا کہ وہ کسی چیز پر ہے۔ اُس نے

اور جگہیں اس سے خالی سمجھ لیں۔ وہ ہے، ہوا نہیں۔ موجود ہے۔ مگر عدم سے وجود میں نہیں آیا۔ وہ ہر شے کے ساتھ ہے، نہ جسمانی اتصال کی طرح، وہ ہر چیز سے علیحدہ ہے، نہ جسمانی دُوری کے طور پر، وہ فاعل ہے، لیکن حرکات وآلات کا محتاج نہیں، وُہ اس وقت بھی دیکھنے والا تھا جب کہ مخلوقات میں کوئی چیز دکھائی دینے والی نہ تھی وہ یگانہ ہے۔ اس لئے کہ اس کا کوئی ساتھی نہیں ہے کہ جس سے وہ مانوس ہو اور اُسے کھو کر پریشان ہو جائے۔ اس نے پہلے پہل خلق کو ایجاد کیا۔ بغیر کسی فکر کی جولانی کے اور بغیر کسی تجربہ کے جس سے فائدہ اٹھانے کی اُسے ضرورت پڑی ہو اور بغیر کسی حرکت کے جسے اُس نے پیدا کیا ہو اور بغیر کسی ولولہ اور جوش کے جس سے وہ بے تاب ہوا ہو۔ ہر چیز کو اس کے وقت کے حوالے کیا۔ بے جوڑ چیزوں میں توازن و ہم آہنگی پیدا کی۔ ہر چیز کو جُداگانہ طبیعت و مزاج کا حامل بنایا اور ان طبیعتوں کے لئے مناسب صورتیں ضروری قرار دیں۔ وہ ان چیزوں کو ان کے وجود میں آنے سے پہلے جانتا تھا۔ ان کی حدونہایت پر احاطہ کیے ہوئے تھا اور ان کے نفوس: اعضاء کو پہچانتا تھا۔ پھر یہ کہ اُس نے کشادہ فضا، وسیع اطراف واکناف اور خلا کی وسعتیں خلق کیں اور ان میں ایسا پانی بہایا جس کے دریائے مواج کی لہریں طوفانی اور بحر زخار کی موجیں تہ بہ تہ تھیں اسے تیز ہوا اور تُند آندھی کی پُشت پر لادا۔ پھر اُسے پانی کے پلٹانے کا حکم دیا اور اُسے اس کے پابند رکھنے پر قابو دیا اور اسے پانی کی سرحد سے ملا دیا۔ اس کے نیچے ہوا دُور تک پھیلی ہوئی تھی اور اُوپر پانی ٹھاٹھیں مار رہا تھا۔ پھر اللہ سُبحانہ نے اس پانی کے اندر ایک ہوا خلق کی، جس کا چلنا بانجھ (بے ثمر) تھا اور اسے اس کے مرکز پر قرار رکھا۔ اس کے جھونکے تیز کر دیئے اور اس کے چلنے کی جگہ دُور و دراز تک پھیلا دی۔ پھر اس ہوا کو مامور کیا کہ وُہ پانی کے ذخیرے کو تھپیڑے دے اور بحر بے کراں کی موجوں کو اچھالے۔ اس ہوا نے پانی کو یوں متھ دیا۔ جس طرح دہی کے مشکیزے کو متھا جاتا ہے اور اسے ڈھکی ہوئی تیزی سے چلی۔ جس طرح خالی فضا میں چلتی ہے اور پانی کے ابتدائی حصے کو آخری حصے پر اور ٹھہرے ہوئے کو چلتے ہوئے پانی پر پلٹانے لگی۔ یہاں تک کہ اس متلاطم پانی کی سطح بلند

ہو گئی اور تہ بہ تہ پانی جھاگ دینے لگا۔ اللہ نے وہ جھاگ کھلی ہوا اور کشادہ فضا کی طرف اٹھائی اور اس سے ساتوں آسمان پیدا کیے۔ نیچے والے آسمان کو رُکی ہوئی موج کی طرح بنایا اور اُوپر والے آسمان کو محفوظ چھت پر بلند عمارت کی صورت میں اس طرح قائم کیا کہ نہ ستونوں کے سہارے کی حاجت تھی نہ بندھنوں سے جوڑنے کی ضرورت پھر اُن کو ستاروں کی سج دھج اور روشن تاروں کی چمک دمک سے آراستہ کیا اور اُن میں ضو پاش چراغ اور جگمگاتا چاند رواں کیا جو گھومنے والے فلک چلتی پھرتی چھت اور جنبش کھانے والی لوح میں ہے۔ پھر خداوند عالم نے بلند آسمانوں کے درمیان شگاف پیدا کیے اور ان کی وسعتوں کو طرح طرح کے فرشتوں سے بھر دیا۔ کچھ ان میں سربسجود ہیں جو رکوع نہیں کرتے، کچھ رکوع میں ہیں، جو سیدھے نہیں ہوتے، کچھ صفیں باندھے ہوئے ہیں جو اپنی جگہ نہیں چھوڑتے اور کچھ پاکیزگی بیان کر رہے ہیں جو اکتاتے نہیں، نہ اُن کی آنکھوں میں نیند آتی ہے۔ نہ ان کی عقلوں میں بھول چوک پیدا ہوتی ہے، نہ اُن کے بدنوں میں سستی و کاہلی آتی ہے نہ اُن پر نسیان کی غفلت طاری ہوتی ہے۔ اُن میں کچھ تو وحی الٰہی کے امین، اُس کے رسُولوں کی طرف پیغام رسانی کے لئے زبان حق اور اُس کے قطعی فیصلوں اور فرمانوں کو لے کر آنے جانے والے ہیں، کچھ اس کے بندوں کے نگہبان اور جنت کے دروازوں کے پاسبان ہیں، کچھ وہ ہیں، جن کے قدم زمین کی تہ میں جمے ہوئے ہیں۔ اور اُن کے پہلو اطراف عالم سے بھی آگے بڑھ گئے ہیں۔ ان کے شانے عرش کے پایوں سے میل کھاتے ہیں۔ عرش کے سامنے ان کی آنکھیں جھکی ہوئی ہیں اور اس کے نیچے اپنے پروں میں لپٹے ہوئے ہیں۔ اور ان میں اور دوسری مخلوق میں عزت کے حجاب اور قدرت کے سراپردے حائل ہیں۔ وہ شکل و صورت کے ساتھ اپنے رب کا تصور نہیں کرتے، نہ اس پر مخلوق کی صفتیں طاری کرتے ہیں۔ وہ اسے محل و مکان میں گھرا ہوا سمجھتے ہیں۔ نہ اشباہ و نظائر سے اس کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

(آدم علیہ السلام کی تخلیق کے بارے میں فرمایا) پھر اللہ نے سخت و نرم اور

شیریں وشورہ زار زمین سے مٹی جمع کی، اسے پانی سے اتنا بھگویا کہ وہ صاف ہو کر نتھر گئی اور تری سے اتنا گوندھا کہ اُس میں لس پیدا ہو گیا۔ اس سے ایک ایسی صورت بنائی، جس میں موڑ ہیں اور جوڑ اعضا ہیں اور مختلف حصے۔ اسے یہاں تک سکھایا کہ وہ خود تھم سکی اور اتنا سخت کیا کہ وہ کھنکھنانے لگی۔ ایک وقت معین اور مدت معلوم تک اُسے یونہی رہنے دیا۔ پھر اس میں روح پھونکی، تو وہ ایسے انسان کی صورت میں کھڑی ہو گئی جو قوائے ذہنی کو حرکت دینے والا۔ فکری حرکات سے تصرف کرنے والا۔ اعضا و جوارح سے خدمت لینے والا اور ہاتھ پیروں کو چلانے والا ہے اور ایسی شناخت کا مالک ہے۔ جس سے حق و باطل میں تمیز کرتا ہے۔ اور مختلف مزوں، بوؤں، رنگوں اور جنسوں میں فرق کرتا ہے۔ خود رنگا رنگ کی مٹی اور ملتی جلتی ہوئی موافق چیزوں اور مخالف ضدوں اور متضاد خلطوں سے اس کا خمیر ہوا ہے۔ یعنی گرمی، سردی، تری خشکی کا پیکر ہے۔

پھر اللہ نے فرشتوں سے چاہا کہ وہ اس کی سونپی ہوئی ودیعت ادا کریں اور اس کے پیمان وصیت کو پورا کریں۔ جو سجدہ آدم کے حکم کو تسلیم کرنے اور اُس کی بزرگی کے سامنے تواضع و فروتنی کے لئے تھا۔ اس لئے اللہ نے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو۔ ابلیس کے سوا سب نے سجدہ کیا۔ اُسے عصبیت نے گھیر لیا۔ بدبختی اس پر چھا گئی۔ آگ سے پیدا ہونے کی وجہ سے اپنے کو بزرگ و برتر سمجھا۔ اور کھنکھناتی ہوئی مٹی کی مخلوق کو ذلیل جانا۔ اللہ نے اسے مہلت دی تاکہ وہ پورے طور پر غضب کا مستحق بن جائے اور (بنی آدم) کی آزمائش پایہ تکمیل تک پہنچے اور وعدہ پورا ہو جائے چنانچہ اللہ نے اس سے کہا کہ تجھے وقت معین کے دن تک کی مہلت ہے۔ پھر اللہ نے آدم کو ایسے گھر میں ٹھہرایا۔ جہاں ان کی زندگی کو خوش گوار رکھا۔ انہیں شیطان اور اس کی عداوت سے بھی ہوشیار کر دیا۔ لیکن ان کے دشمن نے ان کے جنت میں ٹھہرنے اور نیکوکاروں میں مل جل کر رہنے پر حسد کیا اور آخر کار انہیں فریب دے دیا۔ آدم نے یقین کو شک اور ارادے کے استحکام کو کمزوری کے ہاتھوں بیچ ڈالا۔ مسرت کو خوف سے بدل لیا۔ اور فریب خوردگی کی وجہ سے ندامت اٹھائی۔ پھر اللہ نے آدم کے لئے توبہ کی گنجائش رکھی۔ انہیں

رحمت کے کلمے سکھائے، جنت میں دوبارہ پہنچانے کا اُن سے وعدہ کیا اور انہیں دار ابتلا محل افزائش نسل میں اُتار دیا۔ اللہ سبحانہ نے اُن کی اولاد سے انبیاء چُنے۔ وحی پر اُن سے عہد و پیمان لیا۔ تبلیغ رسالت کا انہیں امین بنایا۔ جبکہ اکثر لوگوں نے اللہ کا عہد بدل دیا تھا۔ چنانچہ وہ اُس کے حق سے بے خبر ہو گئے۔ اوروں کو اُس کا شریک بنا ڈالا۔ شیاطین نے اس کی معرفت سے انہیں روگردان اور اس کی عبادت سے الگ کر دیا۔ اللہ نے اُن میں اپنے رسول مبعوث کئے۔ اور لگاتار انبیاء بھیجے تا کہ ان سے فطرت کے عہد و پیمان پورے کرائیں۔ اُس کی بھولی ہوئی نعمتیں یاد دلائیں۔ پیغام ربانی پہنچا کر حجت تمام کریں۔ عقل کے دفینوں کو ابھاریں اور انہیں قدرت کی نشانیاں دکھائیں۔ یہ سروں پر بلند بام آسمان، اُن کے نیچے بچھا ہوا فرش زمیں، زندہ رکھنے والا سامان معیشت فنا کرنے والی اجلیں، بوڑھا کر دینے والی بیماریاں اور پے در پے آنے والے حادثات۔ یہ سب سمجھنے والوں کے لئے نشانیاں ہیں۔

کتاب مبین

اللہ نے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو پیغام رسانی اور امت کی سرفرازی کا ذریعہ، اہل عالم کیلئے بہار اور یار و انصار کی رفعت وعزت کا سبب قرار دیا پھر آپ پر ایک ایسی کتاب نازل فرمائی جو سراپا نور ہے جس کی قندیلیں گل نہیں ہوتیں ایسا چراغ ہے جس کی لو خاموش نہیں ہوتی ایسا دریا ہے جس میں راہ ہے۔ جس میں راہ پیمائی بے راہ نہیں کرتی ایسی کرن ہے جس کی پھوٹ مدہم نہیں پڑتی۔ حق و باطل میں ایسا امتیاز کرنے والا ہے جس کی دلیل کمزور نہیں پڑتی۔ ایسا کھول کر بیان کرنے والا ہے۔ جس کے ستون منہدم نہیں کئے جا سکتے وہ سراسر شفا ہے کہ جس کے ہوتے ہوئے روحانی بیماریوں کا کھٹکا نہیں ہوتا۔ وہ سرتا سر عزت و غلبہ ہے جس کے یار و مددگار شکست نہیں کھاتے وہ سراپا حق ہے جس کے معین ومعاون بے مدد نہیں چھوڑے جاتے وہ ایمان کا معدن اور مرکز ہے اس سے علم کے چشمے پھوٹتے اور دریا بہتے ہیں اُس میں عدل کے چمن اور انصاف کے حوض ہیں وہ اسلام کا سنگ بنیاد اور اس کی اساس ہے حق کی وادی اور اس کا ہموار میدان ہے وہ ایسا دریا ہے کہ جسے پانی بھرنے والے ختم نہیں کر سکتے۔ وہ ایسا چشمہ ہے۔ کہ پانی الچنے والے اسے خشک نہیں کر سکتے وہ ایسا گھاٹ ہے کہ اس پر اترنے والوں سے اس کا پانی گھٹ نہیں سکتا ایسی منزل ہے کہ جس کی راہ میں کوئی راہرو بھٹکتا نہیں۔ وہ ایسا نشان ہے کہ چلنے والے کی نظر سے اوجھل نہیں ہوتا۔ وہ ایسا ٹیلہ ہے کہ حق کا قصد کرنے والے اس سے آگے گزر نہیں سکتے۔ اللہ نے اسے عالموں کی تشنگی کے لیے سیرابی فقیہوں کے دلوں کے لیے بہار اور نیکوں کی رہ گزر کے لیے

شاہراہ قرار دیا ہے، یہ ایسی دوا ہے کہ جس سے کوئی مرض نہیں رہتا۔ ایسا نور ہے جس میں تیرگی کا گزر نہیں، ایسی رسی ہے کہ جس کے حلقے مضبوط ہیں، ایسی چوٹی ہے کہ جس کی پناہ گاہ محفوظ ہے۔ جو اس سے وابستہ ہو اس کے لیے پیغام صلح و امن ہے۔ جو اس کی پیروی کرے اس کے لیے ہدایت ہے جو اسے اپنی طرف نسبت دے اس کے لیے حجت ہے جو اس کی رو سے بات کرے۔ اس کے دلیل و برہان ہے، جو اس کی بنیاد پر بحث و مناظرہ کرے اس کے لیے گواہ ہے۔ جو اسے حجت بنا کر پیش کرے۔ اُس کے لیے فتح و کامرانی ہے، جو اس کا بار اٹھائے یہ اس کا بوجھ بٹانے والا ہے، جو اسے اپنا دستوار العمل بنائے اس کے لیے مرکب (تیز گام) ہے۔ یہ حقیقت شناس کے لیے ایک واضح نشان ہے (جو ضلالت سے ٹکرانے کے لیے) سلاح بند ہو اُس کے لیے سپر ہے جو اس کی ہدایت کو گرہ میں باندھ لے اس کے لیے علم و دانش ہے بیان کرنے والے کے لیے بہترین کلام اور فیصلہ کرنے والے کے لیے قطعی حکم ہے۔''

عصر نبوت، حالات زمانہ

اللہ کی حمد وثنا کرتا ہوں۔ اس کی نعمتوں کی تکمیل چاہنے اس کی عزت وجلال کے آگے سر جھکانے اور اس کی معصیت سے حفاظت حاصل کرنے کیلئے اور اس سے مدد مانگتا ہوں اس کی کفایت ودستگیری کا محتاج ہونے کی وجہ سے جسے وہ ہدایت کرے گمراہ نہیں ہوتا ہے جسے وہ دشمنی رکھے اسے کوئی ٹھکانہ نہیں ملتا جس کا وہ کفیل ہو وہ کسی کا محتاج نہیں رہتا یہ حمد اور طلب وامداد وہ ہے جس کا ہر وزن میں آنیوالی چیز سے پلہ بھاری ہے اور ہر گنج گراں مایہ سے بہتر و برتر ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں جو یکتا ولاشریک ہے۔ ایسی گواہی جس کا خلوص پرکھا جا چکا ہے اور جس کا نچوڑ بغیر کسی مثال کے دل کا عقیدہ بن چکا ہے زندگی بھر یہ اس سے وابستہ رہیں گے اور اس کو پیش آنے والے خطرات کیلئے ذخیرہ بنا کر رکھیں گے، یہی گواہی ایمان کی مضبوط بنیاد اور حسن عمل کا پہلا قدم اور اللہ کی خوشنودی کا ذریعہ اور شیطان کی دوری کا سبب ہے اور یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ جو اس کے عبد اور رسول ہیں جنہیں شہرت یافتہ منقول شدہ نشان لکھی ہوئی کتاب ضوفشاں نور چمکتی ہوئی روشنی اور فیصلہ کن امر کے ساتھ بھیجا تا کہ شکوک وشبہات کا ازالہ کیا جائے اور دلائل کے زور سے حجت تمام کی جائے آیتوں کے ذریعے ڈرایا جائے اور عقوبتوں سے خوفزدہ کیا جائے۔ اس وقت حالت یہ تھی کہ لوگ ایسے فتنوں میں مبتلا تھے۔ دین کے بندھن شکستہ، یقین کے ستون متزلزل اصول مختلف اور حالات پراگندہ تھے نکلنے کی راہیں تنگ وتاریک تھیں۔

ہدایت گمنام اور ضلالت ہمہ گیر تھی۔ (کھلے خزانوں) اللہ کی مخالفت ہوتی تھی اور شیطان کو مدد دی جارہی تھی ایمان بے سہارا تھا۔ چنانچہ اس کے ستون گر گئے۔ اس

کے نشان تک پہچاننے میں نہ آتے تھے۔ اس کے راستے مٹ مٹا گئے، اور شاہراہیں اُجڑ گئیں، وہ شیطان کے پیچھے لگ کر اس کی راہوں پر چلنے لگے اور اس کے گھاٹ پر اُتر پڑے۔ انہی کی وجہ سے اس کے پھریرے ہر طرف لہرانے لگے تھے۔ ایسے فتنوں میں جو انہیں اپنے سموں سے روندتے اور اپنے کھروں سے کچلتے تھے۔ اور اپنے پنجوں کے بل مضبوطی سے کھڑے ہوئے تھے۔ تو وہ لوگ ان میں حیران و سرگرداں، جاہل و فریب خوردہ تھے۔ ایک ایسے گھر میں جو خود اچھا، مگر اس کے بسنے والے بُرے تھے۔ جہاں نیند کے بجائے بیداری اور سرمے کی جگہ آنسو تھے۔ اس سرزمین پر عالم کے منہ پر لگام تھی اور جاہل معزز و سرفراز تھا۔ ایک اور موقعہ پر یوں بیان کیا۔

اللہ نے اپنے پیغمبرؐ کو اس وقت بھیجا جب کہ رسولوں کی آمد کا سلسلہ رُکا ہوا تھا۔ اور ساری اُمتیں۔ مدت سے پڑی سو رہی تھیں۔ فتنے سر اٹھا رہے تھے۔ سب چیزوں کا شیرازہ بکھرا ہوا تھا۔ جنگ کے شعلے بھڑک رہے تھے۔ دنیا بے رونق و بے نور تھی اور اس کی فریب کاریاں کھلی ہوئی تھیں۔ اس وقت اس کے پتوں میں زردی دوڑی ہوئی تھی اور پھلوں سے ناامیدی تھی۔ پانی زمین میں تہ نشین ہو چکا تھا۔ ہدایت کے مینار مٹ گئے تھے ہلاکت و گمراہی کے پرچم کھلے ہوئے تھے اور دنیا والوں کے سامنے کڑے تیوروں سے اور تیوری چڑھائے ہوئے نظر آ رہی تھی۔ اس کا پھل فتنہ تھا اور اس کی غذا مُردار تھی۔ اندر کا لباس خوف اور باہر کا پہناوا تلوار تھا۔

ایک اور موقعہ پر ارشاد فرمایا:

اللہ تبارک و تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام جہانوں کو (ان کی بد اعمالیوں سے) متنبہ کرنے والا اور اپنی وحی کا امین بنا کر بھیجا۔ اے گروہ عرب اس وقت تم بدترین دین پر اور بدترین گھروں میں تھے۔ کھردرے پتھروں اور زہریلے سانپوں میں تم بود و باش رکھتے تھے تم گدلا پانی پیتے اور موٹا جھوٹا کھاتے تھے، ایک دوسرے کا خون بہاتے اور رشتہ قرابت قطع کیا کرتے تھے تمہارے درمیان گڑے ہوئے تھے اور گناہ تم سے چمٹے ہوئے تھے'

شانِ رسالتؐ

اے اللہ! اے فرش زمین کے بچھانے والے اور بلند آسمانوں کو (بغیر سہارے کے) روکنے والے دلوں کو اچھی اور بُری فطرت پر پیدا کرنے والے۔ اپنی پاکیزہ رحمتیں اور بڑھنے والی برکتیں قرار دے۔ اپنے عبد اور رسول محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے جو پہلی (نبوتوں کے) ختم کرنے والے اور بند (دلوں کے) کھولنے والے اور حق کے زور سے اعلان حق کرنے والے، باطل کی طغیانیوں کو دبانے والے، اور ضلالت کے حملوں کے کچلنے والے تھے جیسا اُن پر (ذمہ داری کا) بوجھ عائد کیا گیا تھا، اس کو انہوں نے اٹھایا اور تیری خوشنودیوں کی طرف بڑھنے کے لئے مضبوطی سے جم کر کھڑے ہوگئے۔ نہ آگے بڑھنے سے منہ موڑا، نہ ارادے میں کمزوری کو راہ دی۔ وہ تیری وحی کے حافظ اور تیرے پیمان کے محافظ تھے اور تیرے حکموں کے پھیلانے کی دھن میں لگے رہنے والے تھے۔ یہاں تک کہ انہوں نے روشنی ڈھونڈنے والے کے لئے شعلے بھڑکا دیئے، اور اندھیرے میں بھٹکنے والے کے لئے راستہ روشن کردیا۔ فتنوں فسادوں میں سرگرمیوں کے بعد دلوں نے آپ کی وجہ سے ہدایت پائی۔ انہوں نے راہ دکھانے والے نشانات قائم کیئے۔ روشن و تابندہ احکام جاری کیئے۔ وہ تیرے امین معتمد اور تیرے علم مخفی کے خزنیہ دار تھے اور قیامت کے دن تیرے گواہ اور تیرے پیغمبرؐ برحق اور خلق کی طرف فرستادہ رسولؐ تھے۔ خدایا ان کی منزل کو اپنے زیر سایہ وسیع و کشادہ بنا۔ اور اپنے فضل سے انہیں دھرے حسنات عطا کر خداوند تمام بنیاد قائم کرنے والوں کی عمارت پر ان کی بنا کردہ عمارت کو فوقیت عطا کر اور انہیں باعزت مرتبے سے سرفراز کر

اور اُن کے نور کو پورا پورا فروغ دے اور انہیں رسالت کے صلہ میں شہادت کی قبولیت و پذیرائی اور قول و سخن کی پسندیدگی عطا کر جب کہ آپ کی باتیں سراپا عدل اور فیصلے حق و باطل کو چھانٹنے والے ہیں۔ اے اللہ! ہمیں بھی ان کے ساتھ خوش گوار و پاکیزہ زندگی اور منزل نعمات میں یکجا کر اور مرغوب و دل پسند خواہشوں اور لذتوں اور آسائش و فارغ البالی اور شرف و کرامت کے تحفوں میں شریک بنا۔

ایک اور موقعہ پر ارشاد فرمایا:

اللہ نے ان کو پیغام رسانی اور امت کی سرفرازی کا ذریعہ اہل عالم کے لیے بہار اور یار و انصار کی رفعت و عزت کا سبب قرار دیا۔ پھر آپ پر ایک ایسی کتاب نازل فرمائی جو (سراپا) نور ہے جس کی قندیلیں گل نہیں ہوتیں ایسا چراغ ہے جس کی لو خاموش نہیں ہوتی ایسا دریا ہے جس میں راہ ہے جس میں راہ پیمائی بے راہ نہیں کرتی۔ ایسی کرن ہے جس کی چھوٹ مدہم نہیں پڑتی وہ ایسا (حق و باطل میں) امتیاز کرنے والا ہے جس کی دلیل کمزور نہیں پڑتی۔ ایسا کھول کر بیان کرنے والا ہے۔ جس کے ستون منہدم نہیں کیے جا سکتے وہ سراسرا شفا ہے۔ (کہ جس کے ہوتے ہوئے روحانی بیماریوں کا کھٹکا نہیں وہ سرتا سر عزت و غلبہ ہے جس کے یار و مددگار شکست نہیں کھاتے وہ (سراپا) حق ہے۔ جس کے معین و معاون بے مدد چھوڑے نہیں جاتے وہ ایمان کا معدن اور مرکز ہے۔ اس سے علم کے چشمے پھوٹتے اور دریا بہتے ہیں۔ اس میں عدل کے چمن اور انصاف کے حوض ہیں۔ وہ اسلام کا سنگ بنیاد اور اس کی اساس ہے۔ حق کی وادی اور اس کا ہموار میدان ہے۔ وہ ایسا دریا ہے کہ جسے پانی بھرنے والے ختم نہیں کر سکتے وہ ایسا چشمہ ہے کہ پانی الچنے والے اسے خشک نہیں کر سکتے وہ ایسا گھاٹ ہے کہ اس پر اترنے والوں سے اس کا پانی گھٹ نہیں سکتا وہ ایسی منزل ہے کہ جس کی راہ میں کوئی راہرو بھٹک نہیں سکتا وہ ایسا نشان ہے کہ چلنے والے کی نظر سے اوجھل نہیں ہوتا۔ وہ ایسا ٹیلہ ہے کہ حق کا قصد کرنے والے اس سے آگے گزر نہیں سکتے اللہ نے اسے عالموں کی تشنگی کے لیے سیرابی فقیہوں کے دلوں کیلئے بہار۔ نیکوں کی راہ گزر کیلئے شاہراہ قرار دیا۔

ہے۔ ایسی دوا ہے کہ جس سے کوئی مرض نہیں رہتا ایسا نور ہے جس میں تیرگی کا گزر نہیں ایسی رسی ہے کہ جس کے حلقے مضبوط ہیں ایسی چوٹی ہے کہ جس کی پناہ گاہ محفوظ ہے جو اس سے وابستہ ہو اس کے لئے پیغام صلح و امن ہے جو اس کی پیروی کرے اس کی لئے ہدایت ہے جو اسے اپنی طرف نسبت دے اس کے لیے حجت ہے جو اس کی رو سے بات کرے اس کیلئے دلیل و برہان ہے جو اس کی بنیاد پر بحث و مناظرہ کرے اس کیلئے گواہ ہے جو اسے حجت بنا کر پیش کرے اس کیلئے فتح و کامرانی ہے جو اس کا بار اٹھائے یہ اس کا بوجھ اٹھانے والا ہے جو اسے اپنا دستور العمل بنائے اس کے لیے عرکب ہے یہ حقیقت شناس کے لیے واضح نشان ہے جو ضلات سے ٹکرانے کیلئے صلاح بند ہو اس کیلئے سپر ہے جو اس کی ہدایت کو صلاح میں باندھ لے اس کیلئے دانش و علم ہے بیان کرنے والے کیلئے بہترین کلام اور فیصلہ کرنے والے کیلئے قطعی حکم ہے۔

سنت رحمت العالمین

تمہارے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول وعمل پیروی کے لیے کافی ہے اور ان کی ذات دنیا کے عیب ونقص اور اس کی رسوائیوں اور برائیوں کی کثرت دکھانے کے لیے رہنما ہے۔ اس لیے کہ اس دنیا کے دامنوں کو ان سے سمیٹ لیا گیا اور دوسروں کے لیے اس کی وسعتیں مہیا کر دی گئیں اور اس (زال دینا کی چھاتیوں سے) آپ دودھ چھڑا دیا دیا گیا اور اس کی آرائشوں سے آپ کا رُخ موڑ دیا گیا۔ اگر دوسرا نمونہ چاہو تو موسیٰ کلیم اللہ ہیں کہ جنہوں نے اپنے اللہ سے کہا کہ: پروردگار! تو جو کچھ بھی اس وقت تھوڑی بہت نعمت بھیج دے گا۔ میں اس کا محتاج ہوں۔ خدا کی قسم انہوں نے صرف کھانے کے لیے روٹی کا سوال کیا تھا۔ چونکہ زمین کا ساگ پات کھاتے تھے اور لاغری اور (جسم پر) گوشت کی کمی کی وجہ سے ان کے پیٹ کی نازک جلد سے گھاس پات کی سبزی دکھائی دیتی تھی اگر چاہو تو تیسری مثال داؤد علیہ السلام کی سامنے رکھ لو جو صاحب زبور اور اہل جنت کے قاری ہیں۔ وہ اپنے ہاتھ سے کھجور کی پتیوں کی ٹوکریاں بنا کرتے تھے۔ اور اپنے ساتھیوں سے فرماتے تھے کہ تم میں سے کون ہے جو انہیں بیچ کر میری دستگیری کرے (پھر) جو اس کی قیمت ملتی اس سے جو کی روٹی کھا لیتے تھے۔ اگر چاہو تو عیسیٰ ابن مریم کا حال کہوں کہ جو (سر کے نیچے) پتھر کا تکیہ رکھتے تھے سخت اور کھردرا لباس پہنتے تھے اور (کھانے) میں سالن کے بجائے بھوک اور رات کے چراغ کی جگہ چاند اور سردیوں میں سایہ کے بجائے (ان کے سر پر) زمین کے مشرق ومغرب کا سائبان ہوتا تھا اور زمین جو گھاس پھوس چوپاؤں کے لیے اُگاتی تھی وہ اُن کے لیے پھل

پھول کی جگہ تھی نہ ان کی بیوی تھیں جو انہیں دُنیا (کے جھنجٹوں) میں مبتلا کرتیں اور نہ بال بچے تھے کہ ان کے لیے فکرواندوہ کا سبب بنتے اور نہ مال ومتاع تھا کہ ان کی توجہ کو موڑتا اور نہ کوئی طمع تھی کہ انہیں رسوا کرتی۔ اُن کی سواری ان کے دونوں پاؤں اور خادم ان کے دونوں ہاتھ تھے۔ تم اپنے پاک وپاکیزہ نبی کی پیروی کرو چونکہ ان کی ذات اتباع کرنے والے کے لیے نمونہ اور صبر کرنے والے کے لیے ڈھارس ہے ان کی پیروی کرنے والا اور ان کے نقش قدم پر چلنے والا ہی اللہ کو سب سے زیادہ محبوب ہے جنہوں نے دنیا کو (صرف ضرورت بھر) چکھا اور اسے نظر بھر کر نہیں دیکھا وہ دنیا میں سب سے زیادہ شکم تہی میں بسر کرنے والے اور خالی پیٹ رہنے والے تھے۔ ان کے سامنے دنیا کی پیش کش کی گئی تو انہوں نے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور (جب) جان لیا کہ اللہ نے ایک چیز کو بُرا جانا ہے، تو آپ نے بھی اسے حقیر ہی سمجھا اور اللہ نے ایک چیز کو پست قرار دیا ہے تو آپ نے بھی اسے پست ہی قرار دیا۔ اگر ہم میں صرف یہی ایک چیز ہو کہ ہم اس شے کو چاہنے لگیں جسے اللہ اور رسولؐ بُرا سمجھتے ہیں اور اس چیز کو بڑا سمجھنے لگیں جسے وہ حقیر سمجھتے ہیں تو اللہ کی نافرمانی اور اس کے حکم سے سرتابی کے لیے یہی بہت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زمین پر بیٹھ کر کھانا کھاتے تھے اور غلاموں کی طرح بیٹھتے تھے اپنے ہاتھ سے جوتی ٹانکتے تھے اور اپنے ہاتھوں سے کپڑوں میں پیوند لگاتے تھے اور بے پالان کے گدھے پر سوار ہوتے تھے اور اپنے پیچھے کسی کو بٹھا بھی لیتے تھے۔ گھر کے دروازہ پر (ایک دفعہ) ایسا پردہ پڑا تھا جس میں تصویریں تھیں۔ تو آپ نے اپنے ازواج میں سے ایک کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اسے میری نظروں سے ہٹا دو۔ جب میری نظریں اس پر پڑتی ہیں تو مجھے دنیا اور اس کی آرائشیں یاد آجاتی ہیں آپ نے دنیا سے دل ہٹا لیا تھا اور اس کی یاد تک اپنے نفس سے مٹا ڈالی تھی اور یہ چاہتے تھے کہ اس کی سج دھج نگاہوں سے پوشیدہ رہے تاکہ نہ اس سے عمدہ عمدہ لباس حاصل کریں اور نہ اسے اپنی منزل خیال کریں اور نہ اس میں زیادہ قیام کی آس لگائیں انہوں نے اس کا خیال نفس سے نکال دیا تھا اور دل سے اسے ہٹا دیا تھا اور نگاہوں سے اُسے اوجھل رکھا تھا۔ یونہی جو شخص کسی شے کو بُرا سمجھتا ہے تو نہ اسے دیکھنا چاہتا ہے اور نہ اس کا ذکر سننا گوارا کرتا ہے۔

طالبان حق کیلئے مشعل راہ

(امام حسن علیہ السلام کو کی گئی وصیت سے اقتباسات)

میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈرتے رہنا اس کے احکام کی پابندی کرنا، اس کے ذکر سے قلب کو آباد رکھنا، اور اسی کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رہنا تمہارے اور اللہ کے درمیان جو رشتہ ہے اس سے زیادہ مضبوط رشتہ ہو بھی کیا سکتا ہے۔ بشرطیکہ مضبوطی سے اسے تھامے رہو۔ وعظ و پند سے دل کو زندہ رکھنا، اور زہد سے اس کی خواہشوں کو مردہ یقین سے اسے سہارا دینا اور حکمت سے اسے پُرنور بنانا موت کی یاد سے اسے قابو میں کرنا۔ فنا کے اقرار پر اسے ٹھہرانا۔ دنیا کے حادثے اس کے سامنے لانا۔ گردش روزگار سے اسے ڈرانا۔ گزرے ہوؤں کے واقعات اس کے سامنے رکھنا۔ تمہارے پہلے والے لوگوں پر جو بیتی ہے اسے یاد دلانا۔ ان کے گھروں اور کھنڈروں میں چلنا پھرنا، اور دیکھنا کہ انہوں نے کیا کچھ کیا، کہاں سے کوچ کیا، کہاں اترے، اور کہاں ٹھہرے ہیں۔ دیکھو گے تو تمہیں صاف نظر آئے گا کہ وہ دوستوں سے منہ موڑ کر چل دیئے ہیں، اور پردیس کے گھر میں جا کر اترے ہیں، اور وہ وقت دور نہیں کہ تمہارا شمار بھی ان میں ہونے لگے۔ لہذا اپنی اصل منزل کا انتظام کرو۔ اور اپنی آخرت کا دنیا سے سودا نہ کرو جو چیز جانتے نہیں ہو، اس کے متعلق بات نہ کرو، اور جس چیز کا تم سے تعلق نہیں ہے، اس کے بارے میں زبان نہ ہلاؤ۔ جس راہ میں بھٹک جانے کا اندیشہ ہو اس راہ میں قدم نہ اٹھاؤ، کیونکہ بھٹکنے کی سرگردانیاں دیکھ کر قدم روک لینا، خطرات مول لینے سے بہتر ہے۔ نیکی کی تلقین کرو تا کہ خود بھی اہل خیر میں محسوب ہو۔ ہاتھ اور

زبان کے ذریعہ برائی کو روکتے رہو۔ جہاں تک ہو سکے بُروں سے الگ رہو۔ خدا کی راہ میں جہاد کا حق ادا کرو اور اس کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا اثر نہ لو۔ حق جہاں ہو، سختیوں میں پھاند کر اس تک پہنچ جاؤ۔ دین میں سوجھ بوجھ پیدا کرو۔ سختیوں کو جھیل لے جانے کے خوگر بنو حق کی راہ میں صبر و شکیبائی بہترین سیرت ہے۔ ہر معاملہ میں اپنے آپ کو اللہ کے حوالے کر دو۔ کیونکہ ایسا کرنے سے تم اپنے کو ایک مضبوط پناہ گاہ اور قوی محافظ کے سپرد کر دو گے صرف اپنے پروردگار سے سوال کرو، کیونکہ دینا اور نہ دینا بس اسی کے اختیار میں ہے۔ زیادہ سے زیادہ اپنے اللہ سے بھلائی کے طالب ہو۔ میری وصیت کو سمجھو اور اس سے روگردانی نہ کرو۔ اچھی بات وہی ہے۔ جو فائدہ دے اور اس علم میں کوئی بھلائی نہیں جو فائدہ رساں نہ ہو اور جس علم کا سیکھنا سزاوار نہ ہو، اس سے کوئی فائدہ بھی نہیں اٹھایا جا سکتا۔

اے فرزند! میں نے تمہیں دنیا اور اس کی حالت اور اس کی بے ثباتی و ناپائیداری سے خبردار کر دیا ہے اور آخرت اور آخرت والوں کے لیے جو سروسامان عشرت مہیا ہے اس سے بھی آگاہ کر دیا ہے اور ان دونوں کی مثالیں بھی تمہارے سامنے پیش کرتا ہوں تاکہ ان سے عبرت حاصل کرو اور ان کے تقاضے پر عمل کرو۔ جن لوگوں نے دنیا کو خوب سمجھ لیا ہے۔ ان کی مثال ان مسافروں کی سی ہے جن کا قحط زدہ منزل سے دل اُچاٹ ہوا، اور انہوں نے ایک سرسبز و شاداب مقام اور ایک تر و تازہ و پر بہار جگہ کا رخ کیا تو انہوں نے راستے کی دشواریوں کو جھیلا، دوستوں کی جدائی برداشت کی، سفر کی صعوبتیں گوارا کیں، اور کھانے کی بدمزگیوں پر صبر کیا تاکہ اپنی منزل کی پہنائی اور دائمی قرارگاہ تک پہنچ جائیں۔ اس مقصد کی دھن میں انہیں ان سب چیزوں سے کوئی تکلیف محسوس نہیں ہوتی۔ اور جتنا بھی خرچ ہو جائے اس میں نقصان معلوم نہیں ہوتا۔ انہیں اب سب سے زیادہ وہی چیز مرغوب ہے جو انہیں منزل کے قریب اور مقصد سے نزدیک کر دے اور اسکے برخلاف ان لوگوں کی مثال جنہوں نے دنیا سے فریب کھایا ان لوگوں کی سی ہے کہ جو ایک شاداب سبزہ زار میں ہوں اور وہاں سے وہ دل برداشتہ ہو

جائیں اور اس جگہ کا رخ کر لیں جو خشک سالیوں سے تباہ ہو۔ ان کے نزدیک سخت ترین حادثہ یہ ہوگا۔ کہ وہ موجودہ حالت کو چھوڑ کر ادھر جائیں کہ جہاں انہیں اچانک پہنچنا ہے اور بہر صورت وہاں جانا ہے۔

اے فرزند! اپنے اور دوسرے کے درمیان ہر معاملہ میں اپنی ذات کو میزان قرار دو، جو اپنے لیے پسند کرتے ہو، وہی دوسروں کے لیے پسند کرو، اور جو اپنے لیے نہیں چاہتے۔ اسے دوسروں کے لیے بھی نہ چاہو۔ جس طرح یہ چاہتے ہو کہ تم پر زیادتی نہ ہو یونہی دوسروں پر بھی زیادتی نہ کرو، اور جس طرح یہ چاہتے ہو کہ تمہارے ساتھ حسن سلوک ہو، یونہی دوسروں کے ساتھ بھی حسن سلوک سے پیش آؤ۔ دوسروں کی جس چیز کو بُرا سمجھتے ہو۔ اسے اپنے میں بھی ہو تو بُرا سمجھو، اور لوگوں کے ساتھ جو تمہارا رویہ ہو، اسی رویہ کو اپنے لیے بھی درست سمجھو۔ جو بات نہیں جانتے اس کے بارے میں زبان نہ ہلاؤ ۔ اگر چہ تمہاری معلومات کم ہوں۔ دوسروں کے لیے وہ بات نہ کہو جو اپنے لیے سننا گوارا نہیں کرتے یاد رکھو! کہ خود پسندی صحیح طریقہ کار کے خلاف اور عقل کی تباہی کا سبب ہے۔ روزی کمانے میں دوڑ دھوپ کرو اور دوسروں کے خزانچی نہ بنو۔ اور اگر سیدھی راہ پر چلنے کی توفیق تمہارے شامل حال ہو جائے تو انتہائی درجہ تک بس اپنے پروردگار کے سامنے تذلل اختیار کرو۔ دیکھو تمہارے سامنے ایک دشوار گزار اور دور دراز راستہ ہے جس کے لیے بہترین زاد کی تلاش اور بقدر کفایت توشہ کی فراہمی اس کے علاوہ سبکباری ضروری ہے۔ لہٰذا اپنی طاقت سے زیادہ اپنی پیٹھ پر بوجھ نہ لادو۔ کہ اس کا بار تمہارے لیے وبال جان جائے گا۔ اور جب ایسے فاقہ کش لوگ مل جائیں کہ جو تمہارا توشہ اُٹھا اُٹھا کر میدان حشر میں پہنچا دیں۔ اور کل کو جب کہ تمہیں اس کی ضرورت پڑے گی، تمہارے حوالے کر دیں تو اسے غنیمت جانو اور جتنا ہو سکے اس کی پشت پر رکھ دو کیونکہ ہو سکتا ہے کہ پھر تم ایسے شخص کو ڈھونڈو اور نہ پاؤ اور جو تمہاری دولت مندی کی حالت میں تم سے قرض مانگ رہا ہے اس وعدہ پر کہ تمہاری تنگدستی کے وقت ادا کر دے گا۔ تو اسے غنیمت جانو۔

اے فرزند! موت کو اور اس منزل کو جس پر تمہیں اچانک وارد ہونا ہے اور جہاں موت کے بعد پہنچنا ہے ہر وقت یاد رکھنا چاہیے تا کہ جب وہ آئے تو تم اپنا حفاظتی سروسامان مکمل اور اس کے لیے اپنی قوت مضبوط کر چکے ہو، اور وہ اچانک تم پر نہ ٹوٹ پڑے کہ تمہیں بے دست و پا کر دے خبردار! دنیاداروں کی دنیا پرستی اور ان کی حرص وطمع جو تمہیں دکھائی دیتی ہے وہ تمہیں فریب نہ دے۔ اس لیے کہ اللہ نے اس کا وصف خوب بیان کر دیا ہے اور اپنی برائیوں کو بے نقاب کر دیا ہے۔ اس (دنیا) کے گرویدہ بھونکنے والے کتے اور پھاڑ کھانے والے درندے ہیں جو آپس میں ایک دوسرے پر غراتے ہیں طاقتور کمزور کو نگلے لیتا ہے اور بڑا چھوٹے کو کچل رہا ہے۔ ان میں کچھ چوپائے بندھے ہوئے اور کچھ چھٹے ہوئے ہیں جنہوں نے اپنی عقلیں کھو دی ہیں اور انجانے راستے پر سوار ہو لیے ہیں۔ یہ دشوار گزار وادیوں میں آفتوں کی چراگاہ میں چھٹے ہوئے ہیں۔ نہ ان کا کوئی گلہ بان ہے جو ان کی رکھوالی کرے، نہ کوئی چرواہا ہے جو انہیں چرائے۔ دنیا نے ان کو گمراہی کے راستے پر لگایا ہے، اور ہدایت کے مینار سے ان کی آنکھیں بند کر دی ہیں۔ یہ اس کی گمراہیوں میں سرگرداں اور اس کی نعمتوں میں غلطاں ہیں اور اسے اپنا معبود بنا رکھا ہے۔ دنیا ان سے کھیل رہی ہے اور یہ دنیا سے کھیل رہے ہیں اور اس کے آگے کی منزل کو بھولے ہوئے ہیں۔

ٹھہرو! اندھیرا چھٹنے دو۔ گویا (میدان حشر میں) سواریاں اُتر ہی پڑی ہیں۔ تیز قدم چلنے والوں کے لیے وہ وقت دور نہیں کہ اپنے قافلہ سے مل جائیں اور معلوم ہونا چاہیے کہ جو شخص لیل و نہار کے مرکب پر سوار ہے وہ اگرچہ ایک جگہ پر قیام کیے ہوئے ہے مگر مسافت طے کیے جا رہا ہے اور یہ یقین کیساتھ جانے رہو کہ تم اپنی آرزوں کو پورا کبھی نہیں کر سکتے اور جتنی زندگی لے کر آئے ہو اس سے آگے نہیں بڑھ سکتے اور تم بھی اپنے پہلے والوں کی راہ پر ہو، لہٰذا طلب میں نرم رفتاری اور کسب معاش میں میانہ روی سے کام لو کیونکہ اکثر طلب کا نتیجہ مال کا گنوانا ہوتا ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ رزق کی تلاش میں لگا رہنے والا کامیاب ہی ہو، اور کد و کاوش میں اعتدال سے کام لینے والا محروم ہی

رہے۔ ہر ذلت سے اپنے نفس کو بلند تر سمجھو اگرچہ وہ تمہاری من مانی چیزوں تک تمہیں پہنچا دے کیونکہ اپنے نفس کی عزت جو کھو دو گے، اس کا بدل کوئی حاصل نہ کر سکو گے دوسروں کے غلام نہ بن جاؤ جب کہ اللہ نے تمہیں آزاد بنایا ہے اس بھلائی میں کوئی بہتری نہیں جو برائی کے ذریعہ حاصل ہو اور اس آرام و آسائش میں کوئی بہتری نہیں جس کے لیے (ذلت کی) دشواریاں جھیلنا پڑیں۔

خبردار! تمہیں طمع و حرص کی تیز رو سواریاں ہلاکت کے گھاٹ پر نہ لا اتاریں۔ اگر ہو سکے تو یہ کرو کہ اپنے اور اللہ کے درمیان کسی ولی نعمت کو واسطہ نہ بننے دو کیونکہ تم اپنا حصہ اور اپنی قسمت کا پا کر رہو گے۔ وہ تھوڑا جو اللہ سے بے منت خلق ملے اس بہت سے کہیں بہتر ہے جو مخلوق کے ہاتھوں سے ملے اگرچہ حقیقتاً جو ملتا ہے اللہ ہی کی طرف سے ملتا ہے بے محل خاموشی کا تدارک بے موقع گفتگو سے آسان ہے۔ برتن میں جو ہے اس کی حفاظت یونہی ہو گی کہ منہ بند رکھو اور جو کچھ تمہارے ہاتھ میں ہے اس کو محفوظ رکھنا دوسروں کے آگے دست طلب بڑھانے سے مجھے زیادہ پسند ہے یاس کی تلخی سہہ لینا لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے بہتر ہے، پاک دامانی کے ساتھ محنت مزدوری کر لینا فسق و فجور میں گھری ہوئی دولت مندی سے بہتر ہے انسان خود ہی اپنے راز کو خوب چھپا سکتا ہے بہت سے لوگ ایسی چیز کے لیے کوشاں ہوتے ہیں جو ان کے لیے ضرر رساں ثابت ہوتی ہے، جو زیادہ بولتا ہے وہ بے معنی باتیں کرنے لگتا ہے۔ سوچ بچار سے قدم اٹھانے والا (صحیح راستہ) دیکھ لیتا ہے نیکوں سے میل جول رکھو گے۔ تو تم بھی نیک ہو جاؤ گے، بروں سے بچے رہو گے تو ان (کے اثرات) سے محفوظ رہو گے، بدترین کھانا وہ ہے جو حرام ہو۔ اور بدترین ظلم وہ ہے جو کسی کمزور و ناتواں پر کیا جائے۔ جہاں نرمی سے کام لینا نامناسب ہو، وہاں سخت گیری ہی نرمی ہے۔ کبھی کبھی دوا بیماری اور بیماری دوا بن جایا کرتی ہے۔ کبھی بدخواہ بھلائی کی راہ سوجھا دیا کرتا ہے اور دوست فریب دے جاتا ہے۔ خبردار! امیدوں کے سہارے پر نہ بیٹھنا، کیونکہ اُمیدیں احمقوں کا سرمایہ ہوتی ہیں۔ تجربہ وہ ہے جو پند و نصیحت دے فرصت کا موقع غنیمت جانو۔ قبل اس

کے کہ وہ رنج واندوہ کا سبب بن جائے۔ ہر طلب وسعی کرنے والا مقصد کو پا نہیں لیا کرتا اور ہر جانے والا پلٹ کر نہیں آیا کرتا۔

دین اسلام

اسلام ہی وہ دین ہے جسے اللہ نے اپنے پہچوانے کے لیے پسند کیا اپنی نظروں کے سامنے اس کی دیکھ بھال کی۔ اس کی (تبلیغ کے لیے) بہترین خلق کا انتخاب فرمایا۔ اپنی محبت پر اس کے ستون کھڑے کئے، اس کی برتری کی وجہ سے تمام دینوں کو سرنگوں کیا اور اس کی بلندی کے سامنے سب ملتوں کو پست کیا۔ اس کی عزت و بزرگی کے ذریعہ دشمنوں کو ذلیل اور اس کی نصرت و تائید سے مخالفوں کو رسوا کیا۔ اس کے ستون سے گمراہی کے کھمبوں کو گرا دیا۔ پیاسوں کو اس کے تالابوں سے سیراب کیا اور پانی اُلچنے والوں کے ذریعہ حوضوں کو بھر دیا۔ پھر یہ کہ اسے اس طرح مضبوط کیا کہ اس کے بندھنوں کے لیے شکست و ریخت نہیں، نہ اس کے حلقہ (کی کڑیاں) الگ الگ ہو سکتی ہیں، نہ اس کی بنیاد گر سکتی ہے، نہ اس کے ستون اپنی جگہ چھوڑ سکتے ہیں نہ اس کا درخت اُکھڑ سکتا ہے، نہ اس کی مدت ختم ہو سکتی ہے، نہ اس کے قوانین محو ہوتے ہیں، نہ اس کی شاخیں کٹ سکتی ہیں نہ اس کی راہیں تنگ، نہ اس کی آسانیاں دشوار ہیں، نہ اس کے سفید دامن پر سیاہی کا دھبہ، نہ اس کی استقامت میں پیچ و خم، نہ اس کی لکڑی میں کجی نہ اس کی کشادہ راہ میں کوئی دشواری ہے، نہ اس کے چراغ گل ہوتے ہیں، نہ اس کی خوشگواریوں میں تلخیوں کا گزر ہوتا ہے۔ اسلام ایسے ستونوں پر حاوی ہے جس کے پائے اللہ نے حق (کی سرزمین) میں قائم کئے ہیں اور ان کی اساس و بنیاد کو استحکام بخشا ہے اور ایسے سرچشمے ہیں جن کے چشمے پانی سے بھرپور اور ایسے چراغ ہیں جن کی لوئیں ضیابار ہیں، ایسے مینار ہیں جن کی روشنی میں مسافر قدم بڑھاتے ہیں اور ایسے

نشان ہیں کہ جن سے سیدھی راہوں کا قصد کیا جاتا ہے اور ایسے گھاٹ ہیں جن پر اترنے والے ان سے سیراب ہوتے ہیں۔ اللہ نے اسلام میں اپنی انتہائے رضامندی بلند ترین ارکان اور اپنی اطاعت کی اونچی سطح کو قرار دیا ہے چنانچہ اللہ کے نزدیک اس کے ستون مضبوط، اس کی عمارت سربلند دلیلیں روشن اور ضیائیں نور پاش ہیں۔ اس کی سلطنت غالب اور مینار بلند ہیں اور اس کی بیخ کنی دشوار ہے۔

اشرف المخلوقات، حضرت انسان کیلئے

اس نے تمہارے لئے کان بنائے تا کہ ضروری اور اہم چیزوں کو سن کر محفوظ رکھیں اور اس نے تمہیں آنکھیں دی ہیں تا کہ وہ کوری و بے بصری سے نکل کر روشن و ضیاء بار ہوں اور جسم کے مختلف حصے جن میں سے ہر ایک میں بہت سے اعضاء ہیں جن کے پیچ وخم اُن کی مناسبت سے ہیں اپنی صورتوں کی ترکیب اور عمر کی مدتوں کے تناسب کے ساتھ ساتھ ایسے بدنوں کے ساتھ جو اپنی ضروریات کو پورا کر رہے ہیں اور ایسے دلوں کے ساتھ ہیں جو اپنی غذائے روحانی کی تلاش میں لگے رہتے ہیں۔ علاوہ دیگر بڑی نعمتوں اور احسان مند بنانیوالی بخششوں اور سلامتی کے حصاروں کے اور اس نے تمہاری عمریں مقرر کر دی ہیں جنہیں تم سے مخفی رکھا ہے اور گذشتہ لوگوں کے حالات و واقعات سے تمہارے لیے عبرت اندوزی کے مواقع باقی رکھ چھوڑے ہیں۔ ایسے لوگ جو اپنے حظ ونصیب سے لذت اندوز تھے اور کھلے بندوں آزاد پھرتے تھے کس طرح اُمیدوں کے بر آنے سے پہلے موت نے انہیں جا لیا اور عمر کے ہاتھ نے انہیں اُن امیدوں سے دُور کر دیا۔ اس وقت عبرت ونصیحت حاصل نہ کی کہ جب جوانی کا دور تھا۔ کیا یہ بھرپور جوانی والے کمر جھکا دینے والے بڑھاپے کے منتظر ہیں اور صحت کی تروتازگی والے ٹوٹ پڑنے والی بیماریوں کے انتظار میں ہیں۔ اور یہ زندگی والے فنا کی گھڑیاں دیکھ رہے ہیں؟ جب چل چلاؤ کا ہنگام نزدیک اور کوچ قریب ہوگا (بستر مرگ پر) قلق واضطراب کی بے قراریاں اور سوز وتپش کی بے چینیاں اور لعاب دہن کے

پھندے ہونگے اور عزیز وقارب اور اولا دو احباب سے مدد کے لئے فریاد کرتے ہوئے ادھر اُدھر کروٹیں بدلنے کا وقت آ گیا ہوگا، تو کیا قریبوں نے موت کو روک لیا، یا رونے والیوں کے (رونے نے) کچھ فائدہ پہنچایا۔ اسے تو قبرستان میں قبر کے ایک تنگ گوشے کے اندر جکڑ باندھ کر اکیلا چھوڑ دیا گیا ہے۔ سانپ اور بچھوؤں نے اس کی جلد کو چھلنی کر دیا ہے۔ اور (وہاں کی) پامالیوں نے اس کی تروتازگی کو فنا کر دیا ہے۔ آندھیوں نے اس کے آثار مٹا ڈالے اور حادثات نے اس کے نشانات تک محو کر دیئے تروتازہ جسم لاغر و پژمُردہ ہو گئے۔ ہڈیاں گل سڑ گئیں اور روحیں (گناہ کے) بارگراں کے نیچے دبی پڑی ہیں اور غیب کی خبروں پر یقین کر چکی ہیں۔ لیکن ان کے لئے اب نہ اچھے عملوں میں اضافہ کی کوئی صورت، اور نہ بداعمالیوں سے توبہ کی کچھ گنجائش ہے۔ کیا تم انہیں مر چکنے والوں کے بیٹے، باپ، بھائی اور قریبی نہیں ہو۔ آخر تمہیں بھی تو ہو بہو انہی کے سے حالات کا سامنا کرنا اور انہی کی راہ پر چلنا ہے، اور انہی کی شاہراہ پر گزرنا ہے۔ مگر دل اب بھی حظ و سعادت سے بے رغبت اور ہدایت سے بے پرواہیں اور غلط میدان میں جا رہے ہیں۔ گویا ان کے علاوہ کوئی اور مراد و مخاطب ہے، اور گویا ان کے لئے دنیا سمیٹ لینا ہی صحیح راستہ ہے۔ یاد رکھو کہ تمہیں گزرنا ہے صراط پر اور وہاں کی ایسی جگہوں پر جہاں قدم لڑکھڑانے لگتے ہیں۔ اور پیر پھسل جاتے ہیں، اور قدم قدم پر خوف و دہشت کے خطرات ہیں۔ اللہ سے اس طرح ڈرو جس طرح وہ مرد زیرک و دانا ڈرتا ہے کہ جس کے دل کو (عقبیٰ کی) سوچ بچار نے اور چیزوں سے غافل کر دیا ہو اور خوف نے اس کے بدن کو تعب و کلفت میں ڈال دیا ہو، اور نماز شب نے اس کی تھوڑی بہت نیند کو بھی بیداری سے بدل دیا ہو۔ اور اُمید ثواب میں اس کے دن کی تپتی ہوئی دوپہریں پیاس میں گزرتی ہوں اور زہد و ورع نے اس کی خواہشوں کو روک دیا ہو۔ اور ذکر الٰہی سے اُس کی زبان ہر وقت حرکت میں ہو۔ خطروں کے آنے سے پہلے اس نے خوف کھایا ہو اور کٹی پھٹی راہوں سے بچتا ہوا سیدھی راہ پر ہو لیا ہو، اور راہ مقصود پر آنے کے لئے سیدھا راستہ اختیار کیا ہو، نہ خوش فریبیوں نے اس میں پیچ و تاب پیدا کیا ہو، اور نہ مشتبہ باتوں

نے اس کی آنکھوں پر پردہ ڈالا ہو۔ بشارت کی خوشیوں اور نعمت کی آسائشوں کو پاکر
میٹھی نیند سوتا ہے۔ اور امن چین سے دن گزارتا ہے۔ وہ دنیا کی عبور گاہ سے قابل
تعریف سیرت کے ساتھ گذر گیا، اور آخرت کی منزل پر سعادتوں کے ساتھ پہنچا
(وہاں کے) خطروں کے پیش نظر اس نے نیکیوں کی طرف قدم بڑھایا اور اچھائیوں
کے لئے اس وقفہ حیات میں تیز گام چلا۔ طلب آخرت میں دلجمعی و رغبت سے بڑھتا گیا
اور برائیوں سے بھاگتا رہا اور آج کے دن کل کا خیال رکھا اور پہلے سے اپنے آگے کی
ضرورتوں پر نظر رکھی۔ بخش و عطا کے لئے جنت اور عقاب عذاب کے لئے دوزخ سے
بڑھ کر کیا ہوگا، اور انتقام لینے اور مدد کرنے کے لئے اللہ سے بڑھ کر کون ہوسکتا ہے اور
سند و حجت بن کر اپنے خلاف سامنے آنے کے لئے قرآن سے بڑھ کر کیا ہے؟ میں
تمہیں اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں جس نے ڈرانے والی چیزوں کے ذریعے
عذر تراشی کی کوئی گنجائش باقی نہیں رکھی، اور سیدھی راہ دکھا کر حجت تمام کر دی ہے اور
تمہیں اس دشمن سے ہوشیار کر دیا ہے جو چپکے سے سینوں میں نفوذ کر جاتا ہے اور کانا
پھوسی کرتے ہوئے کانوں میں پھونک دیتا ہے۔ چنانچہ وہ گمراہ کر کے تباہ و برباد کر دیتا
ہے اور وعدے کر کے طفل تسلیوں سے ڈھارس بندھائے رکھتا ہے۔ (پہلے تو) بڑے
سے بڑے مجرموں کو سنوار کر سامنے لاتا ہے اور بڑے بڑے مہلک گناہوں کو ہلکا اور
سبک کر کے دکھاتا ہے۔ اور جب بہکائے ہوئے نفس کو گمراہی کے ڈھونے پر لگا دیتا
ہے اور اسے اپنے پھندوں میں اچھی طرح جکڑ لیتا ہے تو جسے
سجایا تھا اس کو برا کہنے لگتا ہے اور جسے ہلکا اور سبک دکھایا تھا اس کی گراں باری و اہمیت
بتاتا ہے۔ اور جس سے مطمئن اور بے خوف کیا تھا۔ اس سے ڈرانے لگتا ہے۔

یا پھر اسے دیکھو، جسے (اللہ نے) ماں کے پیٹ کی اندھیاریوں اور پردے کی
اندرونی تہوں میں بنایا۔ جو ایک (جراثیم حیات) سے چھلکتا ہوا نطفہ اور بے شکل و
صورت منجمد خون تھا۔ (پھر انسانی خط و خال کے سانچے میں ڈھل کر) جنین بنا اور
(پھر) طفل شیر خوار اور (پھر حد رضاعت سے نکل کر) طفل (نوخیز) اور (پھر) پورا پورا

جوان ہوا۔ اللہ نے اسے نگہداشت کرنے والا دل اور بولنے والی زبان اور دیکھنے والی آنکھیں دیں تاکہ عبرت حاصل کرتے ہوئے کچھ سمجھے بوجھے اور نصیحت کا اثر لیتے ہوئے برائیوں سے باز رہے مگر ہوا یہ کہ جب اس (کے اعضاء) میں توازن اور اعتدال پیدا ہو گیا اور اس کا قد و قامت اپنی بلندی پر پہنچ گیا تو غرور و سرمستی میں آ کر (ہدایت سے) بھڑک اٹھا، اور اندھا دھند بھٹکنے لگا۔ اس طرح کہ رندی و ہوسناکی کے ڈول بھر بھر کے کھینچ رہا تھا اور نشاط اور طرب کی کیفیتوں اور ہوس بازی کی تمناؤں کو پورا کرنے میں جان کھپائے ہوئے تھا۔ نہ کسی مصیبت کو خاطر میں لاتا تھا۔ نہ کسی ڈر اندیشے کا اثر لیتا تھا۔ آخر انہی شوریدگیوں میں غافل و مدہوش حالت میں مر گیا اور جو تھوڑی بہت زندگی تھی اسے بیہودگیوں میں گزار گیا نہ ثواب کمایا نہ کوئی فریضہ پورا کیا۔ ابھی وہ باقی ماندہ سرکشیوں کی راہ ہی میں تھا کہ موت لانے والی بیماریاں اس پر ٹوٹ پڑیں کہ وہ بھونچکا سا ہو کر رہ گیا اور اس نے رات اندوہ و مصیبت کی کلفتوں اور درد و آلام کی سختیوں میں جاگتے ہوئے اس طرح گزار دی کہ وہ حقیقی بھائی، مہربان باپ بے چینی سے فریاد کرنیوالی اور بیقراری سے سینہ کوٹنے والی بہن کے سامنے سکرات کی مدہوشیوں اور سخت بدحواسیوں اور دردناک چیخوں اور سانس اکھڑنے کی بے چینیوں اور نزع کی درماندہ کر دینے والی شدتوں میں پڑا ہوا تھا۔ پھر اسے کفن میں نامرادی کے عالم میں لپیٹ دیا گیا اور وہ بڑے چپکے سے بلا مزاحمت دوسروں کی نقل و حرکت کا پابند رہا۔ پھر اسے تختے پر ڈالا گیا۔ اس عالم میں کہ وہ محنت و مشقت سے خستہ حال، اور بیماریوں کے سبب سے نڈھال ہو چکا تھا۔ اسے سہارا دینے والے نوجوانوں اور تعاون کرنے والے بھائیوں نے کاندھا دے کر پردیس کے گھر تک پہنچا دیا کہ جہاں میل ملاقات کے سارے سلسلے ٹوٹ جاتے ہیں اور جب مشایعت کرنیوالے اور مصیبت زدہ (عزیز و اقارب) پلٹ آئے، تو اسے قبر کے گڑھے میں اٹھا کر بیٹھا دیا گیا۔ فرشتوں کے سوال و جواب کے واسطے سوال کی دہشتوں اور امتحان کی ٹھوکریں کھانے کے لئے اور پھر وہاں کی سب سے بڑی آفت کھولتے ہوئے پانی کی مہمانی اور جہنم میں داخل ہونا ہے اور

دوزخ کی لپٹیں، اور بھڑکتے ہوئے شعلوں کی تیزیاں ہیں نہ اس میں راحت کے لئے کوئی وقفہ ہے اور نہ سکون و راحت کے لئے کچھ دیر کے لئے بچاؤ ہے۔ نہ روکنے والی کوئی قوت ہے اور نہ اب سکون دینے والی موت، نہ تکلیف کو بہلا دینے کے لئے نیند، بلکہ وہ ہر وقت قسم قسم کی موتوں اور گھڑی گھڑی کے (نت نئے) عذابوں میں ہوگا۔ ہم اللہ ہی سے پناہ کے خواستگار ہیں۔

دنیا

تمام حمد اس اللہ کے لئے ہے جو چھپی ہوئی چیزوں کی گہرائیوں میں اُترا ہوا ہے۔ اس کے ظاہر و ہویدا ہونے کی نشانیاں اس کے وجود کا پتہ دیتی ہیں۔ گو دیکھنے والے کی آنکھ سے وہ نظر نہیں آتا۔ پھر بھی نہ دیکھنے والی آنکھ اس کا انکار نہیں کر سکتی اور جس نے اس کا اقرار کیا اس کا دل اس کی حقیقت کو نہیں پا سکتا۔ وہ اتنا بلند و برتر ہے کہ کوئی چیز اس سے بلند تر نہیں ہو سکتی اور اتنا قریب سے قریب تر ہے کہ کوئی شے اس سے قریب تر نہیں ہے اور نہ اس کی بلندی نے اسے مخلوقات سے دور کر دیا ہے اور نہ اس کے قرب نے اسے دوسروں کی سطح پر لا کر ان کے برابر کر دیا ہے۔ اس نے عقلوں کو اپنی صفتوں کی حد و نہایت پر مطلع نہیں کیا اور ضروری مقدار میں معرفت حاصل کرنے کے لئے ان کے آگے پردے بھی حائل نہیں کئے۔ وہ ذات ایسی ہے کہ جس کے وجود کے نشانات اس طرح اس کی شہادت دیتے ہیں کہ (زبان سے) انکار کرنے والے کا دل بھی اقرار کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اللہ ان لوگوں کی باتوں سے بہت بلند و برتر ہے جو مخلوقات سے اس کی تشبیہ دیتے ہیں اور اس کے وجود کا انکار کرتے ہیں۔

دیکھو! یہ دنیا جھلک دکھا کر منہ موڑ لینے والی چنڈال اور منہ زور اڑیل اور جھوٹی، بڑی خائن اور ہٹ دھرم، ناشکری ہے اور سیدھی راہ سے مڑنے، رخ پھیر لینے والی اور کجرو پیچ وتاب کھانے والی ہے' اس کا وتیرہ (ایک سے دوسرے کی طرف) پلٹ جانا ہے۔ اور اس کا ہر قدم زلزلہ انگیز ہے۔ اس کی عزت (سراسر) ذلت۔ اس کی

سنجیدگی عین ہرزہ سرائی اور اس کی بلندی سرپستی ہے۔ یہ غارتگری وتباہ کاری' ہلاکت وتاراجی کا گھر ہے اس کے رہنے والے پادررکاب چل چلاؤ کے منتظر' وصل وہجر کی کشمکش میں گرفتار' اس کے راستے پاشان وپریشان' اس سے گریز کی راہیں دشوار اور اس کے منصوبے ناکام ہیں۔

اسی طرح ایک اور جگہ فرمایا:

دنیا اپنا دامن سمیٹ رہی ہے' اور اس نے اپنے رخصت ہونے کا علان کردیا ہے۔ اس کی جانی پہچانی ہوئی چیزیں اجنبی ہوگئیں اور وہ تیزی سے ساتھ پیچھے ہٹ رہی ہے اور اپنے رہنے والوں کو فنا کی طرف بڑھارہی ہے۔ اور اپنے پڑوس میں بسنے والوں کو موت کی طرف دھکیل رہی ہے۔ اس کے شیریں (مزے) تلخ اور صاف وشفاف (لمحے) مکدر ہوگئے ہیں۔ دنیا سے بس اتنا باقی رہ گیا ہے' جتنا برتن میں تھوڑا سا بچا ہوا پانی' یا نپا تلا ہوا جرعہ آب' کہ پیاسا اگر اسے پئے سے تو اس کی پیاس نہ بجھے۔ خدا کے بندو! اس دار دنیا سے کہ جس کے رہنے والوں کے لئے زوال امر مسلم ہے نکلنے کا تہیہ کرو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ آرزوئیں تم پر غالب آجائیں' اور اس (چندروزہ زندگی) کی مدت کو دراز سمجھ بیٹھو۔ خدا کی قسم اگر تم ان اونٹنیوں کی طرح فریاد کرو' جو اپنے بچوں کو کھوچکی ہوں' اور ان کبوتروں کی طرح نالہ وفغاں کرو (جو اپنے ساتھیوں سے الگ ہوگئے ہوں اور ان گوشہ نشیں راہبوں کی طرح چیخو چلاؤ جو گھر بار چھوڑ چکے ہوں' اور مال اور اولاد سے بھی اپنا ہاتھ اٹھالو۔ اس غرض سے کہ تمہیں بارگاہ الٰہی میں تقرب حاصل ہو۔

ایک اور جگہ اس دنیائے فانی کے بارے میں فرمایا:

میں اس دارِ دنیا کی حالت کیا بیان کروں کہ جس کی ابتداء رنج اور انتہا فنا ہو۔ جس کے حلال میں حساب اور حرام میں سزاوعقاب ہو یہاں کوئی غنی ہو تو فتنوں سے واسطہ' فقیر ہو تو حزن ملال سے سابقہ رہے۔ جو دنیا کے لیے کوشش میں لگا رہتا ہے۔ اس کی دنیوی آرزوئیں بڑھتی ہی جاتی ہیں اور جو کوششوں سے ہاتھ اٹھالیتا ہے۔ دنیا خود ہی

اس سے سازگار ہو جاتی ہے۔ جو شخص دنیا کو عبرتوں کا آئینہ سمجھ کر دیکھتا ہے تو وہ اس کی آنکھوں کو روشن و بینا کر دیتی ہے' اور جو صرف دنیا ہی پر نظر رکھتا ہے۔ تو وہ اس کو رونا بینا بنا دیتی ہے۔

ایک اور موقعہ پر ارشاد فرمایا:

میں تمہیں دنیا سے ڈراتا ہوں' اس لیے کہ یہ (بظاہر) شیریں وخوش گوار' تروتازہ وشاداب ہے نفسانی خواہشیں اس کے گرد گھیرا ڈالے ہوئے ہیں۔ وہ اپنی جلد میسر آجانے والی نعمتوں کی وجہ سے لوگوں کی محبوب ہوتی ہے اور اپنی تھوڑی سی (آرائشوں) سے مشتاق بنا لیتی ہے۔ وہ (جھوٹی) امیدوں سے سجی ہوئی' اور دھوکے اور فریب سے بنی سنوری ہوئی ہے۔ نہ اس کی مسرتیں دیر پا ہیں اور نہ اس کی ناگہانی مصیبتوں سے مطمئن رہا جا سکتا ہے۔ وہ دھوکے باز' نقصان رساں' ادلتے بدلتے والی اور فنا ہونے والی ہے۔ ختم ہونے والی اور مٹ جانے والی ہے' کھا جانے اور ہلاک کر دینے والی ہے۔ جب یہ اپنی طرف مائل ہونے والوں اور خوش ہونے والوں کی انتہائی آرزوؤں تک پہنچ جاتی ہے۔ تو بس وہی ہوتا ہے' جو اللہ سبحانہ' نے بیان کیا ہے (اس دنیاوی زندگی کی مثال ایسی ہے) ''جیسے وہ پانی جسے ہم نے آسمان سے اتارا' تو زمین کا سبزہ اس سے گھل مل گیا اور (اچھی طرح پھولا پھلا) پھر سوکھ کر تنکا تنکا ہو گیا جسے ہوائیں (اِدھر سے اُدھر) اڑائے پھرتی ہیں اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ جو شخص اس دنیا کا عیش و آرام پاتا ہے تو اس کے بعد اس کے آنسو بھی بہتے ہیں اور جو شخص دنیا کی مسرتوں کا رخ دیکھتا ہے۔ وہ مصیبتوں میں دھکیل کر اس کو اپنی بے رخی بھی دکھاتی ہے۔ اور جس شخص پر راحت و آرام کی بارش کے ہلکے ہلکے چھینٹے پڑتے ہیں اس پر مصیبت و بلا کی دھواں دھار بارشیں بھی ہوتی ہیں یہ دنیا ہی کے مناسب حال ہے کہ صبح کو کسی کی دوست بن کر اس کا (دشمن سے) بدلہ چکائے اور شام کو یوں ہو جائے کہ گویا کوئی جان پہچان ہی نہ تھی۔ اگر اس کا ایک جنبہ شیریں وخوشگوار ہے تو دوسرا حصہ تلخ اور بلا انگیز۔ جو شخص بھی دنیا کی تروتازگی سے اپنی کوئی تمنا پوری کرتا ہے تو ہو اس پر مصیبتوں کی

مستقبتیں بھی لا دیتی ہے جسے امن و سلامتی کے پر و بال پر شام ہوتی ہے' اُسے صبح خوف سے پروں پر ہوتی ہے۔ وہ دھوکے باز ہے اور اس کی ہر چیز بھی دھوکا وہ خود بھی فنا ہو جانے والی ہے۔ اور اس میں رہنے والا بھی فانی ہے۔ اس کے کسی زاد میں سوا زاد تقویٰ کے بھلائی نہیں ہے جو شخص کم حصہ لیتا ہے وہ اپنے لیے راحت کے سامان بڑھا لیتا ہے۔ اور جو دنیا کو زیادہ سمیٹتا ہے' وہ اپنے لیے تباہ کن چیزوں کا اضافہ کر لیتا ہے۔ (حالانکہ) اسے اپنے مال و متاع سے بھی جلد ہی الگ ہونا ہے' کتنے ہی لوگ ایسے ہیں جنھوں نے دنیا پر بھروسہ کیا' اور اس نے انہیں مصیبتوں میں ڈال دیا۔ اور کتنے ہی اس پر اطمینان کیے بیٹھے تھے جنھیں اس نے پچھاڑ دیا اور کتنے ہی رعب وطنطنہ والے تھے جنہیں حقیر و پست بنا دیا' اور کتنے ہی نخوت و غرور والے تھے۔ جنھیں ذلیل کر کے چھوڑا۔ اس کی بادشاہی دست بدست منتقل ہونے والی چیز' اس کا سرچشمہ گندلا اس کا خوش گوار پانی کھاری' اس کی حلاوتیں ایلوا (کے مانند تلخ) ہیں۔ اس کے کھانے زہر ہلاہل اور اس کے اسباب و ذرائع کے سلسلے بودے ہیں۔ زندہ رہنے والا مرض ہلاکت میں ہے اور تندرست کو بیماریوں کا سامنا ہے اس کی سلطنت چھن جانے والی' اس کا زبردست زیر دست بننے والا' مالدار بدبختیوں کا ستایا ہوا' اور ہمسایہ لٹا لٹایا ہوا ہے۔

حمد کی تصویر کشی

فصاحت و بلاغت اور حکمت کا بے مثل نمونہ

ان سب پرندوں سے زائد عجیب الخلقت مور ہے کہ (اللہ نے) جس کے (اعضاء کو) موزونیت کے محکم ترین سانچے میں ڈالا ہے۔ اور اس کے رنگوں کو ایک حسین ترتیب سے مرتب کیا ہے۔ یہ (حسن و توازن) ایسے پروں سے ہے کہ جن کی جڑوں کو (ایک دوسرے سے) جوڑ دیا ہے اور ایسی دم سے ہے جو دور تک کھنچتی چلی جاتی ہے جب وہ اپنی مادہ کی طرف بڑھتا ہے۔ تو اپنی لپٹی ہوئی دم کو پھیلا دیتا ہے۔ اور اسے اس طرح اونچا لے جاتا ہے کہ وہ اس کے سر پر سایہ افگن ہو کر پھیل جاتی ہے۔ گویا وہ (مقام) دارین کی اس کشتی کا بادبان ہے جسے اس کا ملاح ادھر اُدھر موڑ رہا ہو وہ اس کے رنگوں پر اتراتا ہے اور اس کی جنبشوں کے ساتھ جھومنے لگتا ہے اور مرغوں کی طرح جفتی کھاتا ہے اور (اپنی مادہ کو) حاملہ کرنے کے لیے جوش و ہیجان میں بھرے ہوئے نروں کی طرح جوڑ کھاتا ہے۔ میں اس (بیان) کے لیے مشاہدہ کو تمہارے سامنے پیش کرتا ہوں۔ اس شخص کی طرح نہیں کہتا، جو کسی کمزور سند کا حوالہ دے رہا ہو۔ گمان کرنے والوں کا یہ صرف وہم و گمان ہے کہ وہ اپنے گوشہ ہائے چشم کے بہائے ہوئے اس کا آنسو سے اپنی مادہ کو انڈوں پر لاتا ہے کہ جو اس کی پلکوں کے دونوں کناروں میں آ کر ٹھہر جاتا ہے اور مورنی اسے پی لیتی ہے اور پھر وہ انڈے دینے لگتی ہے۔ اور اس پھوٹ کر نکلنے والے آنسو کے علاوہ یوں نر اس سے جفتی نہیں کھاتا۔ اگر ایسا ہو تو بھی (ان کے خیال کے مطابق) کوے کے اپنی مادہ کو (پوٹے سے دانا پانی)

بھر کراؤنڈوں پر لانے سے زیادہ تعجب خیز نہیں ہے (تم اگر بغور دیکھو گے) تو اس کے پروں کی درمیانی تیلیوں کو چاند کی کی سلائیاں تصور کرو گے اور ان پر جو عجیب و غریب ہالے بنے ہوئے ہی اور سورج (کی شعاعوں) کے مانند (جو پروبال) اگے ہوئے ہیں (انہیں زردی میں) خالص سونا اور (سبزی میں) زمرد کے ٹکڑے خیال کرو گے، اگر تم اسے زمین کی اگائی ہوئی چیزوں سے تشبیہ دو گے تو یہ کہو گے کہ وہ ہر موسم بہار کے چنے ہوئے شگوفوں کا گلستہ ہے اور اگر کپڑوں سے تشبیہ دو گے تو وہ منقش حلوں یا خوشنما یمنی چادروں کے مانند ہے اور اگر زیورات سے تشبیہ دو گے تو وہ رنگ برنگ کے ان نگینوں کی طرح ہے جو مرصع بجواہر چاندی میں دائروں کی صورت میں پھیلا دیے گئے ہوں وہ اس طرح چلتا ہے جس طرح کوئی ہشاش بشاش اور متکبر محو خرام ہوتا ہے۔ اور اپنے گلوبند کی رنگوں کی وجہ سے قہقہہ لگا کر ہنستا ہے مگر جب اپنے پیروں پر نظر ڈالتا ہے تو اس طرح اونچی آواز سے روتا ہے کہ گویا اپنی فریاد کو ظاہر کر رہا ہے اور اپنے سچے درد (دل) کی گواہی دے رہا ہے۔ کیوں کہ اس کے پیر خاکستری رنگ کے دوغلے مرغوں کے پیروں کی طرح باریک اور پتلے ہوتے ہیں اور اس کی پنڈلی کے کنارے پر ایک باریک سا کانٹا نمایاں ہوتا ہے، اور اس کی (گردن پر) ایال کی جگہ سبز رنگ کے منقش پروں کا گچھا ہوتا ہے اور گردن کا پھیلاؤ یوں معلوم ہوتا ہے۔ جیسے صراحی (کی گردن) اور اس کے گڑنے کی جگہ سے لے کر وہاں تک کا حصہ کہ جہاں اس کا پیٹ ہے یمنی وسمہ کے رنگ کی طرح (گہرا سبز) ہے یا اس ریشم کی طرح ہے جو صیقل کیے ہوئے آئینہ پر پہنا دیا گیا ہو۔ گویا کہ وہ سیاہ رنگ کی اوڑھنی میں لپٹا ہوا ہے لیکن اس کی آب و تاب کی راوانی اور چمک دمک کی بہتات سے ایسا گمان ہوتا ہے کہ اس میں تر و تازہ سبزی کی (الگ سے) آمیزش کر دی گئی ہے اس کے کانوں کے شگاف سے ملی ہوئی بابونہ کے پھولوں جیسی ایک سفید چمکیلی لکیر ہوتی ہے۔ جو قلم کی باریک نوک کے مانند ہے وہ (لکیر) اپنی سفیدی کے ساتھ اس جگہ کی سیاہیوں میں جگمگاتی ہے۔ کم ہی ایسے رنگ ہوں گے۔ جس نے سفید دھاری کا کچھ حصہ نہ لیا ہو۔ اور وہ ان رنگوں پر اپنی آب

وتاب کی زیادتی اپنے پیکر ریشمیں کی چمک دمک اور زیبائش کی وجہ سے چھائی ہوئی ہے۔ وہ ان بکھری ہوئی کلیوں کے مانند ہے کہ جنھیں نہ فصل بہار کی بارشوں نے پروان چڑھایا ہو اور نہ گرمیوں کے سورج نے پرورش کی ہو۔ وہ کبھی اپنے پروبال سے برہنہ اور اپنے رنگین لباس سے عریاں ہو جاتا ہے اس کے بال و پر لگاتار جھڑتے ہیں اور پھر پے درپے اگنے لگتے ہیں۔ وہ اس کے بازوؤں سے اس طرح جھڑتے ہیں جس طرح ٹہنیوں سے پتے۔ یہاں تک کہ جھڑنے سے پہلے جو شکل وصورت تھی اسی کی طرف پلٹ آتا ہے اور اپنے پہلے رنگوں سے سرمو ادھر سے ادھر نہیں ہوتا اور نہ کوئی رنگ اپنی جگہ چھوڑ کر دوسری جگہ اختیار کرتا ہے۔ جب اس کے پروں کے ریشوں میں سے کسی ریشے کو تم غور سے دیکھو گے تو وہ تمہیں کبھی گلاب کے پھولوں جیسی سرخی اور کبھی زمرد جیسی سبز اور کبھی سونے جیسی زردی کی (جھلکیاں) دکھائے گا (غور تو کرو کہ) ایک ایسی مخلوق کی صفتوں تک فکروں کی گہرائیاں کیوں کر پہنچ سکتی ہیں یا عقلوں کی طبع آزمائیاں کیوں کر پہنچ سکتی ہیں۔ یا بیان کرنے والوں کے کلمات کیوں کر اس کے وصفوں کو ترتیب دے سکتے ہیں کہ جس کے چھوٹے سے چھوٹے جزنے وہموں کو سمجھنے سے عاجز اور زبانوں کو بیان کرنے سے درماندہ کر دیا ہو تو پاک ہے وہ ذات کہ جس نے ایک ایسی مخلوق کی حالت بیان کرنے سے بھی عقلوں کو مغلوب کر رکھا ہے کہ جسے آنکھوں کے سامنے نمایاں کر دیا تھا اور ان آنکھوں نے اس کو ایک حد میں گھرا اور (اجزاء) سے مرکب اور (مختلف رنگوں سے) رنگین صورت میں دیکھ بھی لیا اور اس جس نے زبانوں کو اس (مخلوق) کے وصفوں کا خلاصہ کرنے سے عاجز اور اس کی صفتوں کے بیان کرنے سے درماندہ کر دیا ہے۔ اور پاک ہے وہ خدا کہ جس نے چیونٹی اور مچھر سے لے کر ان سے بڑی مخلوق مچھلیوں اور ہاتھیوں تک کے پیروں کو مضبوط و مستحکم کیا ہے اور اپنی ذات پر لازم کر لیا ہے کہ کوئی پیکر کہ جس میں اس نے روح داخل کی ہے۔ جنبش۔ نہیں کھائے گا۔ مگر یہ کہ موت کو اس کی وعدہ گاہ اور فنا کو اس کی حد آخر قرار دے گا۔

چیونٹی کا بیان

(خالق کائنات کے مظاہر)

لوگ اس کی عظیم الشان قدرتوں اور بلند پایہ نعمتوں میں غور وفکر کریں تو سیدھی راہ کی طرف پلٹ آئیں اور دوزخ کے عذاب سے خوف کھانے لگیں۔ لیکن دل بیمار اور بصیرتیں کھوئی ہیں۔ کیا وہ لوگ ان چھوٹے چھوٹے جانوروں کو کہ جنہیں اس نے پیدا کیا ہے۔ نہیں دیکھتے کہ کیونکر ان کی آفرینش کو استحکام بخشا ہے اور ان کے جوڑ بند کو باہم استواری کے ساتھ ملایا ہے' اور ان کے لیے کان اور آنکھ (کے سوارخ کھولے ہیں اور ہڈی اور کھال کو) (پوری مناسبت سے) درست کیا ہے' ذرا اس چیونٹی کی طرف اس کی جسامت کے اختصار اور شکل وصورت کی باریکی کے عالم میں نظر کرو اتنی چھوٹی کہ گوشہ چشم سے بمشکل دیکھی جاسکے اور نہ فکروں میں سماتی ہے۔ دیکھوتو۔ کیونکر زمین پر رینگتی پھرتی ہے اور اپنے رزق کی طرف لپکتی ہے اور دانے کو اپنے بل کی طرف لیے جاتی ہے اور اسے اپنے قیام گاہ مہیا رکھتی ہے اور گرمیوں میں جاڑے کے موسم کے لیے اور قوت وتوانائی کے زمانے میں عجز و درماندگی کے دنوں کے لیے ذخیرہ اکٹھا کر لیتی ہے اس کی روزی کا ذمہ لیا جاچکا ہے اور اس کے مناسب حال رزق اسے پہنچتا رہتا ہے۔ خدائے کریم اس سے تغافل نہیں برتتا اور صاحب عطا و جزا اسے محروم نہیں رکھتا۔ اگرچہ وہ خشک پتھر اور جمے ہوئے سنگ خارا کے اندر کیوں نہ ہو اگر تم اس کی غذا کی نالیوں اور اس کے بلند و پست حصوں اور اس کے خول میں پیٹ کی طرف جھکے ہوئے پسلیوں کے کناروں اور اس کے سر میں (چھوٹی چھوٹی) آنکھوں اور کانوں کی ساخت میں غور وفکر کروگے تو اس کی آفرینش پر تمہیں تعجب ہوگا' اور اس کا وصف کرنے میں تمہیں تعب اٹھانا پڑے گا۔ بلند و برتر ہے وہ کہ جس نے اس کو اس کے پیروں پر کھڑا کیا ہے اور ستونوں (اعضاء)

پر اس کی بنیاد رکھی ہے۔ اس کے بنانے میں کوئی بنانے والا اس کا شریک نہیں ہوا' اور نہ اس کے پیدا کرنے میں کسی قادر و توانا نے اس کا ہاتھ بٹایا ہے۔ اگر تم سوچ بچار کی راہوں کو طے کرتے ہوئے اس کی آخری حد تک پہنچ جاؤ تو عقل کی رہنمائی تمہیں بس اس نتیجہ پر پہنچائے گی کہ جو چیونٹی کا پیدا کرنے والا ہے۔ وہی کھجور کے درخت کا پیدا کرنے والا ہے' کیونکہ ہر چیز کی تفصیل لطافت و باریکی لیے ہوئے ہے اور ہر ذی حیات کے مختلف اعضاء میں باریک ہی سا فرق ہے اس کی مخلوقات میں بڑی اور چھوٹی' بھاری اور ہلکی طاقتور اور کمزور چیزیں یکساں ہیں اور یونہی آسمان' فضا' ہوا اور پانی برابر ہیں' لہٰذا تم سورج' چاند' سبزے' درخت' پانی اور پتھر کی طرف دیکھو اور اس رات دن کے یکے بعد دیگرے آنے جانے اور ان دریاؤں کے جاری ہونے اور ان پہاڑوں کی بہتات اور ان چوٹیوں کی اُچان پر نگاہ دوڑاؤ اور ان نعمتوں اور قسم قسم کی زبانوں کے اختلاف پر نظر کرو۔ اس کے بعد افسوس ہے۔ ان پر کہ جو قضاء و قدر کی مالک ذات اور نظم و انضباط کے قائم کرنے والی ہستی سے انکار کریں انہوں نے تو یہ سمجھ رکھا ہے کہ وہ گھاس پھونس کی طرح خود بخود اُگ آئے ہیں' نہ ان کا کوئی بونے والا ہے۔ انہوں نے اپنے اس دعویٰ کی بنیاد کسی دلیل پر نہیں رکھی اور نہ سنی سنائی باتوں کی تحقیق کی ہے (ذرا سوچو تو کہ) کیا کوئی عمارت بغیر بنانے والے کے ہوا کرتی ہے! اور کوئی جرم بغیر مجرم کے ہوتا ہے؟ اگر چاہو تو (چیونٹی کی طرح) ٹڈی کے متعلق بھی کچھ کہو' کہ اس کے لیے لال بھبوکا دو آنکھیں پیدا کیں اور اس کی آنکھوں کے چاند سے دونوں حلقوں کے چراغ روشن کیے اور اس کے لیے بہت ہی چھوٹے چھوٹے کان بنائے اور مناسب و معتدل منہ کا شگاف بنایا اور اس کے حس کو قوی اور تیز قرار دیا اور ایسے دو دانت بنائے کہ جن سے وہ (پتیوں کو) کاٹتی ہے اور درانتی کی طرح کے دو پیر دیئے کہ جن سے وہ (گھاس پات کو) پکڑتی ہے' کاشتکار اپنی زراعت کے بارے میں اس سے ہراساں رہتے ہیں۔ اگر وہ اپنے جتھوں کو سمٹ لیں' جب بھی اس ٹڈی دل کا ہنکانا ان کے بس میں نہیں ہوتا۔ یہاں تک کہ وہ جست و خیز کرتا ہوا ان کی کھیتیوں پر ٹوٹ پڑتا ہے اور ان

سے اپنی خواہشوں کو پورا کر لیتا ہے۔ حالانکہ اس کا جسم ایک باریک انگلی کے بھی برابر نہیں ہوتا۔ پاک ہے وہ ذات کہ جس کے سامنے آسمان وزمین میں جو کوئی بھی ہے خوشی یا مجبوری سے بہر صورت سجدہ میں گرا ہوا ہے اور اس کے لیے رخسار اور چہرے کو خاک پر مل رہا ہے اور عجز وانکسار سے اس کے آگے سرنگوں ہے۔ اور خوف ودہشت سے اپنی باگ دوڑ اسے سونپے ہوئے ہے۔ پرندے اس کے حکم (کی زنجیروں) میں جکڑے ہوئے ہیں وہ ان کے پروں اور سانسوں کی گنتی تک کو جانتا ہے اور (ان میں سے کچھ کے) پیر تری پر اور (کچھ کے) خشکی پر جمادیئے ہیں اور ان کی روزیاں معین کر دی ہیں اور ان کے انواع واقسام پر احاطہ رکھتا ہے کہ یہ کوا ہے۔ اور یہ عقاب' یہ کبوتر ہے اور یہ شتر مرغ۔ اس نے ہر پرندے کو اس کے نام پر دعوت (وجود) دی۔ اور ان کی روزی کا ذمہ لیا اور یہ بھاری بوجھل بادل پیدا کیے کہ جن سے موسلا دھار بارشیں برسائیں اور حصہ رسدی مختلف (سرزمینوں پر) انہیں بانٹ دیا اور زمین کو اس کے خشک ہو جانے کے بعد تر بتر کر دیا اور بنجر ہونے کے بعد اس سے (لہلہاتا ہوا) سبزہ اگایا۔

زمین کی سائنس

اللہ سبحانہٗ کے زور فرمانروائی اور عجیب وغریب صفت کی لطیف نقش آرائی ایک یہ ہے کہ اس نے ایک انتھاہ دریا کے پانی سے جس کی سطحیں تہہ بہ تہہ اور موجیں تھپیڑے مار رہی تھیں ایک خشک و بے حرکت زمین کو پیدا کیا پھر یہ کہ اس نے پانی (کے بخار) کی تہوں پر تہیں چڑھا دیں جو آپس میں ملی ہوئی تھیں اور انھیں الگ الگ کر کے سات آسمان بنائے جو اس کے حکم سے تھمے ہوئے اور اپنے مرکز پر ٹھہرے ہوئے ہیں اور زمین کو اس طرح قائم کیا کہ اسے ایک نیلگوں گہرا اور (فرمان الٰہی کے حدود میں) گھرا ہوا دریا اٹھائے ہوئے ہے جو اس کے حکم کے آگے بے بس اور اس کی ہیبت کے سامنے سرنگوں ہے اور اس کے خوف سے اس کی روانی تھمی ہوئی ہے اور ٹھوس چکنے پتھروں، ٹیلوں اور پہاڑوں کو پیدا کیا اور ان کو ان کی جگہوں پر نصب اور ان کی قرار گاہوں میں قائم کیا۔ چنانچہ ان کی چوٹیاں فضا کو چیرتی ہوئی نکل گئی ہیں اور بنیادیں پانی میں گڑی ہوئی ہیں۔ اس طرح اس نے پہاڑوں کو پست اور ہموار زمین سے بلند کیا اور ان کی بنیادوں کو ان کے پھیلاؤ اور ان کے کی جگہوں میں زمین کے اندر اتار دیا۔ ان کی چوٹیوں کو فلک بوس اور بلندیوں کو آسمان پیما بنا دیا اور انھیں زمین کے لیے ستون قرار دیا اور میخوں کی صورت میں انھیں گاڑا، چنانچہ وہ ہچکولے کھانے کے بعد تھم گئی کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ اپنے رہنے والوں کو لے کر جھک پڑے یا اپنے بوجھ کی وجہ سے دھنس جائے یا اپنی جگہ چھوڑ دے پاک ہے وہ ذات کہ جس نے پانی کی طغیانیوں کے بعد زمین کو تھام رکھا اور اس کے اطراف وجوانب کو تر بتر ہونے کے بعد خشک کیا اور اسے اپنی

مخلوقات کے لئے گہوارہ (استراحت) بنایا اور ایک ایسے گہرے دریا کی سطح پر اس کے لیے فرش بچھایا جو تھما ہوا ہے بہتا نہیں اور رکا ہوا ہے جنبش نہیں کرتا جسے تند ہوائیں ادھر سے اُدھر دھکیلتی رہتی ہیں' اور برسنے والے بادل اسے متھ کر پانی کھینچتے رہتے ہیں'۔ بے شک ان چیزوں میں سروسامان عبرت ہے اس شخص کے لیے جو اللہ سے ڈرے۔

ایک اور جگہ فرمایا۔

(اللہ نے) زمین کو تہ وبالا ہونے والی مہیب لہروں اور بھرپور سمندروں کی انتھاہ گہرائیوں کے اوپر پاٹا جہاں موجیں موجوں سے ٹکرا کر تھپیڑے کھاتی تھیں اور لہریں لہروں کو دھکیل کر گونج اٹھی تھیں اور اس طرح پھین دے رہی تھیں جس طرح مستی وہیجان کے عالم میں نر اونٹ۔ چنانچہ اس متلاطم پانی کی طغیانیاں زمین کے بھاری بوجھ کے دباؤ سے خوفزدہ ہوگیں' اور جب اس نے اپنا سینہ اس پر ٹیک کے اسے روندا تو سارا جوش وخروش ٹھنڈا پڑ گیا اور جب اپنے شانے ٹکا کر اس پر لوٹی' تو وہ ذلتوں اور خواریوں کے ساتھ رام ہوگیا۔ کہاں تو اس کی موجیں وندنا رہی تھیں کہ اب عاجز و بے بس ہو کر تھم گیا' اور ذلت کی لگاموں میں اسیر ہو کر مطیع ہوگیا' اور زمین اس طوفان خیز پانی کے گہراؤ میں اپنا دامن پھیلا کر ٹھہر گئی اور اس کے اٹھلانے اور سر اٹھانے کے غرور اور تکبر سے ناک اوپر چڑھانے اور بہاؤ میں تفوق و سر بلندی دکھانے کا خاتمہ کر دیا۔ اور اس کی روانی کی بے اعتدالیوں پر ایسے بند باندھے کہ وہ اچھلنے کودنے کے بعد (بالکل بے دم) ہو کر گر گیا۔ اور جست وخیز کی سرمستیاں دکھا کر تھم گیا۔ جب اس کے کناروں کے نیچے پانی کی طغیانی کا زور وشور سکون پذیر ہوا۔ اور اس کے کاندھوں پر اونچے اونچے اور چوڑے چکلے پہاڑوں کا بوجھ لد گیا' تو (اللہ نے) اسکی ناک بانسوں سے پانی کے چشمے جاری کر دیئے جنہیں دور دراز جنگلوں اور کھدے ہوئے گڑھوں میں پھیلا دیا۔ اور پتھروں کی مضبوط چٹانوں اور بلند چوٹیوں والے پتھریلے پہاڑوں سے اس کی حرکت میں اعتدال پیدا کیا۔ چنانچہ اس کی سطح کے مختلف حصوں میں پہاڑوں کے ڈوب جانے اور اس کی گہرائیوں کی تہہ میں گھس جانے اور اس کے ہموار حصوں کی بلندیوں اور پست

سطحوں پر سوار ہو جانے کی وجہ سے اس کی تھرتھراہٹ جاتی رہی اور اللہ نے زمین سے لے کر فضائے بسیط تک پھیلاؤ اور وسعت رکھی اور اس میں رہنے والوں کو سانس لینے کو ہوا مہیا کی اور اس میں بسنے والوں کو ان کی تمام ضروریات کے ساتھ ٹھہرایا' پھر اس نے چٹیل زمینوں کو کہ جن کی بلندیوں تک نہ چشموں کا پانی پہنچ سکتا ہے اور نہ نہروں کے نالے وہاں تک پہنچنے کا کوئی ذریعہ رکھتے ہیں یونہی نہیں رہنے دیا' بلکہ ان کے لیے ہوا پر اٹھنے والی گھٹائیں پیدا کیں جو مردہ زمین میں زندگی کی لہریں دوڑا دیتی ہیں۔ اور اس سے گھاس پات اگاتی ہیں۔ اسنے ابر کی بکھری ہوئی چمکیلی ٹکڑیوں اور پراگندہ بدلیوں کو ایک جا کر کے ابر محیط بنایا' اور جب اس کے اندر پانی کے ذخیرے حرکت میں آ گئے اور اس کے کناروں میں بجلیاں تڑپنے لگیں اور برق کی چمک سفید ابروں کی تہوں اور گھنے بادلوں کے اندر مسلسل جاری رہی تو اللہ نے انہیں موسلا دھار برسنے کے لیے بھیج دیا۔ اس طرح کہ اس کے پانی سے بھرے ہوئے بوجھل ٹکڑے زمین پر منڈلا رہے تھے اور جنوبی ہوائیں انہیں مسل مسل کر برسنے والے مینہ کی بوندیں اور ایک دم ٹوٹ پڑنے والی بارش کے جھالے برسا رہی تھیں۔ جب بادلوں نے اپنا سینہ ہاتھ پیروں سمیت زمین پر ٹیک دیا اور پانی کا سارا لدا لدایا بوجھ اس پر پھینک دیا' تو اللہ نے افتادہ زمینوں سے سر سبز کھیتیاں اگائیں اور خشک پہاڑوں پر ہرا بھرا سبزہ پھیلا دیا زمین بھی اپنے مرغزاروں کے بناؤ سنگار سے خوش ہو کر جھومنے لگی اور ان شگوفوں کی اوڑھنیوں سے جو اسے اوڑھا دی گئی تھیں اور ان شگفتہ و شاداب کلیوں کے زیوروں سے جو اسے پہنا دیئے گئے تھے' اترانے لگی۔ اللہ نے ان چیزوں کو لوگوں کی زندگی کا وسیلہ اور چوپاؤں کا رزق قرار دیا ہے اور اسی نے زمین کی سمتوں میں کشادہ راستے نکالے ہیں' اور اس کی شاہراہوں پر چلنے والوں کے لیے روشنی کے مینار نصب کیے ہیں۔ جب اللہ نے فرش زمین بچھالیا اور اپنا کام پورا کر لیا تو آدم علیہ السلام کو دوسری مخلوق کے مقابلہ میں برگزیدہ ہونے کی وجہ منتخب کر لیا اور انہیں نوع انسانی کی فرد اول قرار دیا۔

اسلامی حکومت کے لیے دستور کی اساس (مالک اشتر کے نام خط)

یہ ہے وہ فرمان جس پر کار بند رہنے کا حکم دیا ہے خدا کے بندے علی امیر المومنین نے مالک ابن حارث اشتر کو جب مصر کا انہیں والی بنایا تا کہ وہ خراج جمع کریں دشمنوں سے لڑیں، رعایا کی فلاح و بہبود اور شہروں کی آبادی کا انتظام کریں۔

انہیں حکم ہے کہ اللہ کا خوف کریں، اس کی اطاعت کو مقدم سمجھیں اور جن فرائض و سنن کا اس نے اپنی کتاب میں حکم دیا ہے، اُن کا اتباع کریں کہ انہی کی پیروی سے سعادت اور انہی کے ٹھکرانے اور برباد کرنے سے بدبختی دامنگیر ہوتی ہے۔ اور یہ کہ اپنے دل، اور اپنی زبان سے اللہ کی نصرت میں لگے رہیں۔ کیونکہ خدائے بزرگ و برتر نے ذمہ لیا ہے کہ جو اس کی نصرت کرے گا وہ اس کی مدد کرے گا، اور جو اسکی حمایت کے لیے کھڑا ہوگا، وہ اسے عزت و سرفرازی بخشے گا۔

اس کے علاوہ انہیں حکم ہے کہ وہ نفسانی خواہشوں کے وقت اپنے نفس کو کچلیں اور اس کی منہ زوریوں کے وقت اسے روکیں کیونکہ نفس برائیوں ہی کی طرف لے جانے والا ہے۔ مگر یہ کہ خدا کا لطف و کرم شامل حال ہو۔

اے مالک! اس بات کو جانے رہو کہ تمہیں ان علاقوں کی طرف بھیج رہا ہوں کہ جہاں تم سے پہلے عادل اور ظالم کئی حکومتیں گزر چکی ہیں اور لوگ تمہارے طرز عمل کو اسی نظر سے دیکھیں گے۔ جس نظریے سے تم اپنے اگلے حکمرانوں کے طور طریقے کو

دیکھتے رہے ہو اور تمہارے بارے میں بھی وہی کہیں گے جو تم ان حکمرانوں کے بارے میں کہتے ہو۔ یہ یاد رکھو کہ خدا کے نیک بندوں کا پتہ چلتا ہے اسی نیک نامی سے جو انہیں بندگان الٰہی میں خدا نے دے رکھی ہے۔ لہٰذا ہر ذخیرے سے زیادہ پسند تمہیں نیک اعمال کا ذخیرہ ہونا چاہیے۔ اپنی خواہشوں پر قابو رکھو اور جو مشاغل تمہارے لیے حلال نہیں ان میں صرف کرنے سے اپنے نفس کے ساتھ بخل کرو کیونکہ نفس کے ساتھ بخل کرنا ہی اس کے حق کو ادا کرنا ہے۔ چاہے وہ خود اسے پسند کرے یا ناپسند۔ رعایا کے لیے اپنے دل کے اندر رحم ورافت اور لطف ومحبت کو جگہ دو۔ ان کے لیے پھاڑ کھانے والا درندہ نہ بن جاؤ۔ کہ انہیں نگل جانا غنیمت سمجھتے ہو۔ اس لئے کہ رعایا میں دو قسم کے لوگ ہیں۔ ایک تو تمہارے دینی بھائی اور دوسرے تمہارے جیسی مخلوق خدا۔ ان سے لغزشیں بھی ہوں گی۔ خطاؤں سے بھی انہیں سابقہ پڑے گا اور ان کے ہاتھوں سے جان بوجھ کر یا بھولے چوکے سے غلطیاں بھی ہوں گی۔ تم ان سے اسی طرح عفو ودرگزر سے کام لینا جس طرح اللہ سے اپنے لیے عفو ودرگزر کو پسند کرتے ہو۔ اس لیے کہ تم ان پر حاکم ہو اور تمہارے اوپر تمہارا امام حاکم ہے اور جس (امام) نے تمہیں والی بنایا ہے اس کے اوپر اللہ ہے اور اس نے تم سے ان لوگوں کے معاملات کی انجام دہی چاہی ہے اور ان کے ذریعہ تمہاری آزمائش کی ہے اور دیکھو، خبردار! اللہ سے مقابلہ کے لیے نہ اترنا۔ اس لیے کہ اس کے غضب کے سامنے تم بے بس ہو اور اسکے عفو ورحمت سے بے نیاز نہیں ہو سکتے۔ تمہیں کسی کو معاف کر دینے پر پچھتانا اور سزا دینے پر اترانا نہ چاہیے۔ غصہ میں جلد بازی سے کام نہ لو۔ جب کہ اس کے ٹال دینے کی گنجائش ہو، کبھی یہ نہ کہنا کہ میں حاکم بنایا گیا ہوں لہٰذا میرے حکم کے آگے سر تسلیم خم ہونا چاہیے، کیونکہ یہ دل میں فساد پیدا کرنے، دین کو کمزور بنانے اور بربادیوں کو قریب لانے کا سبب ہے اور کبھی حکومت کی وجہ سے تمکین وتمکنت یا غرور پیدا ہو تو اپنے سے بالاتر اللہ کے مالک کی عظمت کو دیکھو اور خیال کرو کہ وہ تم پر وہ قدرت رکھتا ہے کہ جو خود تم اپنے آپ پر نہیں رکھتے۔ یہ چیز تمہاری رعونت وسرکشی کو دبا دے گی، اور تمہاری طغیانی کو روک دے گی، تمہاری کھوئی

ہوئی عقل کو پلٹا دے گی"۔

خبردار! کبھی اللہ کے ساتھ اس کی عظمت میں نہ ٹکراؤ اور اس کی شان و جبروت سے ملنے کی کوشش نہ کرو' کیونکہ اللہ ہر جبار و سرکش کو نیچا دکھاتا ہے اور ہر مغرور کے سر کو جھکا دیتا ہے۔

اپنی ذات کے بارے میں اور اپنے خاص عزیزوں اور رعایا میں سے اپنے لئے پسند افراد کے معاملے میں حقوق اللہ اور حقوق الناس کے متعلق بھی انصاف کرنا۔ کیونکہ اگر تم نے ایسا نہ کیا تو ظالم ٹھہرو گے۔ اور جو خدا کے بندوں پر ظلم کرتا ہے۔ تو بندوں کے بجائے اللہ اس کا حریف دشمن بن جاتا ہے اور جس کا وہ حریف و دشمن ہو' اس کی ہر دلیل کو کچل دے گا' اور وہ اللہ سے برسر پیکار رہے گا۔ یہاں تک کہ باز آئے اور توبہ کرلے۔ اور اللہ کی نعمتوں کو سلب کرنے والی اس کی عقوبتوں کو جلد بلاوا دینے والی کوئی چیز اس سے بڑھ کر نہیں ہے کہ ظلم پر باقی رہا جائے کیونکہ اللہ مظلوموں کی پکار سنتا ہے اور ظالموں کے لیے موقع کا منتظر رہتا ہے۔

تمہیں سب طریقوں سے زیادہ وہ طریقہ پسند ہونا چاہیے جو حق کے اعتبار سے بہترین' انصاف کے لحاظ سے سب کو شامل اور رعایا کے زیادہ سے زیادہ افراد کی مرضی کے مطابق ہو' کیونکہ عوام کی ناراضگی خواص کی رضا مندی کو بے اثر بنا دیتی ہے۔ اور خواص کی ناراضگی عوام کی رضا مندی کے ہوتے ہوئے نظر انداز کی جاسکتی ہے۔ اور یہ یاد رکھو! کہ رعیت میں خاص سے زیادہ کوئی ایسا نہیں کہ جو خوش حالی کے وقت حاکم پر بوجھ بننے والا۔ مصیبت کے وقت امداد سے کترا جانے والا' انصاف پر ناک بھوں چڑھانے والا' طلب و سوال کے موقع پر پنجے جھاڑ کر پیچھے پڑ جانے والا بخشش پر کم شکر گزار ہونے والا' محروم کر دیئے جانے پر بمشکل عذر سننے والا اور زمانہ کی ابتلاؤں پر بے صبری دکھانے والا ہو اور دین کا مضبوط سہارا' مسلمانوں کی قوت اور دشمن کے مقابلہ میں سامان دفاع یہی امت کے عوام ہوتے ہیں لہٰذا تمہاری پوری توجہ اور تمہارا اپورا رخ انہی کی جانب ہونا چاہیے۔

اور تمہاری رعایا میں تم سے سب سے زیادہ دور اور سب سے زیادہ تمہیں ناپسند وہ ہونا چاہیے، جو لوگوں کی عیب جوئی میں زیادہ لگا رہتا ہو۔ کیونکہ لوگوں میں عیب تو ہوتے ہی ہیں۔ حاکم کے لیے انتہائی شایان یہ ہے کہ ان پر پردہ ڈالے۔ لہٰذا جو عیب تمہاری نظروں سے اوجھل ہوں انہیں نہ اچھالنا۔ کیونکہ تمہارا کام انہی عیبوں کو مٹانا ہے کہ جو تمہارے اوپر ظاہر ہوں، اور وہ جو چھپے ڈھکے ہوں۔ ان کا فیصلہ اللہ کے ہاتھ ہے اس لیے جہاں تک بن پڑے عیبوں کو چھپاؤ تا کہ اللہ بھی تمہارے ان عیوب کی پردہ پوشی کرے جنہیں تم رعیت سے پوشیدہ رکھنا چاہتے ہو۔ لوگوں سے کینہ کی ہر گرہ کو کھول دو اور دشمنی کی ہر رسی کاٹ دو، اور ہر ایسے رویہ سے جو تمہارے لیے مناسب نہیں بے خبر بن جاؤ اور چغل خور کی جھٹ سے ہاں میں ہاں نہ ملاؤ۔ کیونکہ وہ فریب کار ہوتا ہے۔ اگرچہ خیر خواہوں کی صورت میں سامنے آتا ہے۔

اپنے مشورہ میں کسی بخیل کو شریک نہ کرنا کہ وہ تمہیں دوسروں کے ساتھ بھلائی کرنے سے روکے گا، اور فقر و افلاس کا خطرہ دلائے گا۔ اور نہ کسی بزدل سے مہمات میں مشورہ لینا کہ وہ تمہاری ہمت پست کر دے گا۔ اور نہ کسی لالچی سے مشورہ کرنا کہ وہ ظلم کی راہ سے مال بٹورنے کو تمہاری نظروں میں سج دے گا۔ یاد رکھو! کہ بخل، بزدلی، اور حرص اگرچہ الگ الگ خصلتیں ہیں مگر اللہ سے بدگمانی ان سب میں شریک ہے تمہارے لیے سب سے بدتر وزیر وہ ہوگا، جو تم سے پہلے بدکرداروں کا وزیر اور گناہوں میں ان کا شریک رہ چکا ہے اس قسم کے لوگوں کو تمہارے مخصوصین میں سے نہ ہونا چاہیے کیونکہ وہ گنہگاروں کے معاون اور ظالموں کے ساتھی ہوتے ہیں۔ ان کی جگہ تمہیں ایسے لوگ مل سکتے ہیں جو تدبیر و رائے اور کارکردگی کے اعتبار سے ان کے مثل ہوں گے مگر ان کی طرح گناہوں کی گرانباریوں میں دبے ہوئے نہ ہوں جنھوں نے نہ کسی ظالم کی اس کے ظلم میں مدد کی ہو۔ اور نہ کسی گنہگار کا اس کے گناہ میں ہاتھ بٹایا ہو۔ ان کا بوجھ تم پر ہلکا ہوگا اور یہ تمہارے بہترین معاون ثابت ہوں گے اور تمہاری طرف محبت سے جھکنے والے ہوں گے، اور تمہارے علاوہ دوسروں سے ربط ضبط نہ رکھیں گے انہی کو تم خلوت

وجلوت میں اپنا مصاحب خاص ٹھہرانا پھر تمہارے نزدیک ان میں زیادہ ترجیح ان لوگوں کو ہونا چاہیے کہ جو حق کی کڑوی باتیں تم سے کھل کر کہنے والے ہوں اور ان چیزوں میں کہ جنہیں اللہ اپنے مخصوص بندوں کے لیے ناپسند کرتا ہے تمہاری بہت کم مدد کرنے والے ہوں چاہے وہ تمہاری خواہشوں سے کتنی ہی میل کھاتی ہوں۔ پرہیزگاروں اور راستبازوں سے اپنے کو وابستہ رکھنا۔ پھر انہیں اس کا عادی بنانا کہ وہ تمہارے کسی کارنامہ کے بغیر تمہاری تعریف کے تمہیں خوش نہ کریں۔ کیونکہ زیادہ مدح سرائی غرور پیدا کرتی ہے۔ اور سرکشی کی منزل سے قریب کر دیتی ہے اور تمہارے نزدیک نیکوکار اور بد کردار دونوں برابر نہ ہوں اس لیے کہ ایسا کرنے سے نیکوں کو نیکی سے بے رغبت کرنا اور بدوں کو بدی پر آمادہ کرنا ہے ہر شخص کو اسی کی منزلت پر رکھو، جس کا وہ مستحق ہے اور اس بات کو یاد رکھو کہ حاکم کو اپنی رعایا پر پورا اعتماد اسی وقت کرنا چاہیے جب کہ وہ ان سے حسن سلوک کرتا ہو اور ان پر بوجھ نہ لادے اور انہیں ایسی ناگوار چیزوں پر مجبور نہ کرے۔ جو ان کے بس میں نہ ہوں۔ تمہیں ایسا رویہ اختیار کرنا چاہیے کہ اس حسن سلوک سے تمہیں رعیت پر پورا اعتماد ہو سکے۔ کیونکہ یہ اعتمادی تمہاری طویل اندرونی الجھنوں کو ختم کر دے گا اور سب سے زیادہ تمہارے اعتماد کے وہ مستحق ہیں جن کے ساتھ تم نے اچھا سلوک کیا ہو اور سب سے زیادہ بے اعتمادی کے مستحق وہ ہیں جن سے تمہارا برتاؤ اچھا نہ رہا ہو۔

اور دیکھو! اس اچھے طور طریقے کو ختم نہ کرنا کہ جس پر اس امت کے بزرگ چلتے رہے ہیں اور جس سے اتحاد و یک جہتی پیدا اور رعیت کی اصلاح ہوئی ہے اور ایسے طریقے ایجاد نہ کرنا کہ جو پہلے طریقوں کو کچھ ضرر پہنچائیں اگر ایسا کیا تو نیک روش کے قائم کر جانے والوں کو ثواب تو ملتا رہے گا، مگر انہیں ختم کر دینے کا گناہ تمہاری گردن ہو گا اور اپنے شہروں کے اصلاحی امور کو مستحکم کرنے اور ان چیزوں کے قائم کرنے میں کہ جن سے اگلے لوگوں کے حالات مضبوط رہے تھے علماء حکماء کے ساتھ باہمی مشورہ اور بات چیت کرتے رہنا۔

اور تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ رعایا میں کئی طبقے ہوتے ہیں جن کی سود و بہبود ایک دوسرے سے وابستہ ہوتی ہیں اور وہ ایک دوسرے سے بے نیاز نہیں ہو سکتے ان میں سے ایک طبقہ وہ ہے جو اللہ کی راہ میں کام آنے والے فوجیوں کا ہے۔ دوسرا طبقہ وہ ہے جو عمومی و خصوصی تحریریں کا کام انجام دیتا ہے۔ تیسرا انصاف کرنے والے قضاۃ کا ہے۔ چوتھا حکومت کے وہ عمال جن سے امن اور انصاف قائم ہوتا ہے۔ پانچواں خراج دینے والے مسلمان اور جزیہ دینے والے ذمیوں کا۔ چھٹا تجارت پیشہ واہل حرفہ کا۔ ساتواں فقراء و مساکین کا وہ طبقہ ہے کہ جو سب سے پست ہے اور اللہ نے ہر ایک کا حق معین کر دیا ہے اور اپنی کتاب یا سنت نبویؐ میں اس کی حد بندی کر دی اور وہ (مکمل) دستور ہمارے پاس محفوظ ہے۔

(پہلا طبقہ) فوجی دستے یہ بحکم خدا رعیت کی حفاظت کا قلعہ' فرمانرواؤں کی زینت' دین و مذہب کی قوت اور امن کی راہ ہیں۔ رعیت کا نظم ونسق انہی سے قائم رہ سکتا ہے اور فوج کی زندگی کا سہارا وہ خراج ہے جو اللہ نے اس کے لیے معین کیا ہے کہ جس سے وہ دشمنوں سے جہاد کرنے میں تقویت حاصل کرتے اور اپنی حالت کو درست بناتے اور ضروریات کو بہم پہنچاتے ہیں۔ پھر ان دونوں طبقوں کے نظم وبقا کے لیے تیسرے طبقے کی ضروریات ہے۔ کہ جو قضاۃ' عمال اور منشیان دفاتر کا ہے کہ جن کے ذریعے باہمی معاہدوں کی مضبوطی اور خراج اور دیگر منافع کی جمع آوری ہوتی ہے اور معمولی اور غیر معمولی معاملوں میں ان کے ذریعہ وثوق واطمینان حاصل کیا جاتا ہے اور سب کا دارو مدار سوداگروں اور صناعوں پر ہے کہ وہ ان کی ضرورتیات کو فراہم کرتے ہی بازار لگاتے ہیں اور اپنی کاوشوں سے ان کی ضروریات کو مہیا کر کے انہیں خود مہیا کرنے سے آسودہ کر دیتے ہیں اس کے بعد پھر فقیروں اور ناداروں کا طبقہ ہے جن کی اعانت ودستگیری ضروری ہے۔ اللہ تعالےٰ نے ان سب کے گزارے کی صورتیں پیدا کر رکھی ہیں اور ہر طبقے کا حاکم پر حق قائم ہے کہ وہ ان کے لیے اتنا مہیا کرے جو ان کی حالت درست کر سکے اور حاکم خدا کے ان تمام ضروری حقوق سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتا مگر اسی

صورت میں کہ پوری طرح کوشش کرے اور اللہ سے مدد مانگے اور اپنے کو حق پر ثابت وبرقرار رکھے اور چاہے اس کی طبیعت پر آسان ہو یا دشوار بہر حال اس کو برداشت کرے فوج کا سردار اس کو بنانا جو اپنے اللہ کا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اور تمہارے امام کا سب سے زیادہ خیر خواہ ہو سب سے زیادہ پاک دامن ہو اور بردباری میں نمایاں ہو۔ جلد غصہ میں نہ آجاتا ہو۔ عذر معذرت پر مطمئن ہو جاتا ہو۔ کمزوروں پر رحم کھاتا ہو اور طاقتوروں کے سامنے اکڑ جاتا ہو نہ بدخوئی اسے جوش میں لے آتی ہو اور نہ پست ہمتی اسے بٹھا دیتی ہو۔ پھر ایسا ہونا چاہیے کہ تم بلند خاندان' نیک گھرانے اور عمدہ روایات رکھنے والوں اور ہمت وشجاعت اور جود وسخاوت کے مالکوں سے اپنا ربط وضبط بڑھاؤ کیونکہ یہی لوگ بزرگیوں کا سرمایہ اور نیکیوں کا سرچشمہ ہوتے ہیں۔ پھر ان کے حالات کی اس طرح دیکھ بھال کرنا' جس طرح ماں باپ اپنی اولاد کی دیکھ بھال کرتے ہیں۔ اگر ان کے ساتھ کوئی ایسا سلوک کرو کہ جوان کی تقویت کا سبب ہو تو اسے بڑا نہ سمجھنا' اور اپنے کسی معمولی سلوک کو بھی غیر اہم نہ سمجھ لینا (کہ اسے چھوڑ بیٹھو) کیونکہ اس حسن سلوک سے ان کی خیر خواہی کا جذبہ ابھرے گا اور حسن اعتماد میں اضافہ ہوگا اور اس خیال سے کہ تم نے ان کی بڑی ضرورتوں کو پورا کر دیا ہے کہیں انکی چھوٹی ضرورتوں سے آنکھ بند نہ کر لینا۔ کیونکہ یہ چھوٹی قسم کی مہربانی کی بات بھی اپنی جگہ فائدہ بخش ہوتی ہے۔ اور وہ بڑی ضرورتیں اپنی جگہ اہمیت رکھتی ہیں اور فوجی سرداروں میں تمہارے یہاں وہ بلند منزلت سمجھا جائے۔ جو فوجیوں کی اعانت میں برابر کا حصہ لیتا ہو۔ اور اپنے روپے پیسے سے اتنا سلوک کرتا ہو کہ جس سے ان کا اور ان کے پیچھے رہ جانے والے بال بچوں کا بخوبی گزارا ہوسکتا ہو۔ تاکہ وہ ساری فکروں سے بے فکر ہو کر پوری یکسوئی کی ساتھ دشمن سے جہاد کریں۔ اس لیے کہ فوجی سرداروں کے ساتھ تمہارا مہربانی سے پیش آنا ان کے دلوں کو تمہاری طرف موڑ دے گا۔

حکمرانوں کے لیے سب سے بڑی آنکھوں کی ٹھنڈک اس میں ہے کہ شہروں میں وانصاف برقرار رہے اور رعایا کی محبت ظاہر ہوتی رہے اور ان کی محبت اسی وقت

ظاہر ہوا کرتی ہے کہ جب ان کے دلوں میں میل نہ ہو اور ان کی خیر خواہی اسی صورت میں ثابت ہوتی ہے کہ وہ اپنے حکمرانوں کے گرد حفاظت کے لیے گھیرا ڈالے رہیں۔ ان کا اقتدار سر پڑا بوجھ نہ سمجھیں اور نہ ان کی حکومت کے خاتمہ کے لیے گھڑیاں گنیں لہٰذا ان کی امیدوں میں وسعت و کشائش رکھنا انہیں اچھے لفظوں سے سراہتے رہنا اور ان کارناموں کا تذکرہ کرتے رہنا اس لیے کہ ان کے اچھے کارناموں کا ذکر بہادروں کو جوش میں لے آتا ہے اور پست ہمتوں کو ابھارتا ہے۔ انشاء اللہ جو شخص جس کارنامے کو انجام دے اسے پہچانتے رہنا اور ایک کا کارنامہ دوسرے کی طرف منسوب نہ کر دینا اور اس کی حسن کارکردگی کا صلہ دینے میں کمی نہ کرنا' اور کبھی ایسا نہ کرنا کہ کسی شخص کی بلندی و رفعت کی وجہ سے اس کے معمولی کام کو بڑا سمجھ لو اور کسی کے بڑے کام کو اس کے پست ہونے کی وجہ سے معمولی قرار دے لو۔

جب ایسی مشکلیں تمہیں پیش آئیں کہ جن کا حل نہ ہو سکے اور ایسے معاملات کو جو مشتبہ ہو جائیں تو ان میں اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف رجوع کرو' کیونکہ خدا نے جن لوگوں کو ہدایت کرنا چاہی ہے' ان کے لیے فرمایا ہے "اے ایمان دارو! اللہ کی اطاعت کرو' اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف رجوع کرو تو اللہ کی طرف رجوع کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کی کتاب کی محکم آیتوں پر عمل کیا جائے اور رسول کی طرف رجوع کرنے کا مطلب یہ ہے کہ آپ کے ان متفق علیہ ارشادات پر عمل کیا جائے جن میں کوئی اختلاف نہیں۔

پھر یہ کہ لوگوں کے معاملات کا فیصلہ کرنے کے لیے ایسے شخص کو منتخب کرو جو تمہارے نزدیک تمہاری رعایا میں سب سے بہتر ہو' جو واقعات کی پیچیدگیوں سے ضیق میں نہ پڑ جاتا ہو' اور نہ جھگڑا کرنے والوں کے رویہ سے غصہ میں آتا ہو۔ نہ اپنے کسی غلط نقطہ نظر پر اڑتا ہو' حق کو پہچان کر اس کے اختیار کرنے میں طبیعت پر بار محسوس کرتا ہو نہ اس کا نفس ذاتی طمع پر جھک پڑتا ہو' اور نہ بغیر پوری طرح چھان بین کیے ہوئے سرسری طور پر کسی معاملہ کو سمجھ لینے پر اکتفا کرتا ہو' شک و شبہ کے موقعہ پر قدم

روک لیتا ہو اور دلیل و حجت کو سب سے زیادہ اہمیت دیتا ہو۔ فریقین کی بحثا بحثی سے اکتانہ جاتا ہو۔ معاملات کی تحقیق میں بڑے صبر وضبط سے کام لیتا ہو۔ اور جب حقیقت آئینہ ہو جاتی ہو تو بے دھڑک فیصلہ کر دیتا ہو۔ وہ ایسا ہو جسے سراہنا مغرور نہ بنائے اور تاننا جنبہ داری پر آمادہ نہ کر دے۔ اگر چہ ایسے لوگ کم ہی ملتے ہیں۔ پھر یہ کہ تم خود ان کے فیصلوں کا بار بار جائزہ لیتے رہنا۔ دل کھول کر انہیں اتنا دینا کہ جو ان کے ہر عذر کو غیر مسموع بنا دے اور لوگوں کی انہیں کوئی احتیاج نہ رہے۔ اپنے ہاں انہیں ایسے باعزت مرتبہ پر رکھو کہ تمہارے دربار رس لوگ انہیں ضرر پہنچانے کا کوئی خیال نہ کرسکیں، تاکہ وہ تمہارے التفات کی وجہ سے لوگوں کی سازش سے محفوظ رہیں اس بارے میں انتہائی بالغ نظری سے کام لینا۔ کیونکہ (اس سے پہلے) یہ دین بدکرداروں کے پنجے میں اسیر رہ چکا ہے جس میں نفسانی خواہشوں کی کارفرمائی تھی، اور اسے دنیا طلبی کا ایک ذریعہ بنالیا گیا تھا۔

پھر اپنے عہدہ داروں کے بارے میں نظر رکھنا ان کو خوب آزمائش کے بعد منصب دینا کبھی صرف رعایت اور جانبداری کی بناء پر انہیں منصب عطا نہ کرنا۔ اس لیے کہ یہ باتیں ناانصافی اور بے ایمانی کا سرچشمہ ہیں اور ایسے لوگوں کو منتخب کرنا جو آزمودہ و غیرت مند ہوں۔ ایسے خاندانوں میں سے جو اچھے ہیں۔ اور جن کی خدمات اسلام کے سلسلہ میں پہلے سے ہوں کیونکہ ایسے لوگ بلند اخلاق اور بے داغ عزت والے ہوتے ہیں۔ حرص وطمع کی طرف کم جھکتے ہیں، اور عواقب و نتائج پر زیادہ نظر رکھتے ہیں۔ پھر ان کی تنخواہوں کا معیار بلند رکھنا، کیونکہ اس سے انہیں اپنے نفوس کے درست رکھنے مدد ملے گی، اور اس مال سے بے نیاز رہیں گے، جو ان ہاتھوں میں بطور امانت ہوگا۔ اس کے بعد بھی وہ تمہارے حکم کی خلاف ورزی یا امانت میں رخنہ اندازی کریں۔ تو تمہاری حجت ان پر قائم ہوگی۔ پھر ان کے کاموں کو دیکھتے بھالتے رہنا اور سچے اور وفادار مخبروں کو ان پر چھوڑ دینا کیونکہ خفیہ طور پر ان کے امور کی نگرانی انہیں امانت کے برتنے اور رعیت کے ساتھ نرم رویہ رکھنے کی باعث ہوگی۔ خائن مددگاروں سے اپنا بچاؤ کرتے رہنا۔ اگر ان

میں سے کوئی خیانت کی طرف ہاتھ بڑھائے اور متفقہ طور پر جاسوسوں کی اطلاعات تم تک پہنچ جائیں تو شہادت کے لیے بس اسے کافی سمجھنا اسے جسمانی طور پر سزا دینا اور جو کچھ اس نے اپنے عہدہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے سمیٹا ہے' اسے واپس لینا اور اسے ذلت کی منزل پر کھڑا کر دینا' اور خیانت کی رسوائیوں کے ساتھ اسے روشناس کرانا اور ننگ و رسوائی کا طوق اس کے گلے میں ڈال دینا۔

مالگذاری کے معاملہ میں مالگذاری ادا کرنے والوں کا مفاد پیش نظر رکھنا' کیونکہ باج اور باجگزاروں کی بدولت ہی دوسروں کے حالات درست کیے جاسکتے ہیں سب اسی خراج اور خراج دینے والوں کے سہارے پر جیتے ہیں۔ اور خراج کی جمع آوری سے زیادہ زمین کی آبادی کا خیال رکھنا کیونکہ خراج بھی تو زمین کی آبادی ہی سے حاصل ہوسکتا ہے اور جو آباد کیے بغیر خراج چاہتا ہے' وہ ملک کی بربادی اور بندگان خدا کی تباہی کا سامان کرتا ہے اور اس کی حکومت تھوڑے دنوں سے زیادہ نہیں رہ سکتی۔

- اب اگر وہ خراج کی گرانباری یا کسی آفت ناگہانی یا نہری و بارانی علاقوں میں ذرائع آب پاشی کے ختم ہونے یا زمین کے سیلاب میں گھر جانے یا سیرابی کے نہ ہونے کے باعث اس کے تباہ ہونے کی شکایت کریں تو خراج میں اتنی کمی کردو جس سے تمہیں ان کے حالات سدھرنے کی توقع ہو' اور ان کے بوجھ کو ہلکا کرنے سے تمہیں گرانی نہ محسوس ہو' کیونکہ انہیں زیرباری سے بچانا ایک ایسا ذخیرہ ہے کہ جو تمہارے ملک کی آبادی اور تمہارے قلمرو حکومت کی زیب و زینت کی صورت میں تمہیں پلٹا دیں گے اور اس کے ساتھ تم ان سے خراج تحسین اور عدل قائم کرنے کی وجہ سے مسرت بے پایاں بھی حاصل کرسکو گے اور اپنے اس حسن سلوک کی وجہ سے کہ جس کا ذخیرہ تم نے ان کے پاس رکھ دیا ہے تم (آڑے وقت پر) ان کی قوت کے بل بوتے پر بھروسہ کرسکو گے اور رحم و رافت کے جلو میں سیرت عادلانہ کا تم نے انہیں خوگر بنایا ہے' اس کے سبب سے تمہیں ان پر وثوق و اعتماد ہو سکے گا، اس کے بعد ممکن ہے کہ ایسے حالات بھی پیش آئیں کہ جن میں تمہیں ان پر اعتماد کرنے کی ضرورت ہو تو وہ انہیں بطیب خاطر جھیل لے

جائیں گے۔ کیونکہ ملک آباد ہے تو جیسا بوجھ اس پر لادو گے' وہ اٹھا لے گا اور زمین کی تباہی تو اس سے آتی ہے کہ کاشتکاروں کے ہاتھ تنگ ہو جائیں اور ان کی تنگ دستی اس وجہ سے ہوتی ہے کہ حکام مال و دولت کے سمیٹنے پر تل جاتے ہیں اور انہیں اپنے اقتدار کے ختم ہونے کا کھٹکا لگا رہتا ہے اور عبرتوں سے بہت کم فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں۔

پھر یہ کہ اپنے منشیان دفاتر کی اہمیت پر نظر رکھنا اپنے معاملات ان کے سپرد کرنا جو ان میں بہتر ہوں اور اپنے ان فرامین کو جن میں مخفی تدابیر اور (مملکت کے) رموز و اسرار درج ہوتے ہیں۔ خصوصیت کے ساتھ ان کے حوالے کرنا جو سب سے زیادہ اچھے اخلاق کے مالک ہوں' جنہیں اعزاز کا حاصل ہونا سرکش نہ بنائے کہ وہ بھری محفلوں میں تمہارے خلاف کچھ کہنے کی جرات کرنے لگیں اور ایسے بے پروانہ ہوں کہ لین دین کے بارے میں جو تم سے متعلق ہوں تمہارے کارندوں کے خطوط تمہارے سامنے پیش کرنے اور ان کے مناسب جوابات روانہ کرنے میں کوتاہی کرتے ہوں اور وہ تمہارے حق میں جو معاہدہ کریں اس میں کوئی خامی نہ رہنے دیں اور نہ تمہارے خلاف کسی ساز باز کا توڑ کرنے میں کمزوری دکھائیں اور وہ معاملات میں اپنے صحیح مرتبہ اور مقام سے ناآشنا نہ ہوں کیونکہ جو اپنا صحیح مقام نہیں پہچانتا وہ دوسروں کے قدر و مقام سے اور بھی زیادہ ناواقف ہوگا۔ پھر یہ کہ ان کا انتخاب تمہیں اپنی فراست' خوش اعتمادی اور حسن ظن کی بناء پر نہ کرنا چاہیئے' کیونکہ لوگ تصنع اور حسن خدمات کے ذریعہ حکمرانوں کی نظروں میں سما کر تعارف کی راہیں نکال لیا کرتے ہیں۔ حالانکہ ان میں ذرا بھی خیر خواہی اور امانت داری کا جذبہ نہیں ہوتا۔ لیکن تم انہیں ان خدمات سے پرکھو۔ جو تم سے پہلے وہ نیک حاکموں کے ماتحت رہ کر انجام دے چکے ہوں تو جو عوام میں نیک نام اور امانت داری کے اعتبار سے زیادہ مشہور ہوں ان کی طرف خصوصیت کے ساتھ توجہ کرو۔ اس لیے کہ ایسا کرنا اس کی دلیل ہوگا کہ تم اللہ کے مخلص اور اپنے امام کے خیر خواہ ہو۔ تمہیں محکمہ تحریر کے ہر شعبہ پر ایک ایک افسر مقرر کرنا چاہیے جو اس شعبہ کے بڑے سے بڑے کام سے عاجز نہ ہو اور کام کی زیادتی سے بوکھلا نہ اٹھے یاد رکھو! کہ ان منشیوں میں جو بھی

عیب ہوگا اور تم اس سے آنکھ بند رکھو گے' اس کی ذمہ داری تم پر ہوگی۔

پھر تمہیں تاجروں اور صناعوں کے خیال اور ان کے ساتھ اچھے برتاؤ کی ہدایت کی جاتی ہے اور تمہیں دوسروں کو ان کے متعلق ہدایت کرنا ہے خواہ وہ ایک جگہ رہ کر بیوپار کرنے والے ہوں یا پھیری لگا کر بیچنے والے ہوں یا جسمانی مشقت (مزدوری یا دستکاری) سے کمانے والے ہوں کیونکہ یہی لوگ منافع کا سرچشمہ اور ضروریات کے مہیا کرنے کا ذریعہ ہوتے ہیں۔ یہ لوگ ان ضروریات کو خشکیوں تریوں' میدانی علاقوں اور پہاڑوں ایسے دور افتادہ مقامات سے درآمد کرتے ہیں اور ایسی جگہوں سے کہ جہاں لوگ پہنچ نہیں سکتے اور نہ وہاں جانے کی ہمت کر سکتے ہیں۔ یہ لوگ امن پسند اور صلح جو ہوتے ہیں۔ ان سے کسی فساد اور شورش کا اندیشہ نہیں ہوتا۔ یہ لوگ تمہارے سامنے ہوں یا جہاں جہاں دوسرے شہروں میں پھیلے ہوئے ہوں تم ان کی خبر گیری کرتے رہنا۔ ہاں! اس کے ساتھ یہ بھی یاد رکھو کہ ان میں ایسے بھی ہوتے ہیں۔ جو انتہائی تنگ نظر اور بڑے کنجوس ہوتے ہیں جو نفع اندوزی کے لیے مال روک رکھتے ہیں اور اونچے نرخ معین کر لیتے ہیں۔ یہ چیز عوام کے لیے نقصان دہ' اور حکام کی بدنامی کا باعث ہوتی ہے۔ لہذا ذخیرہ اندوزی سے منع کرنا' کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے ممانعت فرمائی ہے اور خرید و فروخت صحیح ترازوؤں اور مناسب نرخوں کے ساتھ بسہولت ہونا چاہیے کہ نہ بیچنے والے کو نقصان ہو اور نہ خریدنے والے کو خسارہ ہو اس کے بعد بھی کوئی ذخیرہ اندوزی کے جرم کا مرتکب ہو تو اسے مناسب حد تک سزا دینا۔ پھر خصوصیت کے ساتھ اللہ کا خوف کرنا پسماندہ افتادہ طبقہ کے بارے میں جنکا کوئی سہارا نہیں ہوتا۔ وہ مسکینوں محتاجوں' فقیروں اور معذوروں کا طبقہ ہے ان میں کچھ تو ہاتھ پھیلا کر مانگنے والے ہوتے ہیں اور کچھ کی صورت سوال ہوتی ہے۔ اللہ کی خاطر ان بے کسوں کے بارے میں اس کے اس حق کی حفاظت کرنا جس کا اس نے تمہیں ذمہ دار بنایا ہے۔ ان کے لیے ایک حصہ بیت المال سے معین کر دینا اور ایک حصہ ہر شہر کے اس غلہ میں سے دینا جو اسلامی غنیمت کی زمینوں سے حاصل ہوا ہو' کیونکہ

اس میں دور والوں کا اتنا ہی حصہ ہے جتنا نزدیک والوں کا ہے اور تم ان سب کے حقوق کی نگہداشت کے ذمہ دار بنائے گئے ہو۔ لہٰذا تمہیں دولت کی سرمستی ان سے غافل نہ کردے کیونکہ کسی معمولی بات کو اس لئے نظر انداز نہیں کیا جائے گا کہ تم نے بہت سے اہم کاموں کو پورا کر دیا ہے۔ لہٰذا اپنی توجہ ان سے نہ ہٹانا اور نہ تکبر کے ساتھ ان کی طرف سے اپنا رخ پھیرنا اور خصوصیت کے ساتھ خبر رکھو۔ ایسے افراد کی جو تم تک پہنچ نہیں سکتے۔ جنہیں آنکھیں دیکھنے سے کراہت کرتی ہوں گی اور لوگ انہیں حقارت سے ٹھکراتے ہوں گے۔ تم ان کے لئے اپنے کسی بھروسے کے آدمی جو خوف خدا رکھنے والا متواضع ہو مقرر کر دینا کہ وہ ان کے حالات تم تک پہنچاتا رہے پھر ان کے ساتھ وہ طرز عمل اختیار کرنا جس سے کہ قیامت کے روز اللہ کے سامنے حجت پیش کر سکو کیونکہ رعیت میں دوسروں سے زیادہ یہ انصاف کے محتاج ہیں اور یوں تو سب ہی ایسے ہیں کہ تمہیں ان کے حقوق سے عہدہ برآ ہو کر اللہ کے سامنے سرخرو ہونا ہے اور دیکھو یتیموں اور سال خوردہ بوڑھوں کا خیال رکھنا، کہ جو نہ کوئی سہارا رکھتے ہیں اور نہ سوال کے لیے اٹھتے ہیں اور یہی وہ کام ہے جو حکام پر گراں گزرا کرتا ہے ہاں خدا ان لوگوں کے لیے جو عقبیٰ کے طلب گار رہتے ہیں۔ اس کی گرانیوں کو ہلکا کر دیتا ہے وہ اسے اپنی ذات پر جھیل لے جاتے ہیں اور اللہ نے جو ان سے وعدہ کیا ہے اس کی سچائی پر بھروسا رکھتے ہیں۔

اور تم اپنے وقت کا ایک حصہ حاجتمندوں کے لیے معین کر دینا جس میں سب کام چھوڑ کر انہی کے لیے مخصوص ہو جانا اور ان کے لئے عام دربار کرنا اور اس میں اپنے پیدا کرنے والے اللہ کے لئے تواضع وانکساری سے کام لینا اور فوجیوں، نگہبانوں اور پولیس والوں کو ہٹا دینا تاکہ کہنے والے بے دھڑک کہہ سکیں۔ کیونکہ میں نے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کئی موقعوں پر فرماتے سنا ہے کہ "اس قوم میں پاکیزگی نہیں آسکتی جس میں کمزوروں کو کھل کر طاقتوروں سے حق نہیں دلایا جاتا۔" پھر یہ کہ اگر ان کے تیور بگڑیں یا صاف صاف مطلب نہ کہہ سکیں، تو اسے برداشت کرنا اور تنگ دلی اور نخوت کو ان کے مقابلہ میں پاس نہ آنے دینا۔ اس کی وجہ سے اللہ تم پر اپنی رحمت کے دامنوں کو

پھیلا دے گا' اور اپنی فرماں برداری کا تمہیں ضرور اجر دے گا اور جو حسن سلوک کرنا اس طرح کہ چہرے پر شکن نہ آئے اور نہ دینا تو اچھے طریقے سے عذر خواہی کر لینا۔

پھر کچھ امور ایسے ہیں کہ جنہیں خود تم ہی کو انجام دینا چاہئیں۔ ان میں سے ایک حکام کے ان مراسلات کا جواب دینا ہے جو تمہارے منشیوں کے بس میں نہیں اور ایک لوگوں کی حاجتیں جب تمہارے سامنے پیش ہوں اور تمہارے عملہ کے ارکان ان سے جی چرائیں تو خود انہیں انجام دینا ہے۔ روز کا کام اسی روز ختم کر دیا کرو' کیونکہ ہر دن اپنے ہی کام کے لیے مخصوص ہوتا ہے اور اپنا وقت کا بہتر وافر حصہ اللہ کی عبادت کے لیے خاص کر دینا۔ اگر چہ وہ تمام کام بھی اللہ ہی کے لیے ہیں جب نیت بخیر ہو' اور ان سے رعیت کی خوش حالی ہو۔

ان مخصوص اشغال میں سے کہ جن کے ساتھ تم خلوص کے ساتھ اللہ کے لیے اپنے دینی فریضہ کو ادا کرتے ہو ان واجبات کی انجام وہی ہونا چاہیے اس کی ذات سے مخصوص ہیں تم شب و روز کے اوقات میں اپنی جسمانی طاقتوں کا کچھ حصہ اللہ کے سپرد کر دو اور جو عبادت بھی تقریب الٰہی کی غرض سے بجالانا ایسی ہو کہ نہ اس میں کوئی خلل ہو' اور نہ کوئی نقص چاہے اس میں تمہیں کتنی جسمانی زحمت اٹھانا پڑے اور دیکھو' جب لوگوں کو نماز پڑھانا تو ایسی نہیں کہ (طول دے کر) لوگوں کو بے زار کر دو' اور نہ ایسی کہ مختصر نماز برباد ہو جائے اس لیے کہ نمازیوں میں بیمار بھی ہوتے ہیں اور ایسے بھی جنہیں کوئی ضرورت در پیش ہوتی ہے۔ چنانچہ جب مجھے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یمن کی طرف روانہ کیا تو میں نے آپ سے دریافت کیا کہ انہیں نماز کس طرح پڑھاؤں تو فرمایا کہ جیسی ان میں سب سے زیادہ کمزور ناتواں کی نماز ہو سکتی ہے' اور تمہیں مومنوں کے حال پر مہربان ہونا چاہیے۔

' ں کے بعد یہ خیال رہے کہ رعایا سے عرصہ تک روپوشی اختیار نہ کرنا کیونکہ حکمرانوں کا رعایا سے چھپ کر رہنا ایک طرح کی تنگ دلی اور معاملات سے بے خبر رہنے کا سبب ہے اور یہ روپوشی انہیں بھی ان امور پر مطلع ہونے سے روکتی ہے کہ جن

سے وہ ناواقف ہیں جس کی وجہ سے بڑی چیز ان کی نگاہ میں چھوٹی اور چھوٹی چیز بڑی، اچھائی برائی اور برائی اچھائی ہو جایا کرتی ہے۔ اور حق باطل کے ساتھ مل جل جاتا ہے اور حکمران بھی آخر ایسا ہی بشر ہوتا ہے۔ جو ناواقف رہے گا ان معاملات سے جو لوگ اس سے پوشیدہ کریں، اور حق کی پیشانی پر کوئی نشان نہیں ہوا کرتے کہ جس کے ذریعے جھوٹ سے سچ کی قسموں کو الگ کر کے پہچان لیا جائے۔ اور پھر تم دو ہی طرح کے آدمی ہو سکتے ہو۔ یا تو تم ایسے ہو کہ تمہارا نفس حق کی ادائیگی کے لیے آمادہ ہے تو پھر واجب حقوق ادا کرنے اور اچھے کام کر گزرنے سے منہ چھپانے کی ضرورت کیا، اور یا تم ایسے ہو کہ لوگوں کو تم سے کورا جواب ہی ملنا ہے تو جب لوگ تمہاری عطا سے مایوس ہو جائیں گے تو خود ہی بہت جلد تم سے مانگنا چھوڑ دیں گے اور پھر یہ کہ لوگوں کی اکثر ضرورتیں ایسی ہوں گی۔ جن سے تمہاری جیب پر کوئی بار نہیں پڑتا۔ جیسے کسی کے ظلم کی شکایت یا کسی معاملہ میں انصاف کا مطالبہ۔

اس کے بعد معلوم ہونا چاہیے کہ حکام کے کچھ خواص اور سر چڑھے لوگ ہوا کرتے جن میں خود غرضی دست درازی اور بد معاملگی ہوا کرتی ہے تم کو ان حالات کے پیدا ہونے کی وجوہ ختم کر کے اس گندے مواد کو ختم کر دینا چاہیے۔ کسی ایسی زمین پر قبضہ کرنے کی جو آبپاشی یا کسی مشترکہ معاملہ میں اس کے آس پاس کے لوگوں کے لیے ضرر کی باعث ہو یوں کہ اس کا بوجھ دوسرے پر ڈال دے اس صورت میں اس کے خوش گوار مزے تو اس کے لیے ہوں گے نہ تمہارے لیے مگر اس کا بدنما دھبہ دنیا و آخرت میں تمہارے دامن پر رہ جائے گا۔

اور جس پر جو حق عائد ہوتا ہو، اس پر اس حق کو نافذ کرنا چاہیے۔ وہ تمہارا اپنا ہو یا بیگانہ ہو اور اس کے بارے میں تحمل سے کام لینا اور ثواب کے امیدوار رہنا چاہیے اس کی زد تمہارے کسی قریبی عزیز یا کسی مصاحب خاص پر کیسی ہی پڑتی ہو اور اس میں تمہاری طبیعت کو جو گرانی محسوس ہو اور اس کے اخروی نتیجہ کو پیش نظر رکھنا کہ اس کا انجام بہر حال اچھا ہوگا۔

اور اگر رعیت کو تمہارے بارے میں کبھی یہ بدگمانی ہو جائے کہ تم نے اس پر ظلم زیادتی کی ہے تو اپنے عذر کو واضح طور سے پیش کر دو، اور عذر واضح کر کے ان کے خیالات کو بدل دو اس سے تمہارے نفس کی تربیت ہوگی اور رعایا پر مہربانی ثابت ہوگی اور اس عذر آوری سے ان کو حق پر استوار کرنے کا مقصد تمہارا پورا ہوگا۔

اگر دشمن ایسی صلح کی تمہیں دعوت دے کہ جس میں اللہ رضا مندی ہو، تو اسے کبھی ٹھکرا نہ دینا۔ کیونکہ صلح میں تمہارے لشکر کے لیے آرام وراحت خود تمہارے لیے فکروں سے نجات اور شہروں کے لیے امن کا سامان ہے۔ لیکن صلح کے بعد دشمن سے چوکنا اور خوب ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے کیونکہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ دشمن قرب حاصل کرتا ہے۔ تاکہ تمہاری غفلت سے فائدہ اٹھائے لہٰذا احتیاط کو ملحوظ رکھو اور اس بارے میں حسن ظن سے کام نہ لو اور اگر اپنے اور دشمن کے درمیان کوئی معاہدہ کرو یا اسے اپنے دامن میں پناہ دو، تو پھر عہد کی پابندی کرو، وعدہ کا لحاظ رکھو۔ اور اپنے قول قرار کی حفاظت کے لیے اپنی جان کو سپر بنا دو۔ کیونکہ اللہ فرائض میں سے ایفائے عہد کی ایسی کوئی چیز نہیں کہ جس کی اہمیت پر دنیا اپنے الگ الگ نظریوں اور مختلف رایوں کے باوجود یکجہتی سے متفق ہو، اور مسلمانوں کے علاوہ مشرکوں تک نے اپنے درمیان معاہدوں کی پابندی کی ہے۔ اس لیے کہ عہد شکنی کے نتیجہ میں انہوں نے تباہیوں کا اندازہ کیا تھا لہٰذا اپنے عہد و پیمان میں غداری اور قول و قرار میں بدعہدی نہ کرنا اور اپنے دشمن پر اچانک حملہ نہ کرنا۔ کیونکہ اللہ پر جرات جاہل بد بخت کے علاوہ دوسرا نہیں کر سکتا، اور اللہ نے عہد و پیمان کی پابندی کو امن کا پیغام قرار دیا ہے کہ جسے اپنی رحمت سے بندوں میں عام کر دیا ہے، اور ایسی پناہ گاہ بنایا ہے کہ جس کے دامن حفاظت میں پناہ لیتے اور اس کے جوار میں منزل کرنے کے لیے وہ تیزی سے بڑھتے ہیں لہٰذا اس میں کوئی جعلسازی، فریب کاری اور مکاری نہ ہونا چاہیے، اور ایسا کوئی معاہدہ کرو ہی نہ، جس میں تاویلوں کی ضرورت پڑنے کا امکان ہو، اور معاہدہ کے پختہ اور طے ہو جانے کے بعد اس کے کسی مبہم لفظ کے دوسرے معنی نکال کر فائدہ اٹھانے کی کوشش نہ کرو، اور اس عہد و پیمان

خداوندی میں کسی دشواری کا محسوس ہونا تمہارے لیے اس کا باعث نہ ہونا چاہیے کہ تم اسے ناحق منسوخ کرنے کی کوشش کرو۔ کیونکہ ایسی دشواریوں کو جھیل لے جانا کہ جن سے چھٹکارے کی اور انجام بخیر ہونے کی امید ہو۔ اس بدعہدی کرنے سے بہتر ہے، جس کے برے انجام کا تمہیں خوف اور اس کا اندیشہ ہو کہ اللہ کے یہاں تم سے اس پر کوئی جوابدہی ہوگی اور اس طرح تمہاری دنیا اور آخرت دونوں کی تباہی ہوگی۔

دیکھو! ناحق خونریزوں سے دامن بچائے رکھنا کیونکہ عذاب الہٰی سے قریب اور پاداش کے لحاظ سے سخت اور نعمتوں کے سلب ہونے اور عمر کے خاتمہ کا سبب ناحق خونریزی سے زیادہ کوئی شے نہیں ہے اور قیامت کے دن اللہ سبحانہ، سب سے پہلے جو فیصلہ کرے گا، وہ انہیں خونوں کا جو بندگان خدا نے ایک دوسرے کے بہائے ہیں۔ لہٰذا ناحق خون بہا کر اپنے اقتدار کو مضبوط کرنے کی کبھی کوشش نہ کرنا کیونکہ یہ چیز اقتدار کو کمزور اور کھوکھلا کر دینے والی ہوتی ہے بلکہ اس کی بنیادوں سے ہلا کر دوسروں کو سونپ دینے والی اور جان بوجھ کر قتل کے جرم میں اللہ کے سامنے تمہارا کوئی عذر چل سکے گا، نہ میرے سامنے کیونکہ اس میں قصاص ضروری ہے اور اگر غلطی سے تم اس کے مرتکب ہو جاؤ، اور سزا دینے میں تمہارا کوڑا یا تلوار یا ہاتھ حد سے بڑھ جائے اس لیے کہ کبھی گھونسا اور اس سے بھی چھوٹی ضرب ہلاکت کا سبب ہو جایا کرتی ہے تو ایسی صورت میں اقتدار کے نشہ میں بے خود ہو کر مقتول کا خون بہا اس کے وارثوں تک پہنچانے میں کوتاہی نہ کرنا۔

اور دیکھو خود پسندی سے بچتے رہنا اور اپنی جو باتیں اچھی معلوم ہوں اور ان پر اترانا نہیں اور نہ لوگوں کے بڑھا چڑھا کر سراہنے کو پسند کرنا، کیونکہ شیطان کو جو مواقع ملا کرتے ہیں۔ ان میں یہ سب سے زیادہ اس کے نزدیک بھروسے کا ذریعہ ہے کہ وہ اس طرح نیکوکاروں کی نیکیوں پر پانی پھیر دے۔

اور رعایا کے ساتھ نیکی کر کے کبھی احسان نہ جتانا اور جو ان کے ساتھ حسن سلوک کرنا اسے زیادہ نہ سمجھنا اور ان سے وعدہ کر کے بعد میں وعدہ خلافی نہ کرنا۔ کیونکہ

احسان جتانا نیکی کو اکارت کر دینا ہے اور اپنی بھلائی کو زیادہ خیال کرنا حق کی روشنی کو ختم کر دینا ہے اور وعدہ خلافی سے اللہ بھی ناراض ہوتا ہے اور بندے بھی چنانچہ اللہ سبحانہ، خود فرماتا ہے

''خدا کے نزدیک یہ بڑی ناراضگی کی چیز ہے کہ تم جو کہو اسے کرو نہیں''

اور دیکھو! وقت سے پہلے کسی کام میں جلد بازی نہ کرنا۔ اور جب اس کا موقع آجائے تو پھر کمزوری نہ دکھانا اور جب صحیح صورت سمجھ میں نہ آئے، تو اس پر مصر نہ ہونا اور جب طریق کار واضح ہو جائے تو پھر سستی نہ کرنا مطلب یہ ہے کہ ہر چیز کو اس کی جگہ پر رکھو، اور ہر کام کو اس کے موقع پر انجام دو۔

اور دیکھو! جن چیزوں میں سب لوگوں کا حق برابر ہوتا ہے اسے اپنے لیے مخصوص نہ کر لینا اور قابل لحاظ حقوق سے غفلت نہ برتنا جو نظروں کے سامنے نمایاں ہوں کیونکہ دوسروں کے لیے یہ ذمہ داری تم پر عائد ہے۔ اور مستقبل قریب میں تمام معاملات پر سے پردہ ہٹا دیا جائے گا اور تم سے مظلوم کی داد خواہی کر لی جائے گی۔ دیکھو! غضب کی تندی، سرکشی کے جوش ہاتھ کی جنبش اور زبان کی تیزی پر ہمیشہ قابو رکھو۔ اور ان چیزوں سے بچنے کی صورت یہ ہے کہ جلد بازی سے کام نہ لو اور سزا دینے میں دیر کرو، یہاں تک کہ تمہارا غصہ کم ہو جائے اور تم اپنے اوپر قابو پالو، اور کبھی یہ بات تم اپنے نفس میں پورے طور پیدا نہیں کر سکتے جب تک اللہ کی طرف اپنی بازگشت کو یاد کرتے ہوئے زیادہ سے زیادہ ان تصورات کو قائم نہ رکھو۔

اور تمہیں لازم ہے کہ گزشتہ زمانہ کی چیزوں کو یاد رکھو خواہ کسی عادل حکومت کا طریق کار ہو، کوئی اچھا عمل درآمد ہو۔ یا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کوئی حدیث ہو، کتاب اللہ میں درج شدہ کوئی فریضہ ہو، تو ان چیزوں کی پیروی کرو، جن پر عمل کرتے ہوئے ہمیں دیکھا ہے اور ان ہدایت پر عمل کرتے رہنا جو میں نے اس عہد نامہ میں درج کی ہیں۔ ان کے ذریعہ سے میں نے اپنی حجت تم پر قائم کر دی ہے۔ تاکہ تمہارا نفس اپنی خواہشات کی طرف بڑھے تو تمہارے پاس کوئی عذر نہ ہو۔

اور میں اللہ تعالیٰ سے اس کی وسیع رحمت اور حاجات کے پورا کرنے پر عظیم قدرت کا واسطہ دے کر اس سے سوال کرتا ہوں، کہ وہ مجھے اور تمہیں اس کی توفیق بخشے جس میں اس کی رضا مندی ہے کہ ہم اللہ کے سامنے اور اس کے بندوں کے سامنے ایک کھلا ہوا عذر قائم کر کے سرخرو ہوں اور ساتھ ہی بندوں میں نیک نامی اور ملک میں اچھے اثرات اور اس کی نعمت میں فراوانی اور روز افزوں عزت کو قائم رکھیں اور یہ کہ میرا اور تمہارا خاتمہ سعادت و شہادت پر ہو، بیشک ہمیں اسی کی طرف پلٹنا ہے۔

حکمران اور رعایا

سب سے بڑا حق کہ جسے اللہ سبحانہ نے واجب کیا ہے۔ حکمران کا رعیت پر اور رعیت کا حکمران پر ہے کہ جسے اللہ نے والی و رعیت ہیں ہے ہر ایک کے لیے فریضہ بنا کر عائد کیا ہے اور اسے ان میں ربط محبت قائم کرنے اور ان کے دین کو سرفرازی بخشنے کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ چنانچہ رعیت اسی وقت خوش حال رہ سکتی ہے جب حاکم کے طور طریقے درست ہوں اور حاکم بھی اسی وقت صلاح و درستگی سے آراستہ ہو سکتا ہے۔ جب رعیت اس کے احکام کی انجام دہی کے لیے آمادہ ہو۔ جب رعیت فرماں روا کے حقوق پورے کرے اور فرمانروا رعیت کے حقوق سے عہدہ برآ ہو تو ان میں حق باوقار، دین کی راہیں استوار اور عدل و انصاف کے نشانات برقرار ہو جائیں گے اور پیغمبرؐ کی سنتیں اپنے ڈھرے پر چل نکلیں گی اور زمانہ سدھر جائے گا۔ بقائے سلطنت کے توقعات پیدا ہو جائیں گے اور دشمنوں کی حرص و طمع یاس و ناامیدی سے بدل جائے گی۔ اور جب رعیت حاکم پر مسلط ہو جائے یا حاکم رعیت پر ظلم ڈھانے لگے تو اس موقع پر ہر بات میں اختلاف ہوگا۔ ظلم کے نشانات ابھر آئیں گے۔ دین میں مفسدے بڑھ جائیں گے۔ شریعت کی راہیں متروک ہو جائیں گی۔ خواہشوں پر عمل درآمد ہوگا شریعت کے احکام ٹھکرا دیئے جائیں گے۔ نفسانی بیماری بڑھ جائیں گی اور بڑے سے بڑے حق کو ٹھکرا دینے اور بڑے سے بڑے باطل پر عمل پیرا ہونے سے بھی کوئی نہ گھبرائے گا۔ ایسے موقعہ پر نیکوکار، ذلیل اور بدکردار، عزت ہو جاتے ہیں اور بندوں پر اللہ کی عقوبتیں بڑھ جاتی ہیں۔ لہٰذا اس حق کی ادائیگی میں ایک دوسرے کو سمجھانا بجھانا اور ایک دوسرے سے بخوبی تعاون کرنا۔

نظام حکومت کے لیے ٹیکس کا تعین
ٹیکسوں کی وصولی کے لیے ہدایات

اللہ وحدہ، لاشریک کا خوف دل میں لیے ہوئے چل کھڑے ہو، اور دیکھو! کسی مسلمان کو خوفزدہ نہ کرنا اور اس (کے املاک) پر اس طرح سے نہ گزرنا کہ اسے ناگوار گزرے اور جتنا اس کے مال میں اللہ کا حق نکلتا ہو اس سے زائد نہ لینا۔ جب کسی قبیلے کی طرف جانا تو لوگوں کے گھروں میں گھسنے کے بجائے پہلے ان کے کنوؤں پر جا کر اترنا پھر سکون ووقار کے ساتھ ان کی طرف بڑھنا یہاں تک کہ جب ان میں جا کر کھڑے ہو جاؤ۔ تو ان پر سلام کرنا اور آداب وتسلیم میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھنا اس کے بعد ان سے کہنا کہ اے اللہ کے بندو! مجھے اللہ کے ولی اور اس کے خلیفہ نے تمہارے پاس بھیجا ہے۔ اگر تمہارے مال میں اللہ کا کوئی حق نکلتا ہے تو اسے وصول کروں لہذا تمہارے مال میں اللہ کا کوئی واجب الادا حق ہے کہ جسے اللہ کے ولی تک پہنچاؤ؟ اگر کوئی کہنے والا کہے کہ نہیں تو پھر اس سے دُہرا کر نہ پوچھنا اور اگر کوئی ہاں کہنے والا کہے، تو اسے ڈرائے دھمکائے یا اس پر سختی وتشدد کیے بغیر اس کے ساتھ ہو لینا اور جو سونا یا چاندی (درہم ودینار) وہ دے لے لینا اور اگر اس کے پاس گائے۔ بکری یا اونٹ ہوں تو ان کے غول میں اس کی اجازت کے بغیر داخل نہ ہونا کیونکہ ان میں زیادہ حصہ تو اسی کا ہے۔ اور جب (اجازت کے بعد) ان تک جانا تو یہ انداز اختیار نہ کرنا کہ جیسے تمہیں اس پر پورا قابو ہے اور تمہیں اس پر تشدد کرنے کا حق حاصل ہے دیکھو نہ کسی جانور

کو بھڑ کانا، نہ ڈرانا اور نہ اس کے بارے میں اپنے غلط رویہ سے مالک کو رنجیدہ کرنا۔ جتنا مال ہو اس کے دو حصے کر دینا اور مالک کو یہ اختیار دینا (کہ وہ جونسا حصہ چاہے پسند کرلے اور جب وہ ایک حصہ منتخب کرلے تو اس انتخاب پر معترض نہ ہونا، یونہی ایسا ہی کرتے رہنا یہاں تک کہ بس اتنا رہ جائے جتنے سے اس مال میں جو اللہ کا حق ہے وہ پورا ہو جائے تو اسے بس تم اپنے قبضہ میں کرلینا اور اس پر بھی اگر وہ پہلے انتخاب کو مسترد کر کے دوبارہ انتخاب کرنا چاہیے، تو اس کا موقع دو اور دونوں حصوں کو ملا کر پھر نئے سرے سے وہی کرو جس طرح پہلے کیا تھا۔ یہاں تک کہ اس کے مال سے اللہ حق لے لو۔

اور میں انہیں حکم دیتا ہوں کہ وہ لوگوں کو آزردہ نہ کریں اور نہ انہیں پریشان کریں، اور نہ ان سے اپنے عہدے کی برتری کی وجہ سے بے رحمی برتیں کیونکہ وہ دینی بھائی اور زکوۃ وصدقات کے برآمد کرنے میں معین ومددگار ہیں۔

یہ معلوم ہے کہ اس زکوۃ میں تمہارا بھی معین حصہ اور جانا پہچانا ہوا حق ہے اور اس میں بیچارے مسکین اور فاقہ کش لوگ بھی تمہارے شریک ہیں اور ہم تمہارا حق پورا پورا ادا کرتے ہیں، تو تم بھی ان کا حق پورا پورا ادا کرو۔ نہیں تو یاد رکھو کہ روز قیامت تمہارے ہی دشمن سب سے زیادہ ہوں گے، اور وائے بدبختی اس شخص کی جس کے خلاف اللہ کے حضور فریق بن کر کھڑے ہونے والے فقیر، نادار، سائل، دھتکارے ہوئے لوگ قرضدار اور (بے خرچ) مسافر ہوں۔ یاد رکھو! کہ جو شخص امانت کو بے وقعت سمجھتے ہوئے اسے ٹھکرا دے اور خیانت کی چراگاہوں میں چرتا پھرے اور اپنے کو اور اپنے دین کو اس کی آلودگی سے نہ بچائے، تو اس نے دنیا میں بھی اپنے کو ذلتوں اور خواری میں ڈالا، اور آخرت میں بھی رسوا و ذلیل ہوگا۔

(بیت المال قوم کی امانت)

ایک خائن حاکم کو انتباہ

مجھے تمہارے متعلق ایک ایسے امر کی اطلاع ملی ہے کہ اگر تم اس کے مرتکب ہوئے ہوتو تم نے اپنے پروردگار کو ناراض، اپنے امام کی نافرمانی کی، اور اپنی امانت داری کو بھی ذلیل ورسوا کیا۔

مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم نے (بیت المال کی) زمین کو صفاچٹ میدان کردیا ہے اور جو کچھ تمہارے پاؤں تلے تھا اس پر قبضہ جمالیا ہے اور جو کچھ تمہارے ہاتھوں میں تھا، اسے نوش جان کرلیا ہے تو تم ذرا اپنا حساب مجھے بھیج دو اور یقین رکھو کہ انسانوں کی حساب فہمی سے اللہ کا حساب کہیں زیادہ سخت ہوگا۔

ایک اور عامل کو لکھا۔

میں نے تمہیں اپنی امانت میں شریک کیا تھا اور تمہیں اپنا بالکل مخصوص آدمی قرار دیا تھا اور تم سے زیادہ ہمدردی مددگاری اور امانت داری کے لحاظ سے میرے قوم قبیلہ میں میرے بھروسے کا کوئی آدمی نہ تھا۔ لیکن جب تم نے دیکھا کہ زمانہ تمہارے چچازاد بھائی کے خلاف حملہ آور ہے اور دشمن بپھرا ہوا ہے۔ امانتیں لٹ رہی ہیں اور امت بے راہ اور منتشر و پراگندہ ہوچکی ہے تو تم نے بھی اپنے ابن عم سے رخ موڑ لیاہ اور ساتھ چھوڑ دینے والوں کے ساتھ تم نے بھی ساتھ چھوڑ دیا اور خیانت کرنے والوں میں داخل ہوکر تم بھی خائن ہوگئے۔ اس طرح نہ تم نے اپنے چچازاد بھائی کے ساتھ ہمدردی ہی کا خیال کیا، نہ امانت داری کے فرض کا احساس کیا۔ گویا اپنے جہاد سے تمہارا مدعا خدا کی رضامندی نہ تھا اور گویا تم اپنے پروردگار کی طرف سے کوئی روشن دلیل نہ رکھتے تھے اور اس اُمت کے ساتھ

اس کی دنیا بٹورنے کے لیے چال چل رہے تھے اور اس کا مال چھین لینے کے لئے غفلت کا موقع تاک رہے تھے چنانچہ جب امت کے مال میں بھرپور خیانت کرنے کا موقع تمہیں ملا، تو جھٹ سے دھاوا بول دیا اور جلدی سے کود پڑے اور جتنا بن پڑا اُس مال پر جو بیواؤں اور یتیموں کے لیے محفوظ رکھا گیا تھا۔ یوں جھپٹ پڑے۔ جس طرح پھرتیلا بھیڑیا زخمی اور لاچار بکری کو اچک لیتا ہے اور تم نے بڑے خوش خوش اسے حجاز روانہ کو دیا، اور اسے لے جانے میں گناہ کا احساس تمہارے لیے سدِ راہ نہ ہوا، خدا تمہارے دشمنوں کا برا کرے، گویا یہ تمہارے ماں باپ کا ترکہ تھا۔ جسے لے کر تم نے اپنے گھر والوں کی طرف روانہ کر دیا۔ اللہ اکبر! کیا تمہارا قیامت پر ایمان نہیں؟ کیا حساب کتاب کی چھان بین کا ذرا بھی ڈر نہیں؟ اے وہ شخص جسے ہم ہوشمندوں میں شمار کرتے تھے، کیونکر وہ کھانا اور پینا تمہیں خوش گوار معلوم ہوتا ہے جس کے متعلق جانتے ہو کہ حرام کھا رہے ہو اور حرام پی رہے ہو تم ان یتیموں۔ مسکینوں، مومنوں اور مجاہدوں کے مال سے جسے اللہ نے ان کا حق قرار دیا تھا اور ان کے ذریعہ سے ان شہروں کی حفاظت کی تھی، کنیزیں خریدتے ہو، اور عورتوں سے بیاہ رچاتے ہو، اب اللہ سے ڈرو اور ان لوگوں کا مال انہیں واپس کرو۔ اگر تم نے ایسا نہ کیا اور پھر اللہ نے مجھے تم پر قابو دے دیا، تو میں تمہارے بارے میں اللہ کے سامنے اپنے کو سرخرو کروں گا اور اپنی اس تلوار سے تمہیں ضرب لگاؤں گا۔ جس کا وار میں نے جس کسی پر بھی لگایا، وہ سیدھا دوزخ میں گیا۔ خدا کی قسم اگر حسنؑ و حسینؑ بھی وہ کرتے جو تم نے کیا ہے۔۔ تو میں ان سے بھی کوئی رعایت نہ کرتا اور نہ وہ مجھ سے اپنی کوئی خواہش منوا سکتے، یہاں تک کہ میں ان سے حق کو پلٹا دیتا میں رب العالمین کی قسم کھاتا ہوں کہ میرے لیے یہ کوئی دل خوش کن بات نہ تھی کہ وہ مال جو تم نے ہتھیا لیا، میرے لیے حلال ہوتا، اور میں اسے بعد والوں کے لئے بطور ترکہ چھوڑ جاتا، ذرا سنبھلو اور سمجھو کہ تم عمر کی آخری حد تک پہنچ چکے ہو اور مٹی کے نیچے سونپ دیئے گئے ہو، اور تمہارے تمام اعمال تمہارے سامنے پیش ہیں، اس مقام پر کہ جہاں ظالم وا حسرتا کی صدا بلند کرتا ہوگا، اور عمر کو برباد کرنے والے دنیا کی طرف پلٹنے کی آرزو کر رہے ہوں گے۔ حالانکہ اب گریز کا کوئی موقع نہ ہوگا۔

عالم اور منصف کے لیے

تمام لوگوں میں سب سے زیادہ خدا کے نزدیک مبغوض دو شخص ہیں ایک وہ جسے اللہ نے اس کے نفس کے حوالے کر دیا ہو، یعنی اس کی بداعمالیوں کی وجہ سے اپنی توفیق سلب کر لی ہو جس کے بعد وہ سیدھی راہ سے ہٹا ہوا بدعت کی باتوں پر فریفتہ اور گمراہی کی تبلیغ پر ڈٹا ہوا ہے وہ اپنے ہوا خواہوں کے لیے فتنہ اور سابقہ لوگوں کی ہدایت سے برگشتہ ہے وہ تمام ان لوگوں کیلئے جو اس کی زندگی میں یا اس کی موت کے بعد اس کی پیروی کریں گمراہ کرنے والا ہے۔ وہ دوسروں کے گناہوں کا بوجھ اٹھائے ہوئے اور خود اپنی خطاؤں میں جکڑا ہوا ہے اور دوسرا وہ شخص ہے جس نے جہالت کی باتوں کو ادھر ادھر سے بٹور لیا ہے۔ وہ امت کے جاہل افراد میں دوڑ دھوپ کرتا ہے اور فتنوں کی تاریکیوں میں غافل و مدہوش پڑا رہتا ہے اور امن آشتی کے فائدوں سے آنکھیں بند کر لیتا ہے چند انسانی شکل و صورت سے ملتے جلتے لوگوں نے اسے عالم کا لقب دے رکھا ہے حالانکہ وہ عالم نہیں وہ ایسی باتوں کو سمجھنے کے لیے منہ اندھیرے نکل پڑتا ہے جن کا نہ ہونا ہونے سے بہتر ہے یہاں تک کہ وہ جب اس گندے پانی سے سیراب ہو لیتا ہے اور لایعنی باتوں کو جمع کر لیتا ہے تو لوگوں میں قاضی بن کر بیٹھ جاتا ہے اور دوسروں میں مشتبہ رہنے والے مسائل کے حل کرنے کا ذمہ لے لیتا ہے اگر کوئی الجھا ہوا مسئلہ اس کے سامنے پیش ہوتا ہے تو اپنی رائے سے اس کے لیے بھرتی کی فرسودہ دلیلیں مہیا کر لیتا ہے اور پھر اس پر یقین بھی کر لیتا ہے۔ اس طرح وہ شبہات کے الجھاؤ میں پھنسا ہوا ہے۔ جس طرح مکڑی خود ہی اپنے جالے کے اندر۔ وہ خود یہ نہیں جانتا کہ اس نے صحیح

حکم دیا ہے یا غلط۔ اگر صحیح بات بھی کہی ہو، تو اسے یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ کہیں غلط نہ ہو۔ اور غلط جواب ہو تو اسے یہ توقع رہتی ہے کہ شاید یہی صحیح ہو، وہ جہالتوں پر میں بھٹکنے والا جاہل اور اپنی نظر کے دھندلاپن کے ساتھ تاریکیوں میں بھٹکنے والی سواریوں پر سوار ہے۔ نہ اس نے حقیقت علم کو پرکھا، نہ اس کی تہہ تک پہنچا۔ وہ روایات کو اس طرح درہم وبرہم کرتا ہے جس طرح ہوا سوکھے ہوئے تنکوں کو۔ خدا کی قسم! وہ ان مسائل کے حل کرنے کا اہل نہیں جو اس سے پوچھے جاتے ہیں۔ اور نہ اس منصب کے قابل ہے جو اسے سپرد کیا گیا ہے۔ جس چیز کو وہ نہیں جانتا اس چیز کو وہ کوئی قابل اعتنا علم ہی نہیں قرار دیتا اور جہاں تک وہ پہنچ سکتا ہے۔ اس کے آگے یہ سمجھتا ہی نہیں کہ کوئی دوسرا پہنچ سکتا ہے اور جو بات اس کی سمجھ میں نہیں آتی اسے پی جاتا ہے، کیونکہ وہ اپنی جہالت کو خود جانتا ہے۔ (ناحق بہائے ہوئے) خون اس کے ناروا فیصلوں کی وجہ سے چیخ رہے ہیں اور غیر مستحق افراد کو پہنچی ہوئی میراثیں چلا رہی ہیں۔ اللہ ہی سے شکوہ ہے ان لوگوں کا جو جہالت میں جیتے ہیں اور گمراہی میں مرجاتے ہیں۔ ان میں قرآن سے زیادہ کوئی بے قیمت چیز نہیں جب کہ اسے اس طرح پیش کیا جائے جیسا پیش کرنے کا حق ہے اور اس قرآن سے زیادہ ان میں کوئی مقبول اور قیمتی چیز نہیں۔ اس وقت جب کہ اس کی آیتوں کا بے محل استعمال کیا جائے۔ ان کے نزدیک نیکی سے زیادہ کوئی برائی اور برائی سے زیادہ کوئی نیکی نہیں۔

سرکاری اہل کاروں کی عام دعوتوں میں شرکت پر پابندی

(اقتباس)

جب حضرت کو یہ خبر پہنچی کہ والی بصرہ عثمان ابن حنیف کو وہاں لوگوں نے کھانے کی دعوت دی ہے اور وہ اس میں شریک ہوئے ہیں تو انہیں تحریر فرمایا۔

اے ابن حنیف! مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ بصرہ کے جوانوں میں سے ایک شخص نے تمہیں کھانے پر بلایا اور تم لپک کر پہنچ گئے کہ رنگارنگ کے عمدہ عمدہ کھانے تمہارے لیے چن چن کرلائے جارہے تھے، اور بڑے بڑے پیالے تمہاری طرف بڑھائے جارہے تھے مجھے امید نہ تھی کہ تم ان لوگوں کی دعوت قبول کرلو گے جن کے یہاں فقیر و نادار دھتکارے گئے ہوں اور دولت مند مدعو ہوں، جو لقمے چباتے ہو، انہیں دیکھ لیا کرو، اور جس کے متعلق شبہ بھی ہو اسے چھوڑ دیا کرو اور جس کے پاک و پاکیزہ طریق سے حاصل ہونے کا یقین ہو اس میں سے کھاؤ۔

خوشا نصیب اس شخص کے کہ جس نے اللہ کے فرائض کو پورا کیا۔ سختی اور مصیبت میں صبر کیے پڑا رہا، راتوں کو اپنی آنکھوں کو بیدار رکھا اور جب نیند کا غلبہ ہوا، تو ہاتھ کو تکیہ بنا کر ان لوگوں کے ساتھ فرش خاک پر پڑ رہا کہ جن کی آنکھیں خوف حشر سے بیدار، پہلو بچھونوں سے الگ اور ہونٹ یاد خدا میں زمزمہ سنج رہتے ہیں، اور کثرت استغفار سے جن کے گناہ چھٹ گئے ہیں۔ یہی اللہ کا گروہ ہے۔ اور بیشک اللہ کا گروہ کامران ہونے والا ہے

اے ابن حنیف! اللہ سے ڈرو، اور اپنی ہی روٹیوں پر قناعت کرو، کہ جہنم کی آگ سے چھٹکارا پاسکو۔

وڈیروں اور سرداروں کے لیے

دیکھو! اپنے ان سرداروں اور بڑوں کا اتباع کرنے سے ڈرو کہ جو اپنی جاہ وحشمت پر اکڑتے اور اپنے نسب کی بلندیوں پر غرور کرتے ہوں اور بدنما چیزوں کو اللہ کے سر ڈال دیتے ہوں اور اس کی قضاوقدر سے ٹکر لینے اور اس کی نعمتوں پر غلبہ پانے کے لیے اس کے احسانات سے یکسر انکار کردیتے ہوں۔ یہی لوگ تو عصبیت کی عمارت کی گہری بنیاد، فتنہ کے کاخ وایوانوں کے ستون اور جاہلیت کے نسبی تفاخر کی تلواریں ہیں، لہذا اللہ سے ڈرو، اور اس کی دی ہوئی نعمتوں کے دشمن نہ بنو۔

حاکم وقت

(اے لوگو!) تمہیں یہ معلوم ہے کہ ناموس، خون، مال غنیمت (نفاذ) احکام اور مسلمانوں کی پیشوائی کے لیے کسی طرح مناسب نہیں کہ کوئی بخیل حاکم ہو۔ کیونکہ اس کا دانت مسلمانوں کے مال پر لگا رہے گا اور نہ کوئی جاہل کہ وہ انہیں اپنی جہالت کی وجہ سے گمراہ کرے گا اور نہ کوئی کج خلق کہ وہ تند مزاجی سے چرکے لگاتا رہے گا اور نہ کوئی مال ودولت میں بے راہ روی کرنے والا کہ وہ کچھ لوگوں کو دے گا اور کچھ محروم کردے گا اور نہ فیصلہ کرنے میں رشوت لینے والا کہ وہ دوسروں کے حقوق کو رائیگاں کردے گا اور انہیں انجام تک نہ پہنچائے گا اور نہ کوئی سنت کو بیکار کردینے والا کہ وہ اُمت کو تباہ برباد کردے گا۔

یوم حساب

وہ ایسا دن ہوگا کہ اللہ حساب کی چھان بین اور عملوں کی جزاء کے لئے سب

اگلے پچھلوں کو جمع کرے گا۔ وہ خضوع کی حالت میں اس کے سامنے کھڑے ہوں گے۔ پسینہ منہ تک پہنچ کر ان کے منہ میں لگام ڈال دے گا۔ زمین ان لوگوں سمت لرزتی اور تھرتھراتی ہو گی۔ اس وقت سب سے بڑا خوش حال وہ ہو گا جسے اپنے دونوں قدم ٹکانے کی جگہ اور سانس لینے کو کھلی فضامل جائے۔

جہاد

جہاد جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے جسے اللہ نے اپنے خاص دوستوں کے لیے کھولا ہے۔ یہ پرہیزگاری کا لباس اللہ کی محکم زرہ اور مضبوط سپر ہے جو اس سے پہلو بچاتے ہوئے اسے چھوڑ دیتا ہے۔ خدا اسے ذلت وخواری کا لباس پہنا اور مصیبت و ابتلا کی ردا اوڑھا دیتا ہے اور ذلتوں اور خواریوں کے ساتھ ٹھکرا دیتا ہے۔ اور مدہوشی وغفلت کا پردہ اس کے دل پر چھا جاتا ہے اور جہاد کو ضائع و برباد کرنے سے حق اس کے ہاتھ سے لے لیا جاتا ہے۔ ذلت اسے سہنا پڑتی ہے اور انصاف اس سے روک لیا جاتا ہے۔

حکومت اور حاکمیت

اور ہاں بیشک حکم اللہ ہی کے لیے مخصوص ہے۔ مگر یہ لوگ تو یہ کہنا چاہتے ہیں کہ حکومت بھی اللہ کے علاوہ کسی کی نہیں ہو سکتی۔ حالانکہ لوگوں کے لیے ایک حاکم کا ہونا ضروری ہے خواہ وہ اچھا ہو یا برا (اگر اچھا ہو گا تو) کافر اس عہد میں لذائذ سے بہرہ اندوز ہو گا۔ اور اللہ اس نظام حکومت میں ہر چیز کو اس کی آخری حدوں تک پہنچا دے گا۔ اسی حاکم کی وجہ سے مال (خراج وغنیمت) جمع ہوتا ہے، دشمن سے لڑا جاتا ہے، راستے پر امن رہتے ہیں، اور قوی سے کمزور کا حق دلایا جاتا ہے، یہاں تک کہ نیک حاکم (مر کر یا معزول ہو کر) راحت پائے، اور برے حاکم کے مرنے یا معزول ہونے سے دوسروں کو راحت پہنچے

بہترین جنگی حکمت عملی

دشمن کی طرف بھیجے ہوئے ایک لشکر کو یہ ہدائتیں فرمائیں۔

جب تم دشمن کی طرف بڑھو یا دشمن تمہاری طرف بڑھے تو تمہارا پڑاؤ ٹیلوں کے آگے یا پہاڑ کے دامن میں یا نہروں کے موڑ میں ہونا چاہیے تا کہ یہ چیز تمہارے لیے پشت پناہی اور روک کا کام دے، اور جنگ بس ایک طرف یا (زائد سے زائد دوطرف سے ہو) اور پہاڑوں کی چوٹیوں اور ٹیلوں کی بلند سطحوں پر دیدبانوں کو بٹھا دو تا کہ دشمن کسی کھٹکے کی جگہ سے یا اطمینان والی جگہ سے (اچانک) نہ آپڑے اور اس بات کو جانے رہو کہ فوج کا ہراول دستہ فوج کا خبررسان ہوتا ہے، اور ہراول دستے کو اطلاعات ان مخبروں سے حاصل ہوتی ہیں (جو آگے بڑھ کر سراغ لگاتے ہیں) دیکھو تتر بتر ہونے سے بچے رہو، اترو تو ایک ساتھ اترو، اور کوچ کرو تو ایک ساتھ کرو، اور جب رات تم پر چھا جائے، تو نیزوں کو (اپنے گرد) گاڑ کر ایک دائرہ سا بنالو، اور صرف اونگھ لینے اور ایک آدھ جھپکی لے لینے کے سوا نیند کا مزہ نہ چکھو۔

غیبت

جن لوگوں کا دامن خطاؤں سے پاک صاف اور بفضل الٰہی گناہوں سے محفوظ ہیں۔ انہیں چاہیے کہ وہ گنہگاروں اور خطا کاروں پر رحم کریں اور اس چیز کا شکر ہی (کہ اللہ نے انہیں گناہوں سے بچائے رکھا ہے) ان پر غالب اور دوسروں کے عیب اچھالنے سے مانع رہے چہ جائیکہ وہ عیب لگانے والا اپنے کسی بھائی کی پیٹھ پیچھے برائی کرے اور اس کے عیب بیان کر کے طعن وتشنیع کرے یہ آخر خدا کی اس پردہ پوشی کو کیوں نہیں یاد کرتا جو اس نے خود اس کے ایسے گناہوں پر کی ہے جو اس گناہ سے بھی جس کی وہ غیبت کر رہا ہے برے تھے اور کیونکر ایسے گناہ کے بنا پر اس کی برائی کرتا ہے

جب کہ خود بھی ویسے ہی گناہ کا مرتکب ہو چکا ہے اگر بعینہ ویسا گناہ نہیں بھی کیا تو ایسے گناہ کئے ہیں کہ جو اس سے بھی بڑھ چڑھ کر تھے۔ خدا کی قسم! اگر اس نے گناہ کبیرہ نہیں بھی کیا تھا اور صرف صغیرہ کا مرتکب ہوا تھا۔ تب بھی اس کا لوگوں کے عیوب بیان کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔

اے خدا کے بندے جھٹ سے کسی پر گناہ کا عیب نہ لگا، شاید اللہ نے وہ بخش دیا ہو، اور اپنے کسی چھوٹے (سے چھوٹے) گناہ کے لیے بھی اطمینان نہ کرنا شاید کہ اس پر تجھے عذاب ہو۔ لہذا تم میں سے جو شخص بھی کسی دوسرے کے عیوب جانتا ہو۔ اسے ان کے اظہار سے باز رہنا چاہیے اس علم کی وجہ سے جو خود اسے اپنے گناہوں کے متعلق ہے اور اس امر کا شکر کہ اللہ نے اسے ان چیزوں سے محفوظ رکھا ہے۔ کہ جن میں دوسرے مبتلا ہیں کسی اور طرف اسے متوجہ نہ ہونے دے؟

اقوال زریں

← مخالفت کرنیوالے کو بدلہ میں اپنا ہمنوا بناؤ۔ اسے خواب غفلت سے اپنے چونکنے کا ذریعہ بناؤ۔

← جسے تقویٰ نے بلندی بخشی ہو اس کو پست نہ سمجھو اور جسے دنیا نے اوج ورفعت پر پہنچایا ہو اسے بلند مرتبہ نہ خیال کرو۔

← دنیا جھلک دکھا کر منہ موڑ لینے والی چنڈال اور منہ زور اڑیل اور جھوٹی بڑی خائن اور ہٹ دھرم ناشکری ہے۔

← ان سرداروں اور بڑوں کا اتباع کرنے سے ڈرو جو اپنی جاہ وحشمت پر اکڑتے اور اپنے نسب کی بلندیوں پر غرہ کرتے ہیں۔

← ہر غداری گناہ اور ہر گناہ اللہ کی نافرمانی ہے۔

← دنیا گزرگاہ اور آخرت جائے قرار ہے۔

← جب ذہن رک جائے تو کلام ساتھ نہیں دیتا لیکن جب معلومات میں وسعت ہو تو کلام زبان کو رکنے کی مہلت نہیں دیتا۔

← دشمن کے اتنے قریب نہ پہنچ جاؤ کہ جیسے کوئی جنگ چھیڑنا ہی چاہتا ہے نہ اتنے دور ہٹ کر رہو جیسے کوئی لڑائی سے خوفزدہ ہو۔

← آوازوں کو دباؤ کہ اس سے بوداپن قریب نہیں پھٹکتا۔

← کمسن کا دل اس زمین کی طرح ہوتا ہے جس میں جو بیج ڈالا جائے اسے قبول کر لیتی ہے۔

← طلب میں نرم رفتاری اور کسب معاش میں میانہ روی سے کام لو۔

← پردیسی وہ ہے جس کا کوئی دوست نہ ہو۔

← جاہل سے تعلق توڑنا عقل مند سے رشتہ جوڑنے کے برابر ہے۔

← حکومت بدلتی ہے تو زمانہ بدل جاتا ہے۔

← عورت کو اس کے ذاتی امور کے علاوہ دوسرے اختیارات نہ سونپو کیونکہ وہ ایک پھول ہے۔

← بے محل بدگمانی اور شبہ کا اظہار نہ کرو کہ اس سے نیک چلن اور پاک باز عورت بھی بے راہی اور بدکرداری کی راہ دیکھ لیتی ہے۔

← عورتوں کی رائے کمزور اور ارادہ سست ہوتا ہے۔

← جو شخص اپنے کو بہت پسند کرتا ہے وہ دوسروں کو ناپسند ہو جاتا ہے۔

← غربت مرد زیرک ودانا کی زبان کو دلائل کی قوت دکھانے سے عاجز بنا دیتی ہے۔

← مفلس اپنے شہر میں بھی غریب الوطن ہوتا۔

← عقل مند کا سینہ اس کے بھیدوں کا مخزن ہوتا ہے۔

← لوگوں میں درماندہ وہ ہے جو اپنی عمر میں اپنے لیے کچھ بھی حاصل نہ کر سکے اور اس سے بھی زیادہ وہ ہے جو اسے پا کر کھو دے۔

← جسے قریبی چھوڑ دیں اسے بیگانے مل جائیں گے۔

← جسے اس کے اعمال پیچھے ہٹا دیں اسے حسب ونسب آگے نہیں بڑھا سکتا۔

← بھوکے شریف اور پیٹ بھرے کمینے کے حملہ سے ڈرتے رہو۔

← کبھی کبھی دوا بیماری اور بیماری دوا بن جاتی ہے۔

← لوگوں کے دل صحرائی جانور ہیں جو ان کو سدھائے گا اس کی طرف جھکیں گے۔

← عقل سے بڑھ کر کوئی ثروت نہیں اور جہالت سے بڑھ کر کوئی کم مائیگی نہیں۔

← جو برائیوں سے خوف دلائے وہ تمہارے لیے مژدہ سنانے والے کے مانند

ہے۔

← عورت ایک ایسا بچھو ہے جس کے لپٹنے میں بھی مزہ آتا ہے۔

← عفت فقر کا زیور اور شکر دولت مندی کی زینت ہے۔

← جب عقل بڑھتی ہے تو باتیں کم ہو جاتی ہیں۔

← زمانہ جسموں کو کہنہ اور آرزوؤں کو تروتازہ کرتا ہے۔

← جو لوگوں کا پیشوا بنتا ہے اسے دوسروں کو تعلیم دینے سے پہلے خود کو تعلیم دینا چاہیے۔

← ہر شخص کی قیمت وہ ہنر جو اس شخص میں ہے۔

← بدن کی طرح دل بھی اکتا جاتے ہیں لہذا جب ایسا ہو تو ان کیلئے حکیمانہ نکات تلاش کرو۔

← یقین کی حالت میں سونا شک کی حالت میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔

← علم کے نقل کرنے والے تو بہت ہیں اور اس میں غور فکر کرنے والے کم ہیں۔

← تدبیر سے بڑھ کر کوئی عقل کی بات نہیں۔

← دنیا کی مثال سانپ کی سی ہے کہ جو چھونے میں نرم معلوم ہوتا لیکن اس کے اندر زہریلا پن بھرا ہوتا ہے۔

← جسے عوض کے ملنے یقین ہو وہ عطیہ دینے میں دریا دلی دکھاتا ہے۔

← دنیا احمقوں کا دھوکا ہے۔

← قناعت سب سے خوشگوار زندگی ہے۔

← میل محبت پیدا کرنا عقل کا نصف حصہ ہے۔

← مال اکٹھا کرنے والے زندہ ہونے کے باوجود مردہ ہوتے ہیں اور علم حاصل کرنے والے رہتی دنیا تک باقی رہتے ہیں بے شک انکے اجسام نظروں سے اوجھل ہو جاتے ہیں۔

← جو اقتدار حاصل کر لیتا ہے جانبداری کرنے ہی لگتا ہے۔

← فقیری سب سے بڑی موت ہے۔
← جو خودرائی سے کام لے گا تباہ و برباد ہوگا۔ اور جو دوسروں سے مشورہ لے گا وہ ان کی عقلوں میں شریک ہوجائے گا۔
← جو شخص مختلف رایوں کا سامنا کرتا ہے وہ خطاولغزش کے مقامات کو پہچان لیتا ہے۔
← سربرآوردہ ہونے کا ذریعہ سینہ کی وسعت ہے۔
← دل کو مجبور کر کے اسے کام پر لگایا جائے تو اسے کچھ بجھائی نہیں دیتا۔
← ہر ظرف اس سے کہ جو اس میں رکھا جائے تنگ ہوتا جاتا ہے مگر علم کا ظرف وسیع ہوتا جاتا ہے۔
← جو منصب پالیتا ہے دست درازی کرنے لگتا ہے۔
← مخالفت صحیح رائے کو برباد کر دیتی ہے۔
← اکثر عقلوں کا ٹھوکر کھا کر گرنا طمع وحرص کی بجلیاں چمکنے پر ہوتا ہے۔
← زیادہ خاموشی رعب وہیبت کا باعث ہوتی ہے۔
← دوسرں کا بوجھ بٹانے سے لازماً سرداری حاصل ہوتی ہے۔
← عورتوں کی بہترین خصلتیں وہ ہیں جو مردوں کی بدترین صفتیں ہیں۔
← گھر میں عصبی پتھر کا لگانا اس کی ضمانت ہے کہ وہ تباہ ہی ہوگا۔
← جب ایک سوال کے جوابات کی بہتات ہو جائے صحیح بات چھپ جایا کرتی ہے۔
← شکم سیری بیماری کو بڑھا دیتی ہے۔
← جو تم سے حسن ظن رکھے اس کے گمان کو سچا ثابت کرو۔
← میں نے اپنے رب کو پہچانا۔ ارادوں کے ٹوٹ جانے نیتوں کے بدل جانے اور ہمتوں کے پست ہوجانے سے۔
← غصہ ایک قسم کی دیوانگی ہے۔

← حسد کی کمی بدن کی تندرستی کا سبب ہے۔
← جہاں تک ہو سکے عورتوں سے حازب رہو۔
← حکماء کا کلام صحیح ہو تو دوا اور غلط ہو تو سراسر مرض ہے۔
← کلام پھڑ کے ہوئے شکار کی مانند ہوتا ہے ایک کی گرفت میں آجاتا ہے اور دوسرے کے ہاتھ سے نکل جاتا ہے۔
← اپنے دوست سے بس ایک حد تک محبت کرو کیونکہ شائید وہ کسی دن تمہارا دشمن بن جائے اور دشمن کی دشمنی ایک حد میں رکھو ہو سکتا ہے کسی دن وہ تمہارا دوست ہو جائے۔
← اپنے علم کو جعلی اور اپنے یقین کو شک نہ بناؤ۔ جب جان لیا تو عمل کرو اور جب یقین پیدا ہو گیا تو آگے بڑھو۔
← طمع گھاٹ پر اتارتی ہے مگر سیراب کئے بغیر ہی پلٹا دیتی ہے۔
← اللہ جس بندے کو ذیل کرنا چاہتا ہے اسے علم ودانش سے محروم کر دیتا ہے۔
← تھوڑی سی چیز حاصل کرنا پورے کو چھوڑ دینے سے بہتر ہے۔
← تمہارا قاصد تمہاری عقل کا ترجمان ہے اور تمہاری طرف سے کامیاب ترجمانی کرنے والا تمہارا خط ہے۔
← لوگ اسی دنیا کی اولاد ہیں اور کسی شخص کو اپنی کی ماں کی محبت پر لعنت ملامت نہیں کی جاسکتی۔
← نفاق اور کفر ایک ہی بطن سے پیدا ہوئے ہیں
← آنکھوں کا دیکھنا حقیقت میں دیکھنا نہیں کیونکہ آنکھیں اپنے اشخاص سے غلط بیانی بھی کر جاتی ہیں لیکن عقل اس شخص کو جو اس سے نصیحت چاہے کبھی فریب نہیں دیتی۔
← غیرت مند کبھی زنا نہیں کرتا۔
← جدھر سے پتھر آئے اسے ادھر ہی پلٹا دو۔

← وہ جاہل جو سیکھنا چاہتا ہے مثل عالم کے ہے اور وہ عالم جو الجھنا چاہتا ہے مثل جاہل کے ہے۔

← وہ عمر جس کے بعد اللہ تعالیٰ آدمی کے عذر قبول نہیں کرتا ساٹھ برس کی ہے۔

← حکام اللہ کی سرزمین پر اس کے پاسبان ہیں۔

← ہر شخص کے مال میں دو حصہ دار ہوتے ہیں ایک وارث، دوسرے حوادث۔

← گناہ تک رسائی کا نہ ہونا بھی ایک صورت پاکدامنی کی ہے۔

← اپنی زبان کی اس طرح حفاظت کرو جس طرح اپنے سونے چاندی کی کرتے ہو۔

← بات کرو تاکہ پہنچانے جاؤ۔

← بہت سے کلمے حملہ سے زیادہ اثر ونفوذ رکھتے ہیں۔

← بہترین خوشبو مشک ہے جس کا ظرف ہلکا اور مہک عطر بار ہے۔

← دل آنکھوں کا صحیفہ ہے۔

← علم وتحمل ایک پورا قبیلہ ہے۔

← علم وتحمل ڈھانکنے والا پردہ اور عقل کاٹنے والی تلوار ہے۔

← عدل تمام امور کو ان کے موقع محل پر رکھتا ہے اور سخاوت ان کو ان کی حدوں سے باہر کر دیتی ہے۔

← لوگ جس چیز کو نہیں جانتے اس کے دشمن ہوتے ہیں۔

← حکومت لوگوں کیلئے آزمائش کا میدان ہے۔

← ادب عقل کی صورت گری ہے۔

← حلم کمینے کے منہ کو بند کر دیتا ہے۔

← نتیجہ کے بارے میں فکر ناخوشگوار حوادث سے بچاتی ہے۔

← بہترین شہر وہ ہے جو تمہارا بوجھ اٹھائے۔

← دو ایسے طلبگار ہیں جو کہ سیر نہیں ہوتے ایک طالب علم اور دوسرا طلبگار دنیا۔

← کمزور کا یہی زور چلتا ہے کہ وہ پیٹھ پیچھے برائی کرے۔

← نجات اس کیلئے ہے جو اپنے آپ کو جنگ میں جھونک دے اور جو سوچتا ہی رہ جائے اس کیلئے ہلاکت وتباہی ہے۔

← آنکھیں جھکائے رکھو کہ اس سے حوصلہ مضبوط رہتا ہے۔

← آوازوں کو بلند نہ کرو کہ اس سے بزدلی دور رہتی ہے۔

← ہر شے سے آدمی سیر ہو جاتا ہے اور اکتا جاتا ہے سوائے زندگی کے۔

← جب تک کوئی کہنہ وفرسودہ نہ ہو جائے دوسری نئی چیز حاصل نہیں ہوتی۔

← امور سلطنت میں حاکم کی حیثیت وہی ہوتی ہے جو مہروں میں ڈورے کی جو انہیں سمیٹ کر رکھتا ہے۔

← حاکم کی حیثیت ایک محور کی ہوتی ہے جس کے اردگرد نظام مملکت گھومتا ہے۔

← فتنے ہمیشہ چھپے ہوئے راستوں سے ظاہر ہوا کرتے ہیں۔

← ایک نظیر دوسری نظیر کی دلیل ہوا کرتی ہے۔

← بلاشبہ چوپاؤں کا مقصد پیٹ بھرنا، درندوں کا مقصد حملہ آور ہونا اور عورتوں کا مقصد اس پست دنیا کو بنانا سنوارنا اور فتنے اٹھانا ہی ہوتا ہے۔

← جو شخص اپنے نفس کو سنوارنے کی بجائے اور چیزوں میں پڑ جاتا ہے وہ تیرگیوں میں سرگرداں اور ہلاکتوں میں پھنسا رہتا ہے۔

← تقویٰ ہی وہ چیز ہے کہ جس سے گناہوں کا ڈنک کاٹا جا سکتا ہے۔

← تقویٰ ایک مضبوط قلعہ اور فسق و فجور ایک کمزور چار دیواری ہے جو اپنے رہنے والوں سے تباہیوں کو روک سکتی ہے اور نہ ان کی حفاظت کر سکتی ہے۔

← صبح کے وقت ہی لوگوں کو رات کے چلنے کی قدر ہوتی ہے۔

← مومن کی زبان اس کے دل کے پیچھے ہے۔

← انسان کو چاہیے کہ وہ اپنی زبان کو قابو میں رکھے اس لیے کہ یہ اپنے مالک سے منہ زوری کرنے والی ہے۔

← بھلائی کو دیکھو تو اسے تقویت پہنچاؤ برائی کو دیکھو تو اس سے دامن بچا کر چل دو۔
← دین خدا میں رنگ بدلنے سے بچو۔
← اس دنیا میں رہتے ہوئے اتنا توشہ آخرت لے لو جس کے ذریعے کل اپنے نفسوں کو بچا سکو۔
← امیدیں فریب دینے والی ہیں اور ان پر شیطان چھایا ہوا ہے۔
← علم نجوم کا سیکھنا کہانت اور غیبت گوئی کی طرف لے جاتا ہے۔
← مفید عبرتوں سے پند و نصیحت اور کھلی ہوئی دلیلوں سے عبرت حاصل کرو۔
← امیدیں باندھنے والا فریب خوردہ ہے۔
← آرزوئیں عقل پر سہو کا اور یاد الٰہی پر نسیان کا پردہ ڈال دیتی ہے۔
← تھوڑا سا ریا بھی شرک ہے۔
← ہوس پرستوں کی مصاحبت ایمان فراموشی کی منزل اور شیطان کی آمد کا مقام ہے۔
← جو باتیں تم نہیں جانتے ان کے متعلق زبان سے کچھ نہ نکالو۔
← جس چیز کی گہرائیوں تک نگاہ نہ پہنچ سکے اور فکر کی جولانیاں عاجز رہیں اس میں اپنی رائے کو کارفرمانہ کرو۔
← ہر صاحب دل عاقل نہیں ہوتا، اور نہ ہر کان والا گوش شنوا اور نہ ہر آنکھ والا چشم بینا رکھتا ہے۔
← ذخیرہ اندوزی فاجروں کی فطرت ہے
← چہرے کی تازگی دوستوں کا انس ہے
← سچائی سب سے کامیاب راہ ہے
← عالم وہ ہے جو اپنا مرتبہ شناس ہو۔
← ہر شمار میں آنے والی چیز ختم ہو جایا کرتی ہے۔

← مخفی طور پر خیرات کرنا گناہوں کا کفارہ اور کھلم کھلا خیرات کرنا بری موت سے بچاتا ہے۔

← وہ عالم جو اپنے علم کے مطابق عمل نہیں کرتا اس سرگرداں جاہل کی مانند ہے جو جہالت کی سرگرمیوں سے ہوش میں نہیں آتا۔

← دنیا جھوٹی امیدوں سے سجی اور دھوکے فریب سے بنی سنوری ہوتی ہے۔

← گناہ ان سرکش گھوڑوں کی مانند ہیں جن پر ان کے سواروں کو سوار کر دیا گیا ہو اور باگیں بھی اتار دی گئی ہوں، اور وہ لے جا کہ انہیں دوزخ میں پھاند پڑیں۔

← دائیں بائیں گمراہی کی راہیں ہیں درمیانی راستہ ہی صراط مستقیم ہے اس راستہ پر اللہ کی ہمیشہ رہنے والی کتاب اور نبوت کے آثار ہیں۔

← انسان کی جہالت اس سے بڑھ کر اور کیا ہو گی کہ وہ اپنی قدر و قیمت کو نہ پہچانے۔

← ہلکے پھلکے رہو تا کہ آگے بڑھنے والوں کو پا سکو۔

← اس کے رائے ہی کیا جس کی بات نہ مانی جائے۔

← آج کا دن تیاری کا ہے اور کل دوڑ کا ہوگا۔

← اپنے قبل کے لوگوں سے عبرت حاصل کرو اور اس سے قبل کہ تمہارے حالات سے بعد والے عبرت حاصل کریں۔

← مہربان، باخبر اور تجربہ کار ناصح کی مخالفت کا ثمرہ حسرت اور ندامت ہوتا ہے۔

← شبہ کو شبہ اس لیے کہا جاتا ہے کہ وہ حق سے شباہت رکھتا ہے۔

← موت وہ چیز ہے کہ ڈرنے والا اس سے چھٹکارا نہیں پا سکتا اور ہمیشہ کی زندگی چاہنے والا ہمیشہ کی زندگی حاصل نہیں کر سکا۔

← حکومت نیک ہو تو اس میں متقی و پرہیزگار اچھے عمل کرتا ہے اور بری حکومت ہو تو اس میں بدبخت لوگ جی بھر کر لطف اندوز ہوتے ہیں۔

← خواہشوں کی پیروی حق سے روک دیتی ہے اور امیدوں کا پھیلاؤ آخرت کو بھلا دیتا ہے۔

← آج عمل کا دن ہے لیکن حساب نہیں ہے کل حساب کا دن ہو گا مگر عمل نہ ہو سکے گا۔

← اس دنیا سے اپنی ضرورت سے زیادہ نہ چاہو اور جس سے زندگی بسر ہو سکے اس سے زیادہ کی خواہش نہ کرو۔

← جو ظالم وسرکش تجھ سے برائی کرے گا اللہ اس کو کسی مصیبت میں جکڑ دے گا اور کسی قاتل کی زد پر لے آئے گا۔

← دین (انسان کو) حفاظت میں رکھتا ہے۔

← دنیا خوار کرتی ہے۔

← علم رتبہ کو بلند کرتا ہے، حکمت راہ راست دکھاتی ہے۔

← عدل قابل الفت ہوتا ہے، جور (وستم) انسانیت کی رہگذر سے ہٹا دیتا ہے۔

← سخاوت (ایک) زیور ہے، شرافت (ایک) حسن ہے۔

← حکمت (درحقیقت) عصمت ہے، عصمت (دراصل) ایک نعمت ہے۔

← عقل (ایک) زینت ہے، حماقت (ایک) عیب ہے۔

← انصاف میں راحت ہے، شر (دراصل) بے حیائی ہے۔

← جود وسخا (باعث) ریاست ہے، حکوت (دراصل) نگہبانی کا نام ہے۔

← فکر ہدایت کرتی ہے، سچائی (سبب) نجات ہے۔

← دولت مندی (باعث) سرکشی ہے۔

← ترقی اور مہربانی بڑے پن کی علامت ہے

← غربت (انسان کو) گم کردیتی ہے۔ انسان کو فراموش کروادیتی ہے۔

← دنیا (انسان کو) اغوا کرلیتی ہے۔

← خواہش اندھا کردیتی ہے۔

← لذت (انسان سے کھیل) کھیلتی ہے۔
← ہوس ہلاک کر ڈالتی ہے۔
← نیکی (باعث) سرداری ہے۔
← شکر نعمت میں اضافے کا سبب ہے۔
← کام تجربے سے انجام پاتے ہیں۔
← اعمال آگہی سے پورے ہوتے ہیں۔
← علم فہم سے حاصل ہوتا ہے۔
← فہم شعور سے ملتا ہے۔
← شعور بصیرت کا نتیجہ ہے۔
← تدبیر رائے سے پرورش پاتی ہے، رائے فکر سے جنم لیتی ہے۔
← کامیابی احتیاط کا نتیجہ ہوتی ہے، احتیاط تجربات سکھاتے رہتے ہیں۔
← خود بینی میں ہلاکت ہے۔
← جہالت (دراصل) موت ہے۔
← خواہشات (دراصل) آفتیں ہیں۔
← لذتیں (باعث) فساد ہوتی ہے۔
← انصاف کرنے والا کریم کہلاتا ہے ظلم کرنے والا (ہمیشہ) ملامت کا شکار رہتا ہے۔
← علم (ایک) خزانہ ہے۔
← یقین نور ہے۔
← قرض (باعث) غلامی ہے، ادائیگی (باعث) آزادی ہے۔
← دوستی (دراصل) ایک خاندان ہے۔
← خاموشی میں وقار ہے، فضول گوئی (باعث) رسوائی ہے۔
← فکر رہنما ہے، غفلت محرومی ہے۔

- ← علم عزت ہے، اطاعت ڈھال ہے۔
- ← شجاعت زینت ہے، بزدلی ایک عیب ہے۔
- ← ظالم ملامت کا شکار ہوتا ہے۔
- ← سخت گیری (باعث) عیب ہے نافرمانی (باعث) پریشانی ہے۔
- ← دوراندیش ہر وقت بیدار رہتا ہے، غافل ہمیشہ آغاز خواب میں رہتا ہے۔
- ← دولت کا ڈھیر ہجوم غم ہے۔
- ← خیانت (درحقیقت) غداری ہے۔
- ← ایثار ایک فضیلت ہے، ذخیرہ اندوزی کمینہ پن ہے۔
- ← امانت نگہبانی کرنے کا نام ہے۔
- ← تاجر بام ہلاکت پر ہے۔
- ← علم رہنما ہے۔
- ← خاموشی (باعث) نجات ہے۔
- ← نیکیاں (واجب الادا) قرضے ہیں۔
- ← شعور (ایک) ہدایت ہے۔
- ← کند ذہنی گمراہی ہے۔
- ← حلم (بذات خود) ایک قبیلہ ہے۔
- ← حلم کی کمی گناہ کا سبب ہوتی ہے۔
- ← آرزوئیں فریب دیتی رہتی ہیں۔
- ← دنیا ضرر رساں ہے، آخرت (باعث) مسرت ہے۔
- ← علم تجھے نجات دلائے گا، جہل تجھے برباد کرے گا۔
- ← قوت کو جمع کرنا دوراندیشی ہے۔
- ← عدالت (ہی) انصاف ہے۔
- ← عدل (باعث) جلالت ہے، جہالت (باعث) گمراہی ہے۔

← ہیبت ناامیدی سے جنم لیتی ہے۔

← صبر ایک دفاعی ہتھیار ہے۔

← بزدلی ایک بدنما داغ ہے۔

← (زندگی کے) تجربات قابل عبرت ہوتے ہیں۔

← بیداری بصیرت کی طرف پیش قدمی ہے۔

← مشورہ (درحقیقت) پشت پناہی ہے۔

← دولت پر حساب ہے، ظلم پر سزا رکھی گئی ہے۔

← علم زندگی ہے، ایمان نجات ہے۔

← امیدیں بہت دھوکہ دیتی ہیں۔

← جاہل ہمیشہ حیران (ہی) رہتا ہے۔

← دنیا ایک خسارہ ہے۔

← آرزو فریب [illegible] دیتی ہے۔

← جور و ستم غصب کردہ حق ہے۔

← علم بزرگی کا گھر ہے جہل گمراہی کا مکان ہے۔

← عقل شفا ہے۔

← کم عقلی بدبختی ہے۔

← گمراہی مستی ہے۔

← عدل بنیاد نظام عالم ہے، ستم گیری (باعث) ہلاکت ہے۔

← احسان جتانا نیکی کو خراب کر دیتا ہے۔

← علم ایک پناہ گاہ ہے۔

← حکومت ہلاکت کا سبب ہے۔

← جسمانی خواہشات (عقل و ایمان) کو سلب کر لیتی ہے۔

← عقل عطیہ ربانی ہے، آداب نتیجہ محنت انسانی ہے۔

← انسان کا (اعتبار) اس کی عقل کی وجہ سے ہے۔
← مرد کی قیمت اس کی ہمت کے مطابق ہے۔
← آدمی کی حقیقت اس کی باطن سے وابستہ ہے۔
← مردانگی بقدر ایمان ہوتی ہے۔
← علم وہ ہے جو عمل کے ساتھ ہو۔
← دنیا صرف امید کا نام ہے۔
← جہالت ایک وبال ہے۔
← دولت کو منجمد کرنا (ایمان کو) زائل کر دیتا ہے۔
← دولت ایک عارضی (قسم کی) بخشش ہے۔
← عدل زندگی ہے۔
← جبر (علم اور نیکی) مٹا دیتا ہے۔
← انسان کی فضیلت اس کی عقل میں ہے۔
← زبان کی امانت سچائی ہے۔
← ذخیرہ اندوزی محرومی کو دعوت دینے والی ہے۔
← دل زبان کا خزانہ دار ہے۔
← زبان باطن کی ترجمان ہے۔
← انصاف عظمت کے (افق کی) شہ سرخی ہے۔
← صدق عدل کا بھائی ہے۔
← خواہش نفس عقل کی دشمن ہے۔
← دانا وہ ہے جس کی امیدیں کوتاہ ہیں۔
← جور عدل کی ضد ہے۔
← علم جہل کو مارنے والا ہے۔
← دنیا روتے ہوئے انسان کا قہقہہ ہے۔

← عقل ہر کام کی اصلاح کر دیتی ہے۔
← آنکھیں دلوں کی جاسوس ہیں۔
← زبان اپنے صاحب سے بہت سرکشی کرتی ہے۔
← عقل کبھی بھی دھوکہ نہیں دیتی۔
← جاہل کبھی برائی سے باز نہیں رہتا۔
← ظلم کا انجام ہیبت ناک ہے۔
← آرزومند رہنا احمقوں کی خصلت ہے۔
← دنیا بدبختوں کا مسکن ہے۔
← دنیا آخرت کی گزرگاہ ہے۔
← دنیا اہل دانش کے نزدیک طلاق شدہ ہے۔
← انسان اپنے زمانے کی اولاد ہے۔ (ثقافت اور معاشرے کے اعتبار سے بھی)
← عقلمند اپنی لذتوں کا دشمن ہوتا ہے۔
← جاہل اپنی خواہشوں کا غلام ہے۔
← مال و دولت تباہی کے کنارے پر ہوتے ہیں۔
← فہم و سمجھ علم کی علامت ہے۔
← اسلام سب سے درخشاں راستہ ہے۔
← نفاست عین ذہانت ہے۔
← ذخیرہ اندوزی کرنے والا خود اپنی نعمت سے محروم رہتا ہے۔
← وقار عقل کا لباس ہے۔
← عقل حق کا رسول ہے۔
← حلم اخلاق کی زینت ہے۔
← گونگا پن جھوٹ سے بہتر ہے۔

← علم حسب کی زینت ہے۔
← انسان اس وقت تک چین سے ہے جب تک ان میں حفظ مراتب قائم ہیں۔
← وفاداری کریموں کا زیور ہے۔
← تحریر نیت کی ترجمان ہوتی ہے۔
← عمل ضمیر کی خبر دیتا ہے۔
← وقار حلم کو چار چاند لگاتا ہے۔
← علم کا ثمر انکساری ہے۔
← عدل سب سے اچھا فیصلہ ہے۔
← علم حلم کو کھینچ (ہی) لیتا ہے۔
← تکبر بلند مرتبہ کو پست کر دیتا ہے۔
← جہالت دشنامی کی کنجی ہے۔
← خواہش عقل کیلئے ایک آفت ہے۔
← یاد (درحقیقت) محبوب کی ہم نشینی ہے۔
← عقل ایک متروک دوست ہے۔
← خواہش ایک اطاعت کردہ دشمن ہے۔
← صاحب عقل اپنے جیسے ہی کو پسند کرتا ہے۔
← جاہل اپنے ہمشکل کی طرف ہی مائل ہوتا ہے۔
← سلامتی تنہائی میں ہے۔
← دنیا میں کمال ناپیدا ہے۔
← عمر کو لمحے فنا کر دیتے ہیں۔
← شکم سیری ذہانت کیلئے زہر قاتل ہے۔
← عدالت گواہی کی روح ہی۔
← معاف کر دینا فتح مندی کی زکوۃ ہے۔

← تجربات کبھی ختم نہیں ہوتے۔
← نظر فتنوں کی قاصد ہے۔
← فکر عقلوں کو نورانی کرتی ہے۔
← بیماری جسم کی قید ہے۔
← گردش ایام تجربات کو فروغ دیتا ہے۔
← مال حادثات کی زد پر (ہمیشہ) رہتا ہے۔
← عدل احکام کی زندگی ہے۔ (مضبوطی کی بھی)
← سچائی کلام کی روح ہے۔
← صبر غربت سے بہتر ہے۔
← مصیبتیں اجر وثواب کی کنجیاں ہیں۔
← دنیا بدی کی کھیتی ہے۔
← چارہ سازی فکر کا فائدہ مند نتیجہ ہے۔
← عقل سب سے قوی بنیاد ہے۔
← عقل (سب سے) افضل مرکز امید ہے۔
← جہالت (سب سے) زیادہ زخم دینے والا دشمن ہے۔
← علم (سب سے) افضل شرف ہے۔
← علم سب سے کامل جانشین ہے۔
← جہالت، قدموں میں لغزش پیدا کر دیتی ہے۔
← عقل رائے کو حسین تر بنا دیتی ہے۔
← اطاعت سب سے دیر پا عزت ہے۔
← عقل مند وہ جس کی زبان اس کے قابو میں ہے۔
← صاحبان علم (ہی) انسانوں کے حاکم ہیں۔
← آدمیوں سے دولت مل سکتی ہے۔

- ← زندگی کبھی شریں ہوتی ہیں اور کبھی تلخ۔
- ← بات سن لینے والا کہنے والے کا شریک ہے۔
- ← چہرے کی شگفتگی سب سے پہلی عطا ہے۔
- ← آداب ہر دور کے جدید لباس ہوتے ہیں۔
- ← عمر درحقیقت چند گنے ہوئے سانسوں کا نام ہے۔
- ← علم عقل کا چراغ ہے۔
- ← فکر وعمل کی صحت محکم ترین فعل ہے۔
- ← توکل حکمت کا حصار ہے۔
- ← خاموشی فکر کا چمن ہے۔
- ← (دل کا) غبار شر کا بیج ہے۔
- ← نرمی (شمشیر) مخالفت کی دھار کو کند کر دیتی ہے۔
- ← شگفتہ روئی دشمن کی آگ کو بجھا دیتی ہے۔
- ← وفاداری پاک باطنی کا ثبوت ہے۔
- ← تدبیر نصف کمک ہے۔
- ← انصاف اشراف کی خصلت ہے۔
- ← شجاعت ہر وقت موجود عزت ہے۔
- ← دولت فاجروں کی آقا ہے۔
- ← دولت خواہشوں کا سرچشمہ ہے۔
- ← عقل مند طالب ہے کمال کا، جاہل طالب رہتا ہے مال کا۔
- ← عدل و دادرسی ایک سربراہ حکومت کیلئے باعث فضیلت ہے۔
- ← اجل ایک ڈھال ہے۔
- ← جہالت آخرت کے فساد کا سبب ہے۔
- ← ذخیرہ اندوزی گناہ گاروں کی زینت ہے۔

← ظالم گویا سزا کا منتظر ہے۔
← مظلوم (ہمیشہ) ثواب کا منتظر رہتا ہے۔
← سادگی محبت کو اور ثمر یار کرتی ہے۔
← بناوٹ دشمنی کا سبب ہے۔
← امیدیں درحقیقت احمقوں کیلئے فریب ہے۔
← امیدوں کی کوئی انتہا ہی نہیں۔
← کینہ نیکیوں کو بھسم کر دیتا ہے۔
← بے وفائی برائی کو دوچند کر دیتی ہے۔
← مکاری کمینوں کی خصلت ہے۔
← بخیلی مذمتوں کو بہت اکٹھا کر دیتی ہے۔
← محبت ایک نفع بخش رشتہ ہے۔
← فکر راہ راست تک پہنچا دیتی ہے۔
← شکم سیری ذہانت کیلئے ایک حجاب ہے۔
← عقل چشمہ خیر ہے۔
← جہالت بدی کی کان ہے۔
← (اللہ کی) یاد اہل محبت کیلئے لذت ہے۔
← خود پسندی فکر و عمل کی صحت کی ضد ہے۔
← عقل مند اپنے نفس کو پست رکھتا ہے اور خود بلندی پاتا ہے۔
← جاہل اپنے نفس کو بلند رکھتا ہے اور خود پستی سے ہم کنار ہوتا ہے۔
← عدل سب سے بڑی دولت مندی ہے۔
← علم حیات بھی ہے اور شفا بھی۔
← ہٹ دھرم کی کوئی رائے نہیں ہوتی۔
← جہل بیماری بھی ہے اور پیچھے رہ جانا بھی۔

← فرمانروا دین کے حامی ہوتے ہیں۔

← عدل سے عوام یک قوم ہوتے ہیں۔

← شریعت میں مخلوق کی بھلائی پوشیدہ ہے۔

← فوج عوام کے لیے قلعے ہیں۔

← عدل حاکم کیلئے باعث فضیلت ہے۔

← مخالفت جنگ کے شعلوں کو برانگیختہ کرتی ہے۔

← تحریر ہاتھ کی زبان ہے۔

← فکر درست راہ کی نشان دہی کرتی ہے۔

← خدائی فیصلے امیدوں کو توڑ دیتے ہیں۔

← علم آفتوں کیلئے ایک حجاب ہے۔

← شک جہالت کا ثمر ہے۔

← دانا وہ ہے جس کی امیدیں کوتاہ ہیں۔

← شریف وہ ہے جس کی خصلتیں شریف ہوگئی ہوں۔

← چہرے کی تازگی دوستوں کے انس کا سبب ہے۔

← برداشت رفاقت کی زینت ہے۔

← انکساری علم کا ثمر ہے۔

← بردباری ریاست کا سرچشمہ ہے۔

← تحمل و برداشت سیاست کی زینت ہے۔

← عدل (ہی) فرمانروائی کا نظام ہے۔

← بے ہودگی اخلاق کا عیب ہے۔

← ظلم آگ کو لازمی کر دیتا ہے۔

← ہٹ دھرمی رنج و محن کا عنوان ہے۔

← شرارت غضب کو بڑھا دیتی ہے۔

← ظلم کمین ترین خباثت ہے۔
← انصاف افضل و برتر خوبیوں میں ہے۔
← عدل مخلوق کی زندگی ہے۔
← ظلم عوام کی موت ہے۔
← غضب طیش کی سواری ہے۔
← علم حلم (بردباری) کی سواری ہے۔
← علم ہر بھلائی کی جڑ ہے۔
← جہل تمام برائیوں کی جڑ ہے۔
← یقین سے شک رفع ہو جاتا ہے۔
← تردد باعث شرک ہے۔
← علم معروفت میں غرق ہونے کا سبب ہے۔
← علم فکر کو قوت مہیا کرتا ہے۔
← تحمل و برداشت قدر و قیمت کو بڑھاتا ہے۔
← کمینہ پن کا لازمی نتیجہ شر ہوتا ہے۔
← حیا ایک جمیل خصلت ہے۔
← یقین سے زہد کا پھل برآمد ہوتا ہے۔
← علم (سب سے) افضل ہدایت ہے۔
← سچائی سب سے شریف روایت ہے۔
← یقین اہل ذہانت کی پوشاک ہے۔
← حرص ذلیل بھی کرتی ہے اور بد بخت بھی۔
← ایمان عمل کے اخلاق کو کہتے ہیں۔
← ظلم غضب کردہ حق ہے اور ہلاکت کا سبب ہے۔
← ہٹ دھرم کی کوئی رائے نہیں۔

← خائن میں کوئی وفا نہیں۔
← غفلت بے خرد لوگوں کی خصلت ہے۔
← تکرار (گناہ کی) ہلاک ہونے والوں کی عادت ہے۔
← غیبت (کرنا) منافق کی علامت ہے۔
← انصاف حکومت کی زینت ہے۔
← تقویٰ درستگی کی کنجی ہے۔
← حسد بدن کو لاغر کر دیتا ہے۔
← ایمان کبھی نہ ٹھنڈا ہونے والا انگارہ ہے۔
← صبر (درحقیقت) وہ اونٹ ہے جو اپنے سوار کو کبھی نہیں گراتا۔
← آنکھیں شیطان کے پھندے ہیں۔
← عادت ایک مالک بن جانے والا دشمن ہے۔
← عقلمند ہمیشہ اندوہناک اور غمگین رہتا ہے۔
← عدل (سب سے) افضل سجاوٹ ہے۔
← کتابیں صاحبان علوم کے گلستان ہیں۔
← حکمتیں بڑے لوگوں کے چمن ہیں۔
← علوم اہل ادب کی سیر گاہیں ہیں۔
← ادب عقل کی صورت گری ہے۔
← دور حکومت میں تکبر دور معزولی میں ذلت ہے۔
← بادشاہ میں محبت نہیں ہوتی۔
← ہاتھ سے نکل جانے والی چیز کبھی واپس نہیں آتی۔
← سوال کرنا غربت کی کنجی ہے۔
← دنیا مقام تغیر ہے۔
← غم بدن کو گھلا دیتا ہے۔

← وفا سرداری کا قلعہ ہے۔
← بھائیوں کا وجود سب سے زیادہ فضیلت والی کمک ہے۔
← نگاہوں کے کنارے فتنوں کے تیر ہیں۔
← علم کوئی انتہائی نہیں رکھتا۔
← احسان انسان کو زیر بار کر دیتا ہے۔
← محنت دراصل دنیا کی محبت کے بہت قریب ہے۔
← دنیا رنج و محن کا گھر ہے۔
← ظلم آبادیوں کو اجاڑ دیتا ہے۔
← انصاف سے محبت دائم و پائندہ رہتی ہے۔
← مخالفت تجویزوں کو برباد کر دیتی ہے۔
← رائے کا (فائدہ) رازوں کی سختی کے ساتھ حفاظت کرنے سے وابستہ ہے۔
← دل صحیفہ فکر ہے۔
← حکومت و انتظام مردوں کیلئے میدان آزمائش ہے۔
← لالچ فرمانروا کو (بھی) ذلیل کر دیتی ہے۔
← عزت انتقام کو اپنے ہاتھ میں محفوظ رکھنے میں ہے۔
← صاحب علم زندہ ہے، اگر چہ کہ مر گیا ہو۔
← وعدہ ایک مرض جس کی صحت اس کے پورا کرنے میں ہے۔
← محسن وہ ہی جس کے افعال اس کے اقوال کی تصدیق کرتے ہوں۔
← غیبت جہنم کے کتوں کی غذا ہے۔
← بھوک اور مرض کا چھپانا مردانگی ہے۔
← دشمن ایک بھی بہت ہوتا ہے۔
← بادشاہی جو کہ منتقل وزائل ہوتی ہے بہت ہی حقیر اور چھوٹی چیز ہے۔
← کمی اس میں ہے جس کے عیب اس سے پوشیدہ ہیں۔

← طاقت اور قدرت میں انسان کی پسندیدہ اور ناپسندیدہ خصلتیں ظاہر ہوتی ہیں۔

← پیسے سے مردوں کے جوہر اور ان کی طبیعت کا پتہ لگتا ہے۔

← بغاوت انسان کو ہلاکت ومحنت کی طرف لے جاتی ہے۔

← دوستوں کا فقدان مریض بنا دینے والا فقدان ہے۔

← احمق کے سامنے خاموشی سب سے بہترین جواب ہے۔

← انسان اپنے حسن عمل کے فرزند ہیں۔

← ساتھی تعویز کے مانند ہوتا ہے پس لازمی طور پر اپنا جیسا منتخب کر۔

← آدمیت وانسانیت ہر فحش ودشنام سے عاری اور بری ہے۔

← سلطان جابر بے گناہ کو (بھی) خوف میں مبتلا کرتا ہے۔

← بُرا فرمانروا فحش گوؤں کی پرورش کرتا ہے۔

← ظاہری جمال صورت کا حسن، اور باطنی جمال سیرت کا حسن ہے۔

← بڑھاپا موت کا قاصد ہے۔

← تجربہ شدہ (نسخہ) طبیب سے زیادہ محکم ہوتا ہے۔

← دنیا غریبوں کا گھر اور بدبختوں کا وطن ہے۔

← زبان ایک درندہ ہے اگر تو نے اس کو آزاد کیا تو زخمی کر دے گا۔

← غضب وہ بدی ہے کہ اگر تو اس کی اطاعت کرے گا تو وہ برباد کر دے گی۔

← خود کو محروم رکھ کے دوسرے کو عطا کرنا سب سے جلدی ملنے والا ثواب ہے۔

← علم کثرت سے ہے اور عمل بہت قلت سے ہے۔

← دین ذخیرہ ہے علم رہنما ہے۔

← دولت جس طرح رخ کرتی ہے اسی طرح پیٹھ بھی دکھاتی ہے۔

← دنیا جس طرح جبر کرتی ہے اسی طرح ٹوٹ بھی جاتی ہے۔

← علم وہ عظیم خزانہ ہے جو کبھی فنا نہیں ہوتا ہے۔

← عقل وہ جدید لباس ہے، جو کبھی میلا نہیں ہوتا۔
← عالم وہ ہے جس نے اپنی قدر (قیمت) پہچان لی ہے۔
← عقلمند اپنے عمل پر بھروسہ کرتا ہے، جاہل اپنی امیدوں پر اعتماد رکھتا ہے۔
← عالم اپنے دل اور اپنی جیہات سے دیکھتا ہے، جاہل اپنی آنکھوں اور اپنی نظر سے دیکھتا ہے۔
← عقل جہاں بھی ہو انس دیتی ہے اور قابل الف ہوتی ہے۔
← سینہ کی وسعت حکومت کرنے کا ایک آلہ ہے۔
← عاقل وہ ہے جو اپنے (کرم) کی بارش برساتا رہے۔
← (گفتگو میں) عاجز رہنا چھچھوری گفتگو سے بہتر ہے۔
← فضول گفتگو حادثات کو قریب تر کر دیتی ہے۔
← ضعف کلام محبت کو کمزور کر دیتا ہے۔
← مسخرہ پن کبھی زندگی یا روح پر وبال بن جاتا ہے۔
← اپنے آپ کو خطرات میں ڈالنے والا ہی دراصل اپنے آپ کو فریب کاریوں میں دھکیلنے والا ہے۔
← باطل امور گمراہی میں پھنسا دیتے ہیں۔
← علم اس کے لیے باعث رشد ہے جو اس پر عمل کرے۔
← حکمت کے علاوہ کسی اور چیز کی فکر ہوس ہے۔
← فکر کے بغیر خاموشی گونگاپن ہے۔
← زبان انسان کے (تولنے کی) میزان ہے۔
← علقمند وہ ہے جو نصیحت میں اپنے غیر کا محتاج نہیں ہے۔
← جاہل وہ ہے جس نے اپنی خواہش نفس اور غرور سے دھوکہ کھایا ہو۔
← عقل دراصل بے وطنی میں ہم نشینی ہے۔
← وطن میں حماقت دراصل وطن سے دوری ہے۔

← مردانگی انسان کو مکارم (اعلیٰ اخلاق) پر برانگیختہ کرتی ہے۔
← بناوٹی پن کمینوں کے اخلاق میں شامل ہے۔
← عالم وہ ہے جو علم سیکھنے سے کبھی دل تنگ نہیں ہوتا۔
← غربت میں قرض سرخ موت ہے (بہت بری موت)
← غربت میں قرض سب سے بڑی بد بختی ہے۔
← کام کی رفتار میں اعتدال اس کو بگڑنے سے روکتا ہے۔
← سوچ کر کلام کرنا خطا سے بچاتا ہے۔
← عورتوں کا پرستار ہونا کم عقلوں کی خصلت ہے۔
← آدمی پر مال کو ترجیح دینا کمینہ پن ہے۔
← عقل انسان کو آسمان ہفتم کی بلندی تک لے جاتی ہے۔
← اہل حکومت سے بے نیازی سب سے افضل بادشاہی ہے۔
← صاحب حکومت سے جرات اختیار کرنا ہلاکت کو بہت جلد لاتا ہے۔
← کسی کام کے وقوع سے پہلے عجلت غصے کا سبب بن جاتی ہے۔
← صلح و سلامتی امن و آشتی کا سبب اور استقامت کا نشان ہے۔
← غضب دشمن ہے اس کو اپنے نفس کا مالک نہ بننے دے۔
← دین کی کوئی چیز اصلاح نہیں کر سکتی مگر عقل۔
← عوام کی کوئی چیز اصلاح نہیں کر سکتی مگر عدل۔
← انسان دوستی (ہی) سر عقل ہے۔
← مجاہد وہ ہیں جن کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیئے گئے ہیں۔
← کمینہ پن کو برداشت کرنا اخلاق کی خوبصورتی میں شامل ہے۔
← ہمیشہ شکم سیر رہنا مختلف درد پیدا کرتا ہے۔
← حد سے زیادہ تعریف انسان میں تکبر پیدا کرتی ہے اور فریب خوردگی کے قریب دیتی ہے۔

← بھرا پیٹ سونے والے کے خواب جھوٹے ہوتے ہیں۔
← جبر اور ظلم کرنے والے کے گناہ خود اس کو ہلاک کر دیتے ہیں۔
← غربت ذہین انسان کو دلیل دینے سے عاجز کر دیتی ہے۔
← آرزوئیں بصیرت کی آنکھوں کو اندھا کر دیتی ہیں۔
← زبانیں اس بات کی ترجمانی کرتی ہیں جس کو ضمیر چھپائے ہوئے ہیں۔
← (اللہ کی) یاد بصیرت کی جلا اور باطن کا نور ہے۔
← ظلم وہ جرم ہے جو بھلایا نہیں جاتا۔
← نکتہ چینی وہ گناہ ہے جو فراموش نہیں کی جاتی۔
← مومن نہ تو ظلم کرتا ہے اور نہ ہی گناہ میں مبتلا ہوتا ہے۔
← خیال کی درستگی صاحبانِ عقل کا خاصہ ہے۔
← حیات (انسان کو) برے فعل سے روک لیتی ہے۔
← تمام علم (انسان پر) حجت بن جاتا ہے مگر وہ کہ جس پر عمل کیا گیا ہو۔
← عمل سارا غبار بن جاتا ہے مگر وہ کہ جس میں اخلاص پایا جائے۔
← روزی اس کی طرف بھی تیزی سے جاتی ہے جو اس کو طلب نہیں کرتا۔
← رزق حرص کرنے اور مطالبہ کرنے سے نہیں ملتا۔
← گوشہ نشینی ذہین لوگوں کی خصلت ہے۔
← فقیر اپنے وطن میں (بھی) خوار رہتا ہے۔
← مالدار کا پردیس (بھی) وطن ہے۔
← عورت وہ بچھو ہے جس کے کاٹنے میں بھی میٹھا پن ہے۔
← دل (دراصل) قفل ہیں کہ جن کی چابیاں سوالات ہیں۔
← دولت انجام کو خراب اور امیدوں کو زیادہ کر دیتی ہے۔
← موت آخرت کی سب سے پہلی عدالت ہے۔
← عدالت اپنے عمل کرنے والے کو لوگوں کے حقوق گردن میں پڑے رہنے سے

راحت دیتی ہے۔

← قلیل پیسے والا اپنے شہر میں بھی رہ کر اجنبی رہتا ہے۔
← کنجوس اپنے عزیزوں میں بھی ذلیل رہتا ہے۔
← گرامی مرتبہ ہونا دراصل زبان کا مالک ہونا اور احسان کا انجام دینا ہے۔
← صداقت زبان کی امانت اور ایمان کی زینت ہے۔
← مال تجھے اس وقت تک نفع نہ دے گا جب تک وہ تجھ سے جدا نہ ہو (یعنی خرچ نہ ہو)۔
← کافر فریب دینے والا، میلی طبیعت، سنگدل اور خیانت کرنے والا ہوتا ہے۔
← نیند بدی کی کان اور دھوکے کا محل ہے۔
← آدمیت ہر قابل ملامت کام سے بیزار ہوتی ہے۔
← گرامی مرتبت (ہونا) بلندی ہمت کا نتیجہ ہوتا ہے۔
← صاحبان علم باقی رہیں گے جب تک لیل ونہار باقی ہیں۔
← مومن کھیل کود سے باز اور جدو جہد سے الفت رکھتا ہے۔
← سردار وہ ہے جو انسانوں کی تکالیف کو برداشت کرتا ہے اور اپنے احسان کی بخشش کرتا ہے۔
← دور اندیش ہے کہ جو فضول خرچی سے بچتا ہے اور اسراف کو برا سمجھتا ہے۔
← فحش گوئی یا فحاشی اسلام میں داخل نہیں ہے۔
← بصیرت ودانائی کے بعد گناہ کرنے والا معاف کردیئے جانے کا مستحق نہیں ہے۔
← دولت مندی میں اترانا غربت میں خواری کا بیج بو دیتا ہے۔
← علم دولتمندوں کے لیے زینت اور غریبوں کے لیے عقلمندی ہے۔
← پست مرتبہ وہ ہے جو طاقت پاتا ہے تو دشنام دتیا ہے یا زیادتی کرتا ہے، وعدہ کرتا ہے وعدہ خلافی کرتا ہے۔

← انسان کو تقویت دینے والی غربت رسوا کرنے والی تونگری سے بہتر ہے۔
← خوار وہ ہے جس کی ضرورتیں کسی کمین سے وابستہ ہوں۔
← تجربات کبھی ختم نہیں ہوتے اور صاحب عقل ان سے (ہمیشہ) برکت پاتا رہتا ہے۔
← علم کو چھپانے والا درحقیقت اپنے علم کی صداقت پر یقین نہیں رکھتا ہے۔
← طاقت رکھتے ہوئے معاف کرنا اللہ کے عذاب سے بچانا ہے۔
← ہم ہر آگے بڑھنے والے کی بازگشت اور ہر پیچھے رہنے والے کی آرزو ہیں۔
← پست نفس کبھی اوچھے پن سے باز نہیں آتا۔
← انتقام کی طرف پیش قدمی کمین لوگوں کی خصلت ہے۔
← دغاباز کی زبان میٹھی اور اس کا دل کڑوا ہوتا ہے۔
← منافق کی زبان سرور دینے والی اور اسکا دل ضرر دینے والا ہے۔
← ریاکار کا ظاہر جمیل (وضع دار) اور اس کا باطن علیل (بیمار) ہوتا ہے۔
← منافق کا قول جمیل اور اس کا فعل ایک باطنی بیماری ہے۔
← علم جہل کا قاتل اور سرداری حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔
← جہل اور کنجوسی برائیاں بھی ہیں اور نقصان دہ خصلتیں بھی ہیں۔
← دور اندیش وہ ہے جو اپنے زمانے کے ساتھ خوش رفتار ہے۔
← غربت اخلاق کو خراب اور دوستوں کو دور کر دیتی ہے۔
← درست گمان دو رایوں میں سے ایک رائے ہے۔
← درست خواب دو بشارتوں میں سے ایک بشارت ہے۔
← زوجہ صالحہ دو قسم کی کمائیوں میں سے ایک کمائی ہے۔
← کتاب دو گفتگو کرنے والوں میں سے ایک ہے۔
← ادب دو حسبوں میں سے سب شرف والا حسب ہے۔
← مصیبت ایک ہوتی ہے اگر تو بے چینی اختیار کرے گا تو دوگنی ہو جائے گی۔

- علم دو زندگیوں میں سے ایک زندگی ہے۔
- اچھا تذکرہ دو عمروں میں سے ایک عمر ہے۔
- کنجوسی دو غربتوں میں سے ایک غربت ہے۔
- قید خانہ دو قبروں میں سے ایک قبر ہے۔
- دین دو نسبوں میں سے سب سے شرف والا نسب ہے۔
- ہم آہنگ بیوی دو راحتوں میں سے ایک راحت ہے۔
- ظالم حد گزرنے والا دو عذابوں میں سے ایک عذاب کا منتظر ہے (یعنی دنیا کا یا آخرت کا)
- عادل رعایت کرنے والا دو جزاؤں میں سے ایک جزا کا منتظر ہے۔
- مومن بیدار ہے اور دو اچھائیوں میں سے کسی ایک اچھائی کا انتظار کر رہا ہے۔
- وعدے کی وفا دو قسم کی رہائیوں سے ایک رہائی ہے۔
- فکر دو ہدایتوں میں سے ایک ہدایت ہے۔
- علم دو انسیت دینے والوں میں افضل ہے۔
- عدل دو قسم کی سیاستوں میں (سب سے) افضل سیاست ہے۔
- ستم دو ہلاک کرنے والوں میں سے ایک ہے۔
- نرم خو ہونا دو نعمتوں میں سے ایک ہے۔
- جمیل صورت دو (ملنے والی) نیک بختیوں میں سب سے قلیل ہے۔
- صحت دو لذتوں میں سب زیادہ خوشگوار لذت ہے۔
- جسمانی خواہش دو اغوا کرنے والوں میں سے ایک ہے۔
- قرآن دو ہدایتوں میں افضل ہدایت ہے۔
- اولاد دو قسم کے دشمنوں میں سے ایک دشمن ہے۔
- دوست دو قسم کے ذخیروں میں (سب سے) افضل ذخیرہ ہے۔
- علم دو خوبصورتیوں میں (سب سے) افضل خوبصورتی ہے۔

- عورتیں دو فتنوں میں عظیم فتنہ ہے۔
- سرزنش دو سزاؤں میں سے ایک سزا ہے۔
- دین اور ادب عقل کا نتیجہ ہے۔
- علم ایک کریم وراثت اور ایک عمومی نعمت ہے۔
- انصاف مخالفت کو رفع اور الفت کو لازم کرتا ہے۔
- ظلم دنیا میں ہلاکت اور آخرت میں تباہی کا باعث ہے۔
- غضب اپنے صاحب کو گرا دیتا ہے اور اس کے عیبوں کو کھول دیتا ہے۔
- حکمت صاحب عقل کا باغ اور اہل دانش کی سیرگاہ ہے۔
- عقل وہ خو ہے جو علم اور تجربوں سے بڑھتی رہتی ہے۔
- ہٹ دھرمی کا نتیجہ لڑائیاں ہیں یا دلوں میں کینہ پیدا کرنے کا سبب۔
- علماء جاہلوں کی کثرت کی وجہ سے اکیلے ہیں۔
- بغیر علم گناہ کرنے والا اس گناہ سے بری ہے۔
- علم تجھے حیرت میں ڈوبنے سے روکتا ہے۔
- عقل مند کبھی کلام ہی نہیں کرتا مگر کسی حاجب کے وقت یا کسی دلیل دینے کے وقت۔
- ظلم قدموں کو لغزش دینے والا نعمتوں کو سلب کرنے والا اور قوموں کو ہلاک کر دینے والا ہے۔
- عالم نہ تو علم سے سیر ہوتا ہے اور نہ ہی اپنے آپ کو علم سے رکھتا ہے۔
- زینت درحقیقت حسن کردار میں ہے نا کہ حسن لباس میں۔
- انسان کو اس کی شجاعت کا فائدہ اپنی ذات تک پہنچتا ہے اور اس کی زبان کا فائدہ دوسروں تک پہنچتا ہے۔
- علم حکمت کا ثمر اور درست رویہ اس کی شاخوں میں سے ہے۔
- لالچی فقیر ہی رہتا ہے اگرچہ کہ وہ دنیا کی ہر شے کا مالک بن جائے۔

← ایمان زبان سے قول اور ارکان سے عمل کا نام ہے۔
← سرزنش کرنے میں زیادتی سے کام لینا ضد کی آگ کو بھڑکا دیتا ہے۔
← بھوک ذلت کے ساتھ جھکنے سے بہتر ہے۔
← عالم جاہل کو پہچانتا ہے اس لیے کہ وہ کبھی جاہل رہ چکا ہے۔
← عقل اور علم دونوں ایک رسی سے بندھے ہوئے ہیں یہ دونوں کبھی جدا نہیں ہوتے اور نہ کبھی ایک دوسرے سے دور ہوتے ہیں
← ایمان اور علم دو جڑواں بھائی ہیں اور دو رفیق بھی یہ دونوں کبھی ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوتے۔
← ایمان ایک درخت جس کی جڑ یقین جس کی شاخیں تقویٰ اور جس کا شگوفہ حیاء اور جس کا ثمر سخاوت ہے۔
← ذہین وہ ہے کہ جس کا (آج کا) دن گزرے ہوئے دن سے بہتر ہو اور جس نے اپنے نفس کی مذمت کو روک لیا ہو۔
← انسان کا تقرب ان سے سوال ترک کر کے حاصل کیا جاتا ہے۔
← دولت و (حکومت) اپنے صاحب کی غلطی کو درست اور صاحب حکومت کے مخالف کی درستگی کو خطا بنا دیتی ہے۔
← زمانہ (دہر) جسموں کو پیدا کرتا ہے امیدوں کو تازہ کرتا ہے موت کو نزدیک کرتا ہے اور آرزوؤں کو دور کرتا ہے۔
← مقام حفاظت کی انتہا احتیاط کی ابتدائی منازل میں ہے۔
← علم اس سے کہیں بڑھ کر ہے کہ اس کا احاطہ کیا جاسکے پس ہر علم کے بہترین حصے کو حاصل کرو۔
← عقل مندی کے وقت اچھائیاں یا نیکیاں اور برے حالت میں برائیوں یا بدی کے (برابر) ہے۔
← حکمت ہر مومن کی گمشدہ پونجی ہے پس اس کو اگرچہ کہ وہ منافق کی زبان سے ملے

حاصل کرلو۔

- انسان کی جہالت بدن کی خارش سے زیادہ تکلیف دہ ہے۔
- علم حاکم ہے اور مال محکوم علیہ ہے۔
- دولت اپنے صاحب کو دنیا میں مکرم کرتی ہے اور اللہ سبحانہ، کے نزدیک ہلکا بنادتی ہے۔
- مال اپنے رکھنے والے کو جو اسے خوش کرتا بزرگ بناتا ہے جو اس میں بخیلی کرتا ہے اس کو شرمندہ کرتا ہے۔
- تمام فقیہوں کا فقیہ (دانا) وہ ہے جو اللہ کی رحمت سے انسانوں کو مایوس نہ ہونے دے اور نہ ہی راحت پروردگار کے (محض) آسرے میں مبتلا رکھے۔
- مال اور اولاد دنیاوی زندگی کی زینت ہیں اور عمل صالح آخرت کی کھیتی ہے۔
- کرم درحقیقت مال کی محبت پر مدح وستائش کی چاشنی کو ترجیح دینے کا نام ہے۔
- زُہد امیدوں کے کوتاہ کرنے اور اعمال کو اخلاص سے انجام دینے کا نام ہے۔
- پستی یہ ہے کہ مال کی محبت کو حمد وثنا کی لذت پر ترجیح دی جائے۔
- مرد اپنے قول سے وزن اور اپنے فعل سے مقام پاتا ہے۔ پس تو وہ بات کہہ جس کا وزن زیادہ ہو اور وہ کام انجام دے جو تیری قیمت کا جلیل تر کردے۔
- لوگ دنیا کی اولاد ہیں اور بیٹے پر اپنی ماں کی محبت ہی کی چھاپ ہوتی ہے۔
- منافق بے شرم، کند ذہن، چاپلوس اور بدبخت ہوتا ہے۔
- انسان کا کلام دو بری خصلتوں کے درمیان واقع ہے اور وہ دونوں کثرت اور قلت ہیں۔ کثرت (دراصل) بے ہودہ پن اور قلت گونگا پن اور عاجزی ہے۔
- تیرا دوست بالکل تجھ جیسا ہی انسان ہے مگر یہ کہ وہ تیرے علاوہ کوئی اور ہے۔
- غداری ہر ایک کے لیے بہت بری ہے لیکن وہ صاحب قدت اور سلطنت کے لیے سب سے زیادہ بری ہے۔
- اطاعت رعایا کی ڈھال اور عدل حکومت کے لیے ڈھال ہے۔

← انسان کسی تصویروں والی کتاب کی طرح ہے کہ جس کی ایک تصویر پلٹی جاتی ہے تو دوسری سامنے آجاتی ہے۔

← عورت سراسر شر ہے اور اس کے شر میں یہ بات بھی شامل ہے کہ اس کے بغیر گزارا نہیں ہے۔

← ذہین وہ ہے جس نے اپنے فضائل کو زندگی دی ہے اور اپنے کمین پن کو ماردیا اپنی شہوت اور اپنی ہوا و ہوس کو کچل دیا۔

← انسان کی دور معزولی میں خواری اس کے دور حکومت میں اس کے شر کے مطابق ہوتی ہے۔

← دنیا اگر آسان ہوتی ہے تو آسان ہوتی چلی جاتی ہے اور بگڑی ہے تو منہ موڑ لیتی ہے۔

← جور و ستم کرنے والا نفرت اور مذمت کا شکار رہتا ہے اگرچہ اس کے جور و ستم کا کوئی اثر اس کی مذمت کرنے والے پر نہ پڑا ہو اور عادل اس کی ضد ہوتا ہے۔

← حکمت منافق کے دل میں تحلیل نہیں ہوتی مگر یہ کہ وہ وہاں سے باہر نکل ہی جاتی ہے۔

← علم مال سے بہتر ہے، علم تیری نگہبانی کرتا ہے اور تو مال کی نگہبانی کرتا ہے۔

← اللہ کے نزدیک برتری حسن اعمال سے ملتی ہے نا کہ (محض) اچھی باتیں کرنے سے۔

← اچھی گفتگو اور خوبصورت افعال کے ذریعے دشمنوں کے ساتھ صلح و آشتی کی طلب اس سے زیادہ آسان ہے کہ ان کا سامنا کیا جائے ان پر غلبہ پایا جائے جنگ کی دہشت ناکی کے ذریعے۔

← عقل مند جب علم پاتا ہے تو عمل کرتا ہے اور جب عمل کرتا ہے تو خلوص اختیار کرتا ہے اور جب خلوص اختیار کرتا ہے تو گوشہ نشین ہو جاتا ہے۔

← علم عمل کو پکارتا ہے پس اگر وہ اس کو جواب دے تو ٹھیک ہے ورنہ وہ رخصت ہو

جاتا ہے۔

← امور تقدیر سے وابستہ ہیں نا کہ تدبیر سے۔

← عجلت کے مقابلے میں ثبات اچھا ہوتا ہے مگر نیکی کے موقعوں کے علاوہ۔

← فوج دین کی عزت اور فرمانرواؤں کے قلعے ہیں۔

← عدل عوام کا استحکام اور فرمانرواؤں کا جمال ہے۔

← عورتیں وہ گوشت ہیں جو قصاب کے تختے پر رکھا ہوا ہے مگر وہ (محفوظ ہیں) جن کی حفاظت کر لی جائے۔

← دنیا ابر کا سایہ اور خوابوں کا خواب ہے۔

← موت تم پر تمہارے سائے سے زیادہ مسلط رہتی ہے۔

← زبان وہ معیار ہے کہ جس کو عقل برتری عطا کرتی ہے اور جہل جس معیار کو گرا دیتا ہے۔

← فتح مند وہ ہے جو پروں کے ساتھ پرواز کرتا ہے یا بات مان لیتا ہے اور راحت پاتا ہے۔

← عفت کے ساتھ کوئی بھی پیشہ فسق و فجور کی دولتمندی سے بہتر ہے۔

← جانچنے سے پہلے بھروسہ کر لینا عقل کی کوتاہی ہے۔

← وہ عمر جس میں اللہ سبحانہ، اولا آدم کے ہر عذر کو رد کر دیتا ہے اور اس کو سرزنش کرتا ہے ساٹھ سال ہے۔

← وہ عمر کہ جس میں انسان اپنی (ہر قسم) کی بالیدگی پالتیا ہے۔ چالیس سال ہے۔

← عارف کا چہرہ شگفتہ اور مسکراتا ہوا اور اس کا دل خوفزدہ اور اندوہ ناک ہوتا ہے۔

← حکمت وہ شجر ہے جو دل میں اگتا ہے اور زبان پر پھل دیتا ہے۔

← مومن کے لئے ہر وہ دن عید کا دن ہے جس دن اس سے کوئی گناہ سرزد نہ ہوا ہو۔

← مرد کریم بے غیرتی کو رد کرتا ہے اور ہمسائے کا احترام کرتا ہے۔

← کمین بے غیرتی کو اپنا لباس بنالیتا ہے اور آزاد لوگوں کو اذیت دیتا ہے۔

← سردار وہ ہے جو اپنے بھائیوں (کے بوجھ) کی سنگینی کو برداشت کرے اور اپنے پڑوسی کے ساتھ بہترین ہمسائیگی اختیار کرے۔

← اپنے وقت پر فرار اپنے زمانے میں فتح مندی کے برابر ہوتا ہے۔

← گفتگو کی زیادتی حکمت والے کو لغزش زدہ اور بردبار کو تنگ کرتی ہے لہذا کثرت کلام سے بچ کہ کہیں تیری سرزنش نہ ہو اور کمی کلام سے (بھی) کہ کہیں تیری توہین نہ ہو۔

← تیرا برادر دوست وہ کہ جو اپنے نفس کے عوض تیری حفاظت کرے اور تجھ کو اپنے مال، اپنی اولاد اور اپنی بیوی پر ترجیح دے۔

← امید ہمیشہ جھوٹ بولتی ہے اور آدمی کی طویل زندگی اس کے لیے عذاب بن جاتی ہے۔

← پرامن زندگی کا آرام انتہائی کی وحشت دور کر دیتا ہے اور اجتماعی زندگی (برادری) کا مزہ خوف کی وحشت سے کرکرا ہو جاتا ہے۔

← غربت میں عزت کے ساتھ صبر ذلت کے ساتھ تونگری سے بہت اچھا ہے۔

← غم نفس کو سکیڑ دیتا ہے اور انبساط کو لپیٹ دیتا ہے۔

← چارہ سازی میں باریک بینی وسیلے سے زیادہ موثر ہے۔

← دوراندیش وہ ہے جو اپنے لیے دوست دیکھ بھال کر اختیار کرتا ہے کیونکہ آدمی کا وزن اس کے ساتھی کے ساتھ کیا جاتا ہے۔

← دنیا مصیبتوں سے بھری ہوئی ہے اور اس کا آنے والا دن درد اور رنج والم سے پُر ہے۔

← کمین اپنے گزشتہ احسانات کو قرضہ سمجھ کر ان کا تقاضہ کرتا ہے۔

← گرم مزاجی جنون کی ایک قسم ہے اس لیے اس کا مرتکب نادم ہوتا ہے اور اگر وہ نادم نہیں ہو رہا تو اس کا جنون مستحکم ہے۔

← عقل نفع دینے والی، علم بلند کرنے والا اور صبر مدافعت کا قلعہ ہے۔

← دنیا دردو دینے والی مصیبتیں اور تکلیف دینے والی اموات اور ریزہ ریزہ کر دینے والی عبرتوں پر (مشتمل) ہے۔

← مصیبت پر نالہ وزاری اس کو بڑھا دیتی ہے، اور اس پر صبر اسے فنا کر دیتا ہے۔

← دل حکمت کے چشمے ہیں اور کان اس کے داخلے کے مقام۔

← نفس کھلے ہوئے ہیں لیکن دست عقل نخوت سے بچانے کے لیے ان کی عنان پکڑے ہوئے ہیں۔

← ایام تمہاری عمر کے صحیفے ہیں لہٰذا ان کو بہترین اعمال سے پُر کر دو۔

← دنیا گردش والا دھوکہ اور زائل ہونے والا سراب اور سرکنے والا تکیہ ہے۔

← خوبی اور اچھائیوں کا علم نہ رکھنا سب سے بری رذالت ہے۔

← دوست یک نفس ہیں جب کہ وہ جدا جدا جسموں میں ہیں۔

← گناہ گاری وہ ذلیل حصار ہے جو اپنے کرنے والے کو روکتا نہیں اور جو اس میں پناہ لے اس کی حفاظت نہیں کرتا۔

← علم کے بغیر عبادت کرنے والا چکی پر بندھے ہوئے گدھے کی مانند ہے جو ایک دائرے میں حرکت کرتا ہے مگر اپنے مقام سے باہر نہیں نکلتا ہے۔

← کریم قدرت رکھنے کے باوجود معاف کرتا ہے اور دور حکومت میں عدل سے کام لیتا ہے، آزار پہنچانے سے باز رہتا ہے اور اپنے احسان کو نچھاور کرتا ہے۔

← دوست وہ ہے جو ظلم اور عداوت سے منع کرنے والا ہو اور نیکی اور احسان میں مددگار بنے۔

← جاہل ایسی چٹان ہے جس سے پانی نہیں ابلتا اور وہ درخت ہے جس کی شاخیں ہری نہیں ہوتیں اور وہ زمین ہے کہ جو اپنا سبزہ نہیں اُگاتی۔

← کسی قوم کے فعل پر رضامندی ان میں شامل ہونے کی مانند ہے اور ہر اس شخص کے جو باطل میں داخل ہے دو گناہ ہیں ایک باطل پر رضامند رہنے کا اور ایک اس پر عمل کرنے کا۔

← انسان اپنے دو چھوٹی چیزوں سے ہے اپنے قلب سے اور اپنی زبان سے اگر وہ جنگ کرتا ہے تو اپنے دل کے ساتھ اور اگر وہ بولتا ہے تو اپنے نطق کے ساتھ۔

← عقل مومن کی خلیل علم اس کا وزیر صبر اس کے لشکروں کا امیر اور عمل اس کی استواری ہے۔

← انسان اس درخت کی مانند ہیں جن کی آبپاشی یکساں اور جن کے پھل مختلف ہوتے ہیں۔

← علم دو ہیں، طبعی اور سماعی۔ طبعی (علم) اس وقت تک نفع بخش نہیں جب تک کہ سماعی (علم) نہ ہو۔

← جھوٹا اور مردہ دونوں برابر ہیں کیونکہ زندہ کی مردہ پر فضیلت اعتماد کی وجہ سے ہے لہٰذا جب جھوٹے کا کلام اعتماد والا نہ رہا تو اس کی اس کی زندگی باطل ہوگئی۔

← انس تین چیزوں میں ہے۔ ذہنی ہم آہنگی رکھنے والی بیوی، صالح اولاد اور موافق دوست۔

← مروت حکومت میں عدل سے کام لینے، باوجود قدرت کے معاف کر دینے اور معاشرت میں میل جول پر مبنی ہے۔

← معزول ہونے کے بعد کی ذلت اقتدار، کی عزت کے ہم وزن ہے۔

← عادل کے دوست اور محبت کرنے والے کثیر ہیں۔

← عالم مردوں کے درمیان ایک زندہ ہے۔

← خواہشیں شیطان کی پھندے ہیں۔

← سوال ذلت کا طوق ہے جو عزت دار کی عزت اور حسب والے کے حسب کو چھین لیتا ہے۔

← عدل یہ ہے کہ جب تو ظلم کرنا چاہیے تو انصاف سے کام لے اور افضل یہ ہے کہ جب تو قدرت پائے تو معاف کر دے۔

← انسان تین موقعوں پر بدل جاتا ہے۔ حاکموں کی نزدیکی پانے پر، حکومت ملنے پر

اور غربت کے بعد تونگر بننے پر، جو کوئی ان تین موقعوں پر نہ بدلا وہ مضبوط عقل والا اور راست خصلت ہے۔

← بلاغت یہ ہے کہ تو جواب دے اور ہچکچائے نہیں اور درست جواب دے کہ خطا نہ ہو۔

← ضد اور ہٹ دھرمی صحیح رائے کو دور کر دیتی ہے۔

← کوتاہی کا نتیجہ شرمندگی اور احتیاط و دور اندیشی کا نتیجہ سلامتی ہے۔

← انسان کی جتنی ہمت ہو اتنی ہی اس کی قدر و قیمت ہے۔

← دلوں کا ایک مثبت رجحان ہوتا ہے اور ایک منفی تو جب دل جھکے تو اسے نوافل پر لگا دو اور جب کھیچے تو فقط فرائض پر اکتفا کرو کہ عبادت میں حضور قلب شرط ہے۔

← صبر حوادث زمانہ کو دور کرتا ہے۔

← رنج و آلام کا بدترین دشمن صبر ہے۔

← صبر ایمان کا بہترین جامہ ہے اور انسان کی اعلیٰ ترین خصلت۔

← جو شخص صبر و بردباری کے گھوڑے پر سوار ہو گیا وہ فتح و نصرت کے میدان میں پہنچ گیا۔

← صبر کرو کیونکہ صبر ایک مضبوط قلعہ ہے اور اہل یقین کی عبادت میں شمار ہوتا ہے۔

← صبر کامیابی کی ضمانت ہے۔

← صبر و تحمل فقر کی ڈھال ہے۔

← جسے صبر رہائی نہیں دلاتا اسے بے تابی اور بے قراری ہلاک کر دیتی ہے۔

← صبر کرنے والا ظفر و کامرانی سے محروم نہیں ہوتا چاہے اس میں طویل مدت لگ جائے۔

← عجز و درماندگی مصیبت ہے اور صبر و شکیبائی شجاعت ہے۔

← خود پسندی زیادتی نعمت کو روکتی ہے۔

← تعصب و خود پسندی تباہی کا باعث ہے۔

← خود پسندی ترقی میں مانع ہوتی ہے۔

← زبان ایک ایسا درندہ ہے کہ اگر کھلا چھوڑ دیا جائے تو وہ انسان کو پھاڑ کھائے۔

← سب گناہوں سے بڑی جھوٹی زبان ہے۔

← انسان اپنی زبان کے نیچے پوشدہ ہے۔

← بات کروتا کہ پہچانے جاؤ کیونکہ انسان اپنی زبان کے نیچے پوشیدہ ہے۔

← عقل مند کی زبان اس کے دل کے پیچھے اور بے وقوف کا دل اس کی زبان کے پیچھے ہوتا ہے۔

← کلام تمہارے قید و بند میں ہے جب تک تم نے اسے کہا نہیں ہے۔ اور جب کہہ دیا تو تم اس کی قید بند میں ہو لہٰذا اپنی زبان کی اس طرح حفاظت کرو جیسے اپنے سونے چاندی کی کرتے ہو۔

← عقل مند دل کی آنکھ اپنا مآل کار دیکھتا ہے اور اپنی اونچ نیچ (اچھی بری رہواں) کو پہچانتا ہے۔

← عقل مند وہ ہے جو اپنی زبان کو غیبت سے بچائے۔

← عذر پیش کرنا عقل مندی کی دلیل ہے۔

← عقل مند وہ ہے جس کے اقوال اس کے افعال کی تصدیق کریں۔

← عقل مند کبھی سوال کی ذلت گوارہ نہیں کرتا۔

← خلقت کے ساتھ دوستی کرنا آدھی عقل مندی ہے۔

← عقل مند وہ ہے جو فانی کو فانی اور باقی کو باقی سمجھے۔

← عقل انسان کی زینت ہے۔

← عقل سے بڑھ کر کوئی مال سودمند نہیں۔

← تمہارا قاصد تمہاری عقل کا ترجمان ہے اور تمہاری طرف سے کامیاب ترین ترجمانی کرنے والا تمہارا خط ہے۔

← اللہ نے کسی شخص کو عقل ودیعت نہیں کی ہے مگر یہ کہ وہ کسی دن اس کے ذریعہ سے

اسے تباہی سے بچائے گا۔

← کوئی شخص کسی سے ہنسی مذاق نہیں کرتا مگر یہ کہ اپنی عقل کا ایک حصہ اپنے سے الگ کر دیتا ہے۔

← عقل مند وہ ہے جو ہر چیز کو اس کے موقع محل پر رکھے۔

← آنکھوں کا دیکھنا حقیقت میں دیکھنا نہیں کیونکہ یہ کبھی اپنے اشخاص سے غلط بیانی بھی کر جاتی ہے مگر عقل اس کو جو اس سے نصیحت چاہیے کبھی فریب نہیں دیتی۔

← ہر شخص کے مال میں دو حصہ دار ہوتے ہیں ایک وارث اور دوسرے حوادث۔

← اولاد کے مرنے پر آدمی کو نیند آجاتی ہے مگر مال کے چھن جانے پر اسے نیند نہیں آتی۔

← اے فرزند آدم تو نے غذا سے جو زیادہ کمایا ہے اس میں دوسرے کا خزانچی ہے۔

← اہل دنیا سواروں کی مانند ہیں کہ ابھی انہوں نے منزل طے کی ہی تھی کہ ہکارنے والے نے انہیں للکارا اور چل دیئے۔

← جب دنیا (اپنی نعمتوں کو لے کر) کسی کی طرف بڑھتی ہے تو دوسروں کی خوبیاں بھی اسے ارتیاً دے دیتی ہے اور جب اس سے رُخ موڑ لیتی ہے تو خود اس کی خوبیاں بھی اس سے چھین لیتی ہے۔

← دنیا کی مثال سانپ کی سی ہے کہ جو چھونے میں بہت نرم معلوم ہوتا ہے مگر اس کے اندر زہر بھرا ہوتا ہے۔ فریب خوردہ جاہل اس کی طرف کھنچتا ہے۔ اور ہوش مند اس سے بچ کر رہتا ہے۔

← دنیا منہ زوری دکھانے کے بعد پھر ہماری طرف جھکے گی جس طرح کاٹنے والی اونٹنی اپنے بچے کی طرف جھکتی ہے۔

← لوگ اسی دنیا کی اولاد ہیں اور کسی شخص کو اپنی ماں کو محبت پر لعنت ملامت نہیں کی جاسکتی۔

← دنیا ایک دوسری منزل کے لیے پیدا کی گئی ہے نہ اپنے (بقا و دوام کے) لیے۔

← زمانہ جسموں کو کہنہ و بوسیدہ اور آرزوؤں کو تر و تازہ کرتا ہے۔ موت کو قریب اور آرزوؤں کو دور کرتا ہے۔ جو زمانے سے کچھ پالیتا ہے وہ بھی کچھ رنج سہتا ہے اور جو کھو دیتا ہے وہ تو دکھ جھیلتا ہے۔

← دنیا کی بادشاہت عین ذلت ہے اور اس کی شیرینی عین تلخی ہے۔ اس کی حیات منتظر موت ہے۔

← دنیا کو سرائے سمجھو جس میں کچھ دیر قیام کرنا ہے۔

← دنیا ایک دولت ہے جو خواب میں ملی ہے اور جب آنکھ کھلی تو کچھ بھی نہیں اور آنکھ جب کھلتی ہے جب آنکھ بند ہو جاتی ہے۔

← دنیا انسان کو ذلیل و خوار کرتی ہے۔

← دنیا والے ایسے سواروں کی مانند ہیں جو سو رہے ہیں اور سفر جاری ہے۔

← مصیبت کو خوشی سے قبول کرو یہ تم کو زیادہ مضبوط بنا دے گی۔

← دنیا دوستان خدا کے لئے تجارتی منڈی ہے۔

← مصیبت میں گھبرانا بری مصیبت ہے۔

← شکر نعمت کو زیادہ کرتی ہے۔

← شکر کرنا تونگری کی آرائش ہے۔

← مصائب کا مقابلہ صبر اور نعمتوں کی حفاظت شکر سے کرو۔

← حرص باعث ہلاکت ہے اور موجب ذلت۔

← طمع کرنے والا ذلت و خواری کی قید میں ہے۔

← جس شخص نے طمع کی اس نے اپنے نفس کو ذلیل و خوار کیا۔

← اکثر عقلوں کا ٹھوکر کھا کر گرنا طمع و حرص کی بجلیاں چمکنے پر ہوتا ہے۔

← حرص تکبر اور حسد گناہوں میں پھاند پڑنے کے محرکات ہیں۔

← جو شخص مختلف چیزوں کا طلب گار ہو گا اس کی ساری تدبیریں ناکام ہوتی ہیں۔

← طاقتور مرد کے لیے سب سے بڑی آفت اور مصیبت یہ ہے کہ وہ اپنے دشمن کو

ضعیف اور کمزور خیال کرے۔

← انسان کے لیے ایک دشمن بھی بہت زیادہ ہے۔

← سب سے کم فریب اور دھوکے باز دشمن وہ ہوتا ہے۔ جو کھلم کھلا اپنی دشمنی کا اظہار کرے۔

← تیرا نفس تجھ سے یقیناوہ کام لے گا جس سے تو نے اسے مایوس کیا۔

← جس کی نظر میں خود اپنے نفس کی عزت ہوگی وہ اپنی خواہشوں کو بے وقعت سمجھے گا۔

← جو شخص اپنے نفس کا محاسبہ کرتا ہے وہ فائدہ اٹھاتا ہے اور جو غفلت میں رہتا ہے وہ نقصان اٹھاتا ہے۔ جو ڈرتا ہے وہ عذاب سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ اور جو عبرت حاصل کرتا ہے وہ بینا ہو جاتا ہے اور جو بینا ہو جاتا ہے وہ بافہم ہو جاتا ہے اور جو بافہم ہوتا ہے اسے علم حاصل ہو جاتا ہے۔

← بہترین علم وہ ہے جس کی وجہ سے تمہیں اپنے نفس کو مجبور کرنا پڑے۔

← سخت گیری عیب ہے، نافرمانی باعث پریشانی ہے۔

← جو میانہ روی اختیار کرتا ہے وہ کبھی محتاج نہیں ہوتا۔

← جب دشمن پر غلبہ پاؤ تو اسے معاف کر دو۔

← مشورہ کرنا بہترین مددگاری ہے۔

← نیکی وہ ہے جس سے علم وعمل میں ترقی ہو۔

← نیکی یہ نہیں کہ تمہارے مال واولاد میں ترقی ہو جائے خوبی یہ ہے کہ تمہارا علم زیادہ اور حلم بڑا ہو اور تم اپنے پروردگار کی عبادت پر ناز کر سکو۔

← عمل صالح سے بڑھ کر کوئی تجارت نہیں۔

← حلم وتحمل ڈھانکنے والا پردہ اور عقل کاٹنے والی تلوار ہے لہٰذا اپنے اخلاق کے کمزور پہلو کو حلم وبردباری سے چھپاؤ اور اپنی عقل سے خواہش نفسانی کا مقابلہ کرو۔

← حلم وبردباری نادان کے ہونٹ سی دیتی ہے۔

← حلم وتحمل پورا ایک قبیلہ ہے۔

← اگر تم بردبار نہیں ہو تو بظاہر بردبار بننے کی کوشش کرو کیونکہ ایسا کم ہوتا ہے کہ کوئی شخص کسی جماعت سے مشابہت اختیار کرے اور ان میں سے نہ ہو جائے۔

← اپنے علم کو جہل اور یقین کو شک نہ بناؤ جب جان لیا تو عمل کرو اور جب یقین ہو گیا تو آگے بڑھو۔

← علم وادب سے بڑھ کر کوئی میراث نہیں۔

← علم عمل سے وابستہ ہے لہذا جو جانتا ہے کہ وہ عمل بھی کرتا ہے اور علم عمل کو پکارتا ہے اگر وہ لبیک کہتا ہے تو بہتر ورنہ وہ بھی اس سے رخصت ہو جاتا ہے۔

← علم دو طرح کا ہوتا ہے ایک وہ جو نفس میں رچ بس جائے اود ایک وہ جو صرف سن لیا گیا ہو اور سنا سنایا علم فائدہ نہیں دیتا جب تک وہ دل میں راسخ نہ ہو۔

← اللہ جس کو ذلیل کرنا چاہتا ہے اس کو علم ودانش سے محروم کر دیتا ہے۔

← علم ودانش دنیا کے مال سے بہتر ہے کیونکہ علم ودانش تیرے نگہبان ہیں اور مال کی نگہبانی تجھے خود کرنی پڑتی ہے۔دنیا کا مال خرچ کرنے سے گھٹتا چلا جاتا ہے۔ اس کے برعکس علم ودانش کو جس قدر استعمال کیا جائے اور تقسیم کیا جائے وہ بڑھتا ہی جاتا ہے۔

← بردباری کا اس کے حلم سے پہلا عوض یہ ملتا ہے کہ لوگ جاہل کے مقابلے میں اس کے معاون ہو جاتے ہیں۔

← مشکل ترین سیاست لوگوں کی عادات کو تبدیل کرنا ہے۔

← اگر کوئی شخص دولت آخرت حاصل کرنا چاہتا ہے تو وہ ترک دنیا اختیار کرے۔

← اپنی عمر پر اعتماد نہ کرو کیونکہ جو گنتی میں اور شمار میں آ گئی وہ ختم ہونے والی ہے۔

← جس شخص سے تم اپنا حق حاصل کرنے میں کامیابی حاصل نہیں کر سکتے ایسے انسان کے ساتھ کسی قسم کا (لین دین) معاملہ کرنے سے مکمل طور پر اجتناب کرو۔

← دوسروں کی تعریف اور مدح اتنی ہی کرو جس کے وہ اہل ہیں۔ کسی کو اس کے حق

سے زیادہ سراہنا چاپلوسی ہے اور حق میں کمی کرنا کوتاہ بینی ہے یا حسد۔

← ضعیف العمر آدمی کی رائے میرے نزدیک ایک نوجوان کی قوت سے بہتر ہے۔

← حکمت انسان کی راہ نمائی کرتی ہے۔

← حکمت کی بات سے خاموشی اختیار کرنا کوئی خوبی نہیں جس طرح جہالت کے ساتھ بات کرنے میں کوئی بھلائی نہیں۔

← حکمت کی بات جہاں کہیں ہو اسے حاصل کرو کیونکہ حکمت منافق کے سینے میں بھی ہوتی ہے لیکن جب تک اس (زبان) سے نکل کر مومن کے سینے میں پہنچ کر دوسری حکمتوں کے ساتھ بہل نہیں جاتی تڑپتی رہتی ہے۔

← خدا جب کسی کو ذلیل کرتا ہے تو علم اس پر حرام ہو جاتا ہے۔

← سستی اور کاہلی اور بے کاری کی آغوش میں آرام کرنے کی عادت انسان کو خوشخبری سعادت اور حقیقی سکون قلب و روح سے مرحوم کر دیتی ہے۔

← جو شخص سستی اور قاہلی کرتا ہے۔ وہ اپنے حقوق کو برباد کر دیتا ہے اور جو چغل خور کی بات پر اعتماد کرتا ہے۔ وہ دوست کو اپنے ہاتھ سے کھو دیتا ہے۔

← مومن دنیا میں صادق ہوتا ہے۔

← دنیا مومن کے لیے ایک شراب فروشی کی دکان کی مثل ہے۔ جنت اس کی جائے پناہ ہے۔

← مومن دنیا کی طرف عبرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔

← مومن کی زبان اس کی سوچ کے پیچھے ہوتی ہے جبکہ منافق کی سوچ اس کی زبان کے پیچھے ہوتی ہے کیونکہ مومن جب بولنے کا ارادہ کرتا ہے تو پہلے اپنے ذہن میں اس بات کو سوچتا ہے۔

← بے وقوف کی ہم نشینی اختیار نہ کرو کیونکہ وہ تمہارے سامنے اپنے کام سجا کر پیش کرے گا اور یہ چاہے گا کہ تم بھی اس کے ایسے ہو جاؤ۔

← جب دو قسم کی دعوتیں ہوں گی تو ان میں سے ایک ضرور گمراہی کی دعوت ہوگی۔

- دین انسان کو بزرگی عطا کرتا ہے۔
- دنیا (دنیا و آخرت) نجات کا راستہ ہے۔
- سچائی امانت داری ہے۔
- لالچ ہمیشہ کی غلامی ہے۔
- دور اندیشی ایک سرمایہ ہے۔
- جب قدرت زیادہ ہو جاتی ہے تو خواہش کم ہو جاتی ہے۔
- دو ایسے خواہش مند ہیں جو سیر نہیں ہوتے ایک طالب علم اور دوسرا طالب دنیا۔
- تکبر انسان کو پست کرتا ہے۔
- پاکدامنی ایک نعمت ہے۔
- گناہ تک رسائی کا نہ ہونا بھی ایک صورت ہے پاکدامنی کی۔
- بے وقوف عار و ننگ ہے۔
- جھوٹ خیانت ہے
- امانت داری ایمان کی علامت ہے۔
- خوش روی اور کشادہ روی نیکی ہے۔
- قناعت انسان کو بے نیاز کرتی ہے۔
- حسد انسان کو کھا جاتا ہے۔
- دوست کا حسد کرنا دوستی کی خامی ہے۔
- جس سے لوگ مبارکباد کہتے ہیں۔ زمانے نے اس کے لیے ایک برا دن چھپا رکھا ہے۔
- ریا شرک ہے۔
- جہالت موت ہے۔
- آرزو (تمنا) آفت و بلا ہے۔
- لوگوں سے ناامیدی آزادی ہے۔

← جو امید کی راہ میں بگ ٹٹ دوڑتا ہے وہ موت سے ٹھوکر کھاتا ہے۔
← یقین ایک نور ہے۔
← اچھائیاں سختی و مشقت سے ہاتھ آتی ہیں۔
← جس کا آج اس کے گذشتہ کل سے بہتر نہیں گویا وہ ہلاک ہو گیا۔
← مخالفت صحیح رائے کو برباد کر دیتی ہے۔
← رزق حلال کمانے میں خوب کوشش کرو مگر دوسروں کے خزانچی نہ بنو۔
← تمہارے اور نصیحت میں بے توجہی کا پردہ حائل ہوتا ہے۔
← اللہ کو سب سے زیادہ جاننے والے اللہ سے سب سے زیادہ سوال کرنے والے ہیں۔
← ادب سے بڑھ کوئی میراث نہیں۔
← اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے۔ایسے مسلمان کو جو اپنے بھائی کے لیے وہی پسند کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے اور اپنے بھائی کے لیے نا پسند کرے جو خود نا پسند کرتا ہے۔
← میل محبت پیدا کرنا عقل کا نصف حصہ ہے۔
← جس کو حیا نے اپنا لباس پہنا دیا ہے اس کے عیب لوگوں کی نظروں کے سامنے نہیں آتے۔
← خوف کا نتیجہ ناکامی، شرم کا نتیجہ محرومی ہے اور فرصت کی گھڑیاں ابر کی مانند گزر جاتی ہیں لہٰذا بھلائی کے ملے ہوئے موقعوں کی غنیمت جانو۔
← حالات کے پلٹوں میں ہی لوگوں کے جوہر کھلتے ہیں۔
← جب جواب مبہم ہوتے ہیں۔تو حق واضح نہیں ہوتا۔
← جو اپنے راز کو چھپائے رہے گا اسے اپنے اوپر قابو رہے گا۔
← وہ آدمی کامیاب ہوا جس نے اپنے راز کی ایسے حفاظت کی جیسے گہرے سمندر میں موتی۔

← جو برے فعل کو اچھا سمجھتا ہے، وہ اس برے فعل شریک ہے۔

← ترک گناہ توبہ کرنے سے آسان ہے۔

← جس پر گناہ قابو پالیں وہ کبھی کامران نہیں ہوااور شر کے ذریعے غلبہ پانے والا حقیقاً مغلوب ہے۔

← موت سے بڑھ کر کوئی سچی اور امید سے بڑھ کر کوئی جھوٹی چیز نہیں۔

← خدا کی قسم جو چیز سراسر حقیقت ہے، ہنسی کھیل نہیں اور سرتاپا حق ہے، جھوٹ نہیں وہ صرف موت ہے۔

← فتنہ انگیزی قتل سے بڑھ کر ہے۔

← ذلت اٹھانے بہتر ہے کہ تکلیف اٹھاؤ۔

← اے عالم قرآن عامل قرآن بھی بن۔

← خاموشی عالم کے لیے زیور ہے اور جاہل کے لیے جہالت کا پردہ ہے۔

← علم کا حاصل ہو جانا بہانے کرے والوں کے عذر کو ختم کر دیتا ہے۔

← دوستوں کو کھو دینا غریب الوطنی ہے۔

← دولت ہو تو پردیس بھی دیس ہے اور مفلسی ہو تو دیس بھی پردیس ہے۔

← وہ تھوڑا سا عمل جس میں ہمیشگی ہو اس زیادہ سے بہتر ہے جو تنگی کا باعث ہے۔

← بات وحشی ہے ایک سے نکلتی ہے تو دوسرا پکڑ لیتا ہے۔

← حالات کے انقلاب میں مردوں کے جوہر معلوم کیئے جاتے ہیں۔ زندگی کے نشیب وفراز نفسیات بدل دیتے ہیں۔

← ظالم کے لیے انصاف کا دن اس سے زیادہ سخت ہوگا جتنا مظلوم پر ظلم کا دن۔

← ظلم میں پہل کرنے والا کل (ندامت سے) اپنے ہاتھ اپنے دانتوں سے کاٹتا ہوگا۔

← حکام اللہ کی سرزمین پر اس کے پاسبان ہیں۔

← حکومت کفر سے تو باقی رہ سکتی ہے مگر ظلم سے نہیں۔

← حکومت لوگوں کے لیے آزمائش کا میدان ہے۔

← جب تک تمہارے نصیب یاور ہیں تمہارے عیب ڈھکے ہوئے ہیں۔

← جو مالک (صاحب اختیار) ہوتا ہے وہ اپنی رائے کا ہوتا ہے اور خودرائی کرنے والا تباہ ہو جاتا ہے۔ لوگوں سے مشورہ کرنے والا لوگوں کی عقلوں میں شریک ہو جاتا ہے۔

← جب کسی کام سے ڈر لگتا ہو تو اس میں جا پڑو کیونکہ کسی چیز سے بچاؤ اس سے ڈرنے سے زیادہ اہم ہے۔

← سرداری فراخ حوصلگی سے حاصل ہوتی ہے۔

← جسے اپنی آبرو عزیز ہو لڑائی جھگڑے سے دور رہتا ہے۔

← اختلاف رائے کو بے کار کر دیتا ہے۔

← محسن کے ثواب کا ذکر کرنا (نیک کردار کی تعریف) بدکار کی توہین کا سبب ہے۔

← اپنے دوست کو احسان کر کے راضی کر لو اور انعام دے کر اس کے شر سے بچو۔

← فیصلے کے وقت خاموشی اسی طرح بری ہے جیسے ناواقفیت (جہالت) کی بات کرنا۔

← اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ ہر روز یہ ندا کرتا ہے کہ موت کے لیے اولاد پیدا کرو، برباد ہونے کے لیے دولت جمع کرو اور تباہ ہونے کے یے عمارتیں کھڑی کر دو۔

← جس کی شاخ نرم ہو گی اس میں ٹہنیاں زیادہ ہوں گی یعنی با اخلاق سے محبت کرنے والے زیادہ ہوتے ہیں۔

← جاہل کو نہ پاؤ گے مگر حد سے بہت آگے بڑھا ہوا یا اس سے بہت پیچھے۔

← تکلیف سے چشم پوشی کرو ورنہ کبھی خوش نہیں رہ سکتے۔

← جو سفر کی دوری کو پیش نظر رکھتا ہے وہ کمر بستہ رہتا ہے۔

← عہد پیماں کی ذمہ داریوں کو ان سے وابستہ کرو جو میخوں کی طرح مضبوط ہوں۔

← موقع کو ہاتھ سے جانے دینا رنج واندوہ کا باعث ہوتا ہے۔

← ہر شخص کی ایک قیمت ہے اور وہ قیمت اس کا ہنر ہے۔

← بہت سے پڑھے لکھوں کو دین سے بے خبری تباہ کر دیتی ہے اور جو علم ان کے پاس ہوتا ہے وہ ان کو ذرا بھی فائدہ نہیں پہنچاتا۔

← یہ انصاف نہیں کہ صرف ظن و گمان پر اعتماد کرتے ہوئے فیصلہ کیا جائے۔

← عاجزی آفت ہے۔

← صبر، بہادری، زہد، مالداری اور پرہیزگاری جہنم سے بچاؤ کا آلہ ہے۔

← راضی بہ رضا رہنا بہترین ساتھی اور علم قیمتی ترکہ ہے۔ اور اچھی عادتیں نئے زیور اور (قوت) فکر صاف آئینہ ہے۔

← عقل مند کا سینہ اس کے رازوں کا صندوق ہوتا ہے۔

← چہرے کی شگفتگی محبت کا جال ہے۔

← فتنہ فساد میں اس طرح رہو جس طرح اونٹ کا وہ بچہ جس نے ابھی اپنی عمر کے دو سال ختم کئے ہوں کہ نہ تو اس کی پیٹھ پر سواری کی جا سکتی ہے اور نہ اس کی تھنوں سے دودھ دوہا جا سکتا ہے۔

← جب تک قسمت یاور ہے عیب چھپے ہوئے ہیں۔ جب کسی قوم پر دنیا جھکتی ہے تو دوسروں کی نیکیاں اسے دے دیتی ہے اور جب منہ پھیرتی ہے (زوال آتا ہے) تو خوبیاں بھی چھین لیتی ہے۔

← سب سے زیادہ عاجز و لاچار وہ شخص ہے جو زندگی میں کچھ دوست نہ پا سکے اور اس سے بھی زیادہ مجبور وہ ہے جو دوست پانے کے بعد کھو دے۔

← جس کو اپنے چھوڑ دیتے ہیں اسے بیگانے مل جاتے ہیں۔

← بامروت لوگوں کی لغزشوں سے درگزر کرو کیونکہ ان میں سے جو بھی لغزش کھا کر گرتا ہے اللہ اس کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر اوپر اٹھا لیتا ہے۔

← فرزند آدم جب تم دیکھو کہ خدا برابر نعمتیں دے رہا ہے تو پھر تم گناہ کرو تو ڈرو

← جس کسی نے بھی بات دل میں چھپا کر رکھنا چاہی وہ اس کی زبان سے بے

ساختہ نکلے ہوئے الفاظ اور چہرے کے آثار سے نمایاں ضرور ہو جاتی ہے۔

← رفاقت اور دوستی میں ایک قسم کی اکتسابی رشتہ داری ہے۔

← اپنے دوست سے اظہار محبت میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کر لیکن سو فیصد اس پر اعتماد نہ کرو اور احتیاط کو ملحوظ رکھو۔اس سے بھائی چارہ اور مواسات قائم کرو اور اپنے تمام بھیدوں سے اسے آگاہ نہ کرو۔

← سخاوت کرو لیکن فضول خرچی نہ کرو اور جز رسی کرو مگر بخل نہ کرو۔

← فتح خود اعتمادی پر اور خود اعتمادی بار بار سوچنے اور حفاظت راز پر موقوف ہے۔

← انسان کے دل وحشی ہیں جو انہیں موہ لے اسی پر جھک جاتے ہیں۔

← چار مثبت اور چار منفی باتیں یاد رکھو۔ان کے ہوتے ہوئے جو کچھ کرو گے وہ تمہیں ضرر نہ پہنچائے گا۔

(1) سب سے بڑی ثروت عقل و دانش ہے۔

(2) سب سے بڑی نادانی حماقت و بے عقلی ہے۔

(3) سب سے بڑی وحشت غرور و خود بینی ہے۔

(4) سب سے بڑا جوہر ذاتی حسن واخلاق ہے۔

← بے وقوف سے دوستی نہ کرنا کیونکہ جب تمہیں فائدہ پہنچانا چاہے گا تو نقصان پہنچائے گا اور بخیل سے دوستی نہ کرنا کیونکہ جب تمہیں اس کی ضرورت ہوگی تو وہ تم سے دور بھاگے گا اور بدکردار سے دوستی نہ کرنا ورنہ وہ تمہیں کوڑیوں کے مول بیچ ڈالے گا اور جھوٹے سے دوستی نہ کرنا کیونکہ وہ سیراب کی مانند تمہیں دور کی چیزوں کے قریب اور قریب کی چیزوں کو دور کر کے دکھائے گا۔

← دلوں کے لیے رغبت اور آگے بڑھنا اور پیچھے ہٹنا ہوتا ہے لہٰذا ان سے اس وقت کام لو جب ان میں خواہش و میلان ہو کیونکہ دل کو مجبور کر کے کسی کام پر لگایا جائے تو اسے کچھ سجھائی نہیں دیتا۔

← یہ دل بھی اس طرح تھکتے ہیں جس طرح بدن تھکتے ہیں۔لہٰذا جب ایسا ہو تو ان

کے لیے حکیمانہ جملے تلاش کرو۔

← دل کبھی مائل ہوتے ہیں، کبھی اچاٹ ہوجاتے ہیں لہٰذا جب مائل ہوں تو اس وقت انہیں مستجاب کی بجا آوری پر آمادہ کرو اور جب اچاٹ ہوں تو واجبات پر اکتفا کرو۔

← لوگوں کے دل صحرائی جانور ہیں جوان کو سدھائے گا اس کی طرف جھکیں گے۔

← عقل سے زیادہ بے نیازی جہالت سے بڑھ کر محتاجی آداب سے بہتر ترکہ مشورے سے بہتر پشت پناہ نہیں۔

← مسافرت میں دولت مندی وطن (کا مزہ دیتی ہے) اور غربت وطن کو مسافرت بنا دیتی ہے۔

← عورت خوش معاشرت بچھو ہے۔ ساتھ رہے تو خوشی ضرور ہوتی ہے مگر ڈنگ مارنے سے نہیں رکتی۔ عورتوں کی بہترین خصلتیں وہ ہیں جو مردوں کی بدترین صفتیں ہیں۔ غرور، بزدلی، کنجوسی، اس لیے کہ عورت جب مغرور ہوگی تو وہ کسی کو اپنے نفس پر قابو نہ دے گی اور کنجوس ہوگی تو اپنے شوہر کے مال کی حفاظت کرے گی اور بزدل ہوگی تو ہر اس چیز سے ڈرے گی جو اسے پیش آئے گی۔

← ایک مرتبہ جناب امیر اپنے اصحاب کے درمیان بیٹھے ہوئے تھے کہ ان کے سامنے سے ایک عورت کا گزر ہوا جس کو لوگوں نے دیکھنا شروع کیا جس پر حضرت علی نے فرمایا:

''ان مردوں کی آنکھیں تاکنے والی ہیں اور یہ نظر بازی ان کی خواہشات کو برانگیختہ کرنے کا سبب ہے لہٰذا اگر تم میں سے کسی کی نظر ایسی عورت پر پڑے کہ جو اسے اچھی معلوم ہو تو اسے اپنی زوجہ کی طرف متوجہ ہونا چاہیے کیونکہ یہ عورت بھی عورت کے مانند ہے۔''

← جب لڑکیاں نص الحقائق کو پہنچ جائیں تو ان کے لئے دودھیالی رشتہ دار زیادہ حق رکھتے ہیں۔

← جب آپ نے لڑ منؔ کے لئے لشکر روانہ کیا تو فرمایا: جہاں تک بن پڑے عورتوں سے عازب رہو۔

← اے لوگو! عورتیں ایمان میں ناقص حصوں میں سے ہیں۔ ناقص اور عقل میں ناقص ہوتی ہیں۔ نقص ایمان کا ثبوت یہ ہے کہ ایام کے دور میں نماز روزہ انہیں چھوڑنا پڑتا ہے اور ناقص العقل ہونے کا ثبوت یہ ہے کہ دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کے برابر ہوتی ہے۔ اور حصہ نصیب میں کمی یوں ہے کہ میراث میں ان کا حصہ مردوں سے آدھا ہوتا ہے۔ بری عورتوں سے ڈرو اور اچھی عورتوں سے بھی چوکنا رہو۔ تم ان کی اچھی باتیں بھی نہ مانو۔ آگے بڑھ کر وہ بری باتوں کو منوانے پر نہ اتر آئیں۔

← جو شخص اپنے تئیں عوام کا قائد جتائے، اسے چاہیے کہ دوسروں کو تعلیم دینے سے پہلے اپنے آپ کو تعلیم دے اور اس کا کردار اس کی زبان سے پہلے ادب سکھائے (اور نمونہ دیکھائے) اور اپنے نفس کو موؤدب کرنے اور قابل بنانے والا دوسروں کو تعلیم دینے والے سے زیادہ قابل تعظیم وعزت ہے۔

← جب کسی معاملہ میں شب ہو جائے تو اس کے آغاز سے نتیجہ نکالو (لہٰذا معلوم ہو جائے تو حال اور مستقبل آئینہ ہو جائے گا)۔

← پورا عالم و دانا وہ ہے جو لوگوں کو رحمت خدا سے مایوس اور اس کی طرف سے حاصل ہونے والی آرائش و راحت سے ناامید نہ کرے اور انہیں اللہ کے عذاب سے بالکل مطمئن کردے۔

← سب سے معمولی درجے کا علم وہ ہے جو زبان پر ہو اور سب سے بلند ترین وہ ہے جو اعضاء (عمل) سے ظاہر ہو۔

← خیر کا مطلب یہ نہیں کہ تم اپنا مال اور اپنی اولاد بڑھاؤ خیر کا مطلب ہے کہ اپنا علم بڑھاؤ اور اپنی بردباری میں عظمت پیدا کرو اور لوگوں سے عبادت باری کر کے برتری حاصل کرو تو اگر اچھا کام کیا تو حمد خدا بجائے لائے اور اگر برا کام ہو جائے

تو استغفار کرو اور دنیا میں خیر صرف دو آدمیوں کے لئے ہے۔ ایک تو وہ شخص صاحب خیر ہے جو گناہ کرتا ہے اور ان کا تدارک توبہ سے کر لیتا ہے۔ اور دوسرا وہ آدمی جو نیک عمل میں جلدی کرتا ہے اور جو عمل تقویٰ کے ساتھ کیا جائے وہ کم نہیں ہوتا اور جو عمل قبول ہو جائے تو وہ کم بھی کیسے ہو سکتا ہے۔

← لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا جس میں وہی بارگاہوں میں مقرب ہوگا جو لوگوں کے عیوب بیان کرنے والا ہوگا اور وہی خوش مذاق ہوگا جو فاسق و فاجر ہوگا۔ انصاف پسند کو کمزور ناتواں سمجھا جائے گا۔ صدقہ کو لوگ خسارہ اور صلہ رحمی کو لوگ احسان سمجھیں گے اور عبادت لوگوں پر تفوق جتلانے کے لئے ہوگی۔ ایسے میں حکومت کا دارومدار عورتوں کے مشورے پر، نوخیز لڑکوں کی کارفرمائی اور خواجہ سراؤں کی تدبیر ورائے پر ہوگا۔

← عقل سے زیادہ مفید کوئی مال نہیں۔

← خود پسندی سے زیادہ وحشت خیز کوئی تنہائی نہیں۔

← تدبیر سے بہتر عقل نہیں۔

← تقویٰ سے بہتر کرم نہیں۔

← تہذیب و ادب سے بہتر کوئی ترکہ نہیں۔

← توفیق سے اچھا کوئی راہ نما نہیں۔

← نیک عمل سے اچھی کوئی تجارت نہیں۔

← ثواب سے بہتر کوئی منافع نہیں۔

← ورع کا مطلب ہی یہ ہے کہ شبے کے موقع پر ٹھہرا جائے۔

← حرام سے بچنے سے بہتر کوئی زہد نہیں۔

← غور و فکر سے بہتر کوئی علم نہیں۔

← فرائض کی ادائیگی سے بہتر کوئی عبادت نہیں۔

← ایمان کی حقیقت ہے حیا اور صبر۔

← انکساری سے بہتر کوئی شرف نہیں۔

← علم سے بہتر کوئی عزت نہیں۔

← مشورے سے بہتر کوئی اقدام بھروسے کے قابل نہیں۔

← دنیا کو دنیا اس لئے کہتے ہیں کہ یہ ہر شے سے زیادہ پست چیز ہے۔

← ہوا کا نام اس لئے رکھا گیا کیونکہ وہ حیوان سے پیدا کی گئی۔

← اگر مرد کا نطفہ عورت کے نطفے سے پہلے رحم میں پہنچ جائے تو وہ بچہ ہوگا اور اپنے چچا کے مشابہ ہوگا اور اگر عورت کا نطفہ مرد کے نطفے سے پہلے رحم میں پہنچ جائے تو جو بچہ پیدا ہوگا وہ ماموں سے مشابہ ہوگا اور عورت ہی کے نطفے سے بال وجلد گوشت تیار ہوتے ہیں کیونکہ یہ نطفہ زرد ورقیق ہوتا ہے اور مرد کے نطفے سے ہڈیاں اور پٹھے تیار ہوتے ہیں۔

← درہم دراصل دراہم ہے، جو شخص اس کو جمع کرے گا اور اطاعت الٰہی میں صرف نہیں کرے گا وہ اس کو جہنم میں پہنچائے گا۔

← دولت دراصل دار نار ہے جو اس کو جمع کرے گا اور اطاعتِ الٰہی میں خرچ نہیں کرے گا تو وہ اس کو جہنم کا وارث بنا دے گی۔

← شروع سردی میں سردی سے احتیاط کرو اور آخر میں اس کا خیر مقدم کرو۔ سردی جسموں میں وہی کرتی ہے جو وہ درختوں میں کرتی ہے کہ ابتداء میں درختوں کو جھلس دیتی ہے اور انتہاء میں سرسبز و شاداب کر دیتی ہے۔

← جس نے کسی ایسے کا حق ادا کر دیا جس کا حق ادا نہیں کیا جاتا تو اس نے ایسے شخص کو غلام بنا لیا۔

← کسی کا حق ادا کرنے میں سے دیر سے کسی کو برا نہیں کہا جائے گا۔ ہاں غیر استحقاق کسی چیز کے لینے والے کا عیب بیان کیا جائے گا۔

← جو مال تمہیں نصیحت کر جائے اور تجربہ دے جائے وہ مال گیا نہیں، باقی ہے کیونکہ فائدہ دے رہا ہے۔

← کسی کو مقابلہ کے لئے خود نہ للکارو، ہاں اگر دوسرا للکارے تو فوراً جواب دو کیونکہ جنگ کی خود سے دعوت دینے والا زیادتی کرنے والا ہے اور زیادتی کرنے والا تباہ ہوتا ہے۔

← جب اختیارات زیادہ ہوتے ہیں تو خواہشات کم ہو جاتی ہیں۔

← تیزی ایک قسم کا پاگل پن ہے کیونکہ جلد باز شرمندہ ہوتا ہے اور اگر شرمندہ نہ ہو تو سمجھ لو کہ اس کا پاگل پن پختہ ہو چکا ہے۔

← اگر کسی ظالم سے قسم لینا ہو تو اس سے اس طرح حلف اٹھواؤ کہ وہ اللہ کی قوت و دانائی سے بری ہے کیونکہ جب وہ اس طرح جھوٹی قسم کھائے گا تو جلد اس کی سزا پائے گا اور جب یوں قسم کھائے کہ قسم اس اللہ کی جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں تو جلد اس کی گرفت نہ ہو گی کیونکہ اس نے اللہ کو وحدت و یکتائی کے ساتھ یاد کیا ہے۔

← غداروں سے وفا کرنا اللہ کے نزدیک غداری ہے اور غداروں کے ساتھ غداری کرنا اللہ کے نزدیک عین وفا ہے۔

← بادشاہ کا مصاحب شیر سوار ہے۔ لوگ تو اس کے درجے کی تمنا کرتے ہیں مگر اصل حیثیت وہی خوب جانتا ہے کہ جان ہتھیلی پر ہے۔

← دوسروں کی غیر موجودگی میں ذکر کرو تاکہ تمہاری غیر موجودگی میں تمہارا تذکرہ اچھے لفظوں میں کیا جائے۔

← اپنے دوست سے ذرا سنبھل کر دوستی رکھو۔ ممکن ہے کسی دن وہ تمہارا دشمن ہو جائے اور دشمن سے دشمنی میں حد سے نہ بڑھو کیونکہ ہو سکتا ہے کہ کسی دن وہ تمہارا دوست بن جائے۔

← حضرت علی علیہ السلام کے پاس دو چور لائے گئے۔ یہ دونوں غلام تھے۔ ایک بیت المال کی ملکیت تھا۔ دوسرا کسی آدمی کی۔ آپ نے فرمایا: یہ تو مال خدا سے ہے۔ اس لئے اس پر کوئی حد نہیں کہ ملکیت خدا میں سے ایک کا دوسرے سے

نقصان ہوا ہے۔ ہاں دوسرے کو سزا دی جائے چنانچہ اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔

← حکم خداوندی کا وہی نفاذ کر سکتا ہے جو (حق کے معاملے میں) نرمی نہ برتے، عجز و کمزوری کا اظہار نہ کرے اور حرص و طمع کے پیچھے نہ لگ جائے۔

← لوگوں میں سے ایک وہ ہے جو برائی کو ہاتھ، دل اور زبان سے برا سمجھتا ہے چنانچہ اس نے اپنی خصلتوں کو پورے طور پر حاصل کر لیا ہے۔ اور ایک وہ ہے جو زبان و دل سے برا سمجھتا ہے مگر اسے مٹانے کے لئے زبان اور ہاتھ کسی سے کام نہیں لیتا اس نے تین خصلتوں میں سے دو عمدہ خصلتوں کو ضائع کر دیا اور صرف ایک سے وابستہ رہا اور ایک وہ ہے جو نہ زبان سے نہ ہاتھ سے اور نہ دل سے برائی کی روک تھام کرتا ہے یہ زندگی میں (چلتی پھرتی ہوئی) وہ لاش ہے۔ اس کی وجہ سے موت قبل از وقت آجائے یا رزق معین میں کمی آجائے اور ان سب سے بہتر وہ حق بات ہے جو کسی جابر حکمران کے سامنے کہی جائے۔

← میں نے اپنے ارادوں کے ٹوٹنے سے خدا کو پہچانا۔

← میں خدا کی عبادت جنت کی تمنا یا جہنم کے خوف سے نہیں کرتا بلکہ اس لئے کرتا ہوں کہ وہ لائق عبادت ہے۔

← پہلا جہاد کہ جس سے تم مغلوب ہو جاؤ گے، ہاتھ کا جہاد ہے۔ پھر زبان کا ہے پھر دل کا جس نے دل سے بھلائی کو اچھا اور برائی کو برا نہ سمجھا تو اسے الٹ پلٹ کر دیا جائے گا۔ اس طرح کہ اوپر کا حصہ نیچے اور نیچے کا اوپر کر دیا جائے جائے گا۔

← اس اُمت کے سب سے بہترین شخص کے بارے میں بھی اللہ کے عذاب سے بالکل مطمئن نہ ہو جاؤ کیونکہ اللہ سبحان کا ارشاد ہے کہ گھاٹا اٹھانے والے لوگ ہی اللہ کے عذاب سے مطمئن ہو بیٹھتے ہیں اور اس امت کے بدترین آدمی کے بارے میں اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو جاؤ کیونکہ یہ ارشاد الٰہی ہے کہ خدا کی رحمت سے کافروں کے سوا اور کوئی ناامید نہیں ہوتا۔

← میں دو شخصوں سے ضرور جنگ کروں گا ایک وہ جو ایسی چیز کا دعویٰ کرے جو اس کی

نہ ہو اور دوسرا وہ جو اپنے معاہدہ کا پابند نہ ہو۔

← لوگ دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک شریعت کے پیروکار، دوسرے بدعت ساز کہ جن کے پاس نہ سنت پیغمبر کی کوئی سند ہوتی ہے۔ نہ دلیل و برہان کی روشنی۔

← جو شخص عدل و انصاف کے معاملے میں تنگ دل ہے تو پھر ظلم و جور کا معاملہ تو اسے اور زیادہ تنگ دل بنا دے گا۔

← سعی و عمل کرنے والا راہ نجات پر گامزن ہوتا ہے۔

← ظلم تین طرح کا ہوتا ہے۔ ایک ظلم وہ جو بخشا نہیں جائے گا۔ دوسرا ظلم وہ ہے جس کا مواخذہ چھوڑا نہیں جائے گا۔ تیسرا وہ جو بخش دیا جائے گا اور اس کی باز پرس نہیں ہو گی لیکن وہ ظلم جو بخشا نہیں جائے گا۔ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا ہے۔ وہ ظلم جو بخشا جائے گا وہ ہے جو بندہ چھوٹے چھوٹے گناہوں کا مرتکب ہو کر اپنے نفس پر کرتا ہے اور ظلم جسے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا وہ بندوں کا ایک دوسرے پر ظلم و زیادتی کرنا ہے۔ جس کا آخرت میں سخت بدلہ لیا جائے گا۔

← اے لوگو! وہ زمانہ تمہارے سامنے آنے والا ہے کہ جس میں اسلام کو اس طرح اوندھا کر دیا جائے گا جس طرح برتن کو (ان چیزوں سمیت جو اس میں ہیں) الٹ دیا جائے۔

← قرآن کا علم حاصل کو وہ بہترین کلام ہے اور اس پر غور و فکر کرو کہ یہ دلوں کی بہار ہے اور اس کے نور سے شفاء حاصل کرو۔ سینوں (کے اندر چھپی ہوئی بیماریوں) کے لئے شفاء ہے اور اس کی خوبی کے ساتھ تلاوت کرو کہ اس کے واقعیات سب واقعیات سے زیادہ فائدہ رساں ہیں۔

← وہ عالم جو اپنے علم کے مطابق نہیں کرتا۔ اس سرگرداں جاہل کے مانند ہے جو جہالت کی سرمستیوں سے ہوش میں نہیں آتا بلکہ اس پر اللہ کی حجت زیادہ ہے اور حسرت و افسوس اس کے لئے لازم و ضروری ہے اور اللہ کے نزدیک وہ زیادہ لائق ملامت ہے۔

← کوئی بدعت وجود میں نہیں آتی مگر یہ کہ اس کی وجہ سے سنت کو چھوڑنا پڑتا ہے۔ بدعتی لوگوں سے بچو۔ روشن طریقوں پر رہو۔ پرانی باتیں ہی اچھی ہیں اور دین میں پیدا کی ہوئی نئی چیزیں بدترین ہیں۔

← لوگوں کے لئے ایک حاکم کا ہونا ضروری ہے۔ وہ نیک ہو یا بدکردار اگر نیک ہوگا تو مومن اس کی حکومت میں اچھے عمل کر سکے گا اور اگر فاسق ہوگا تو اس کے عہد میں بہرہ اندوز ہوں گے اور اللہ اس نظامِ حکومت کی ہر چیز کو اس کی آخری حدود تک پہنچا دے گا۔ اس حاکم کی وجہ سے چاہے وہ اچھا ہو یا برا مالیات فراہم ہوتے ہیں۔ دشمن سے لڑا جاتا ہے۔ راستے پرامن رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ نیک حاکم (مر کر یا معزول ہو کر) راحت پائے اور برے حاکم (کے مرنے یا معزول ہونے) سے دوسروں کو راحت پہنچے۔

← جو ہدایت والے ہیں ان سے ہدایت طلب کرو وہی علم کی زندگی اور جہالت کی موت ہیں۔

← اپنی اپنی اصلاح کے فرائض انجام دیتے رہو۔ تو یہ تمہارے پیچھے ہے۔

← تجربہ کار عالم اور شفیق ناصح کی نافرمانی ہمیشہ حیرانی سرگشتگی کا سبب ہوتی ہے اور پایاں کار ندامت و پشیمانی رونما ہوتی ہے۔

← حق و باطل کے درمیان صرف چار انگلیوں کا فاصلہ ہے۔ پوچھا گیا اس کا مطلب کیا مطلب ہے تو آپ نے اپنی چار انگلیاں ملا کر آنکھ اور کان کے درمیان رکھیں اور فرمایا۔ باطل و غلط یہ ہے کہ تم کہو یہ بات میں نے کسی سے سنی ہے اور حق و درست یہ ہے کہ تم کہو یہ بات میں نے (خود اپنی آنکھوں سے) دیکھی ہے۔

← آگاہ ہو جاؤ کہ غیر مستحق کو روپیہ دینا، فضول خرچی اور اسراف ہے۔ یہ اسراف وہ چیز ہے کہ صرف دنیا میں بلند اور آخرت میں پست کر دیتا ہے۔ اسے لوگوں میں گرامی قدر بنا دیتا ہے مگر خدا کی نظروں میں ذلیل و خوار کر دیتا ہے۔

← جب انسان برہنہ ہوتا ہے تو شیطان یہ خواہش کرتا ہے کہ اسے گناہ میں مبتلا کر

دے۔

← اجلے کپڑے پہننے سے رنج وغم دور ہو جاتے ہیں اور نماز قبول۔

← اچھا جوتا پہننے سے بدن بلا ہائے بد سے محفوظ رہتا ہے اور وضو ونماز کی تکمیل ہوتی ہے۔

← جو شخص یہ چاہے کہ اس کی عمر دراز ہو تو ناشتہ سویرے کھائے، اچھا پہنے رداو بالا پوش ہلکا اوڑھے اور عورتوں سے جماع زیادہ نہ کرے۔

← یہ امت جب تک غیر قوموں کا لباس پہنے گی اور غیر قوموں سا کھانا کھائے گی باخیر و برکت رہے گی اور جب غیر قوموں کا وتیرہ اپنا لے گی تو خدا اس کو ذیل و خوار کردے گا۔

← انبیاءؑ شام کا کھانا عشاء کے بعد کھایا کرتے تھے بس اسے مت چھوڑو۔ اس کے چھوڑنے سے جسمانی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔

← جو شخص کھانے کا برتن انگلیوں نے صاف کر کے چاٹ لے گا۔ فرشتے اس پر درود بھیجتے ہیں اور اس کے لیے روزی میں برکت کی دعا مانگیں گے اور بہت سی نیکیاں اس کے نامہ اعمال میں لکھ دیں گے۔

← جب تک خوب بھوک چمک نہ جائے اور معدہ خالی نہ ہو کچھ نہ کھایا کرو۔ اس طرح وہ کھانا نقصان نہیں پہنچائے گا۔ کھانا شروع کرنے سے پہلے بسم اللہ پڑھ لو۔ خوب چبا چبا کر کھاؤ اور ابھی بھوک باقی ہو تو کھانے سے ہاتھ روک لو۔

← جناب امیر علیہ السلام اپنے فرزند امام حسن علیہ السلام سے فرماتے ہیں کہ تمہیں ایسی چار خصلتوں کے بارے میں بتاتا ہوں جس کے بعد تمہیں طبیبوں سے کوئی کام نہیں پڑے گا۔

اول: جب تک تم کو خوب بھوک نہ لگے، کھانا مت کھاؤ۔

دوم: ابھی بھوک باقی ہو تو کھانا چھوڑ دو۔

سوم: چبانے کے وقت آہستہ آہستہ چباؤ۔

چہارم: سونے سے پہلے بیت الخلاء ضرور جاؤ۔

← کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد ہاتھ دھولو کیونکہ یہ افلاس کو دور کرتا ہے اور بدن کے بہت سے درد ختم کر دیتا ہے۔

← دستر خوان سے جو کچھ زمین پر گر جائے اسے کھالو کیونکہ اس کا کھانا بحکم خدا ہر درد سے شفاء بخشتا ہے بالخصوص اس شخص کو جو اس کے ذریعے سے طالب شفا ہو۔

← سرکہ سے بہتر کوئی شے نہیں جس سے روٹی کھائی جائے کیونکہ یہ صفراء کو فرو کرتا ہے اور دل کو محفوظ کرتا ہے۔

← گائے کا دودھ دوا ہے اور معدہ کے واسطے نافع ہے۔

← اکیس دانے مویز سرخ کا ناشتہ تمام مرض کا علاج ہے۔

← سیب کھاؤ کہ یہ معدہ صاف کرتا ہے۔

← بہی کھانے سے ضعیف دل قوت وفربہی حاصل کرتا ہے۔ معدہ صاف ہو جاتا ہے، دانائی بڑھ جاتی ہے اور ڈرپوک آدمی دلیر بن جاتا ہے۔

← امرود کھانا دل کو جلا دیتا ہے اور اندرونی دردوں کو ساکن کرتا ہے۔

← انجیر کھانے سے سدے نرم ہو جاتے ہیں اور ریاح و قولنج کو نفع پہنچتا ہے۔ دن میں کھاؤ تو زیادہ اور رات کو کھاؤ تو کم فائدہ ہوتا ہے۔

← روغن ملنے سے چہرہ پر ملائمت آجاتی ہے، دماغ قوت پاتا ہے اور زیادہ ہوتا ہے، مسامات کھل جاتے ہیں۔ جلدی سختی اور بے رونقی جاتی رہتی ہے اور چہرہ نورانی ہو جاتا ہے۔

← بکائن کا تیل پیغمبروں کے استعمال کی چیز ہے۔ اس کو بدن پر ملنے سے ہر قسم کا درد جاتا رہتا ہے۔

← بارش کا پانی پینے سے پیٹ صاف ہوتا ہے اور ہر قسم کے امراض کو رفع کرتا ہے۔

← سفر میں قرآن پاک پڑھنا علماء کی صحبت میں بیٹھنا دیگر علوم میں غور و فکر کرنا اور نمازوں کو باجماعت ادا کرنا بہترین انسانیت ہے۔

← سولہ چیزیں افلاس وفقر پیدا کرتی ہیں:
(1) گھر میں مکڑی کا جالا (2) حمام میں پیشاب کرنا (3) حالت جنابت میں کچھ کھانا پینا (4) جھاڑو کی لکڑی سے خلال کرنا (5) کھڑے ہو کر کنگھا کرنا (6) جھاڑو دے کر کوڑا گھر میں رہنے دینا (7) جھوٹی قسم کھانا (8) زنا کرنا (9) اظہار مرض کرنا (10) مغرب وعشاء کے درمیان سونا (11) طلوع آفتاب اور طلوع صادق کے درمیا سونا (12) جھوٹ بولنا (13) راگ و راگنی سننا (14) رات کے سائل کو خالی پھیرنا (15) اندازے سے زیادہ خرچ کرنا (16) اپنے عزیزوں سے بدی کرنا۔

← سترہ چیزیں مال بڑھاتی اور تونگری پیدا کرتی ہیں:
(1) ظہر وعصر کی نماز ملا کر پڑھنا (2) مغرب وعشاء ملا کر پڑھانا (3) صبح اور عصر کی نماز کے بعد تعقیبات پڑھنا (4) عزیزوں کے ساتھ نیک سلوک کرنا (5) گھر کے صحن میں جھاڑو دینا (6) اپنا مال برادر ایمانی میں بانٹ کر کھانا (7) علی الصبح روزی کی تلاش میں نکلنا (8) استغفار بہت پڑھنا (9) لوگوں کے مال میں خیانت نہ کرنا (10) حق اور سچ بات کہنا (11) موذن جو کچھ اذان میں کہے ان الفاظ کا آدا کرنا (12) پاخانہ میں باتیں نہ کرنا (13) دنیا کی طلب میں حریص نہ ہونا (14) جس شخص سے کوئی نعمت ملے اس کا شکر گزار ہونا (15) کھانے سے پہلے ہاتھ دھونا (16) جو ریزے دستر خوان پر پڑے ہوں ان کو چن کر کھا لینا (17) ہر روز تیس مرتبہ سبحان اللہ کہنا۔

← موت ہو اور ذلت نہ ہو، کم ملے اور دوسروں کو وسیلہ بنانا نہ ہو تو جیسے بیٹھے بٹھائے نہیں ملتا۔ ایسے اٹھنے سے کچھ حاصل نہ ہوگا زمانہ دونوں پر تقسیم ہے۔ ایک دن تمہارے موافق بھی، ایک دن تمہارے مخالف، جب موافق ہو تو اتراؤ نہیں اور جب مخالف ہو تو صبر کرو۔

← لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا جب ان میں قرآن کے صرف نقوش اور اسلام کا

صرف نام باقی رہ جائے گا۔ اس وقت مسجدیں تعمیر و زینت کے لحاظ سے آباد اور ہدایت کے اعتبار سے ویران ہونگی۔ ان میں ٹھہرنے والے اور انہیں آباد کرنے والے تمام اہل زمین میں سے سب سے بدتر ہوں گے وہ فتنوں کے سرچشمہ اور گناہوں کا مرکز ہوں گے جو ان فتنوں سے منہ موڑے گا انہیں انہی فتنوں کی طرف پلٹائیں گے اور قدم پیچھے ہٹائے گا انہیں دھکیل کر ان کی طرف لائیں گے۔

← امکان پیدا ہونے سے پہلے کسی کام میں جلد بازی کرنا اور موقع آنے پر دیر کرنا دونوں حماقت میں شامل ہیں۔

← فکر ایک روشن آئینہ ہے۔

← اچھے کام کرو اور تھوڑی سی بھلائی کو بھی حقیر نہ سمجھو کیونکہ چھوٹی سی نیکی بھی بڑی اور تھوڑی سے بھلائی بھی بہت ہے۔

← رزق دو طرح کا ہوتا ہے ایک وہ جو خود ڈھونڈتا ہے اور ایک وہ جسے ڈھونڈا جاتا ہے۔ چنانچہ جو دنیا کا طلب گار رہتا ہے، موت اس کو ڈھونڈتی ہے یہاں تک کہ دنیا سے اسے نکال باہر کرتی ہے اور جو شخص آخرت کا خواستگار ہوتا ہے دُنیا خود اسے تلاش کرتی ہے یہاں تک کہ وہ اس سے تمام و کمال اپنی روزی حاصل کر لیتا ہے۔

← آپ سے دریافت کیا گیا کہ عدل بہتر ہے کہ سخاوت؟ تو آپ نے فرمایا کہ تمام امور کو موقع و محل پر رکھتا ہے اور سخاوت ان کو ان کی حدود سے باہر کر دیتی ہے۔ عدل سب کی نگہداشت کرنے والا ہے اور سخاوت اسی سے مخصوص ہوگی جسے دیا جائے لہذا عدل سخاوت سے بہتر و برتر ہے۔

← تمہارے لئے ایک شہر دوسرے شہر سے زیادہ حق دار نہیں (بلکہ) بہترین شہر وہ ہے جو تمہارا بوجھ اٹھائے۔

← وہ مجاہد جو خدا کی راہ میں شہید ہو اس شخص سے زیادہ اجر کا مستحق نہیں جو قدرت و

اختیار رکھتے ہوئے پاک دامن رہے۔ کیا بعید ہے پاک دامن فرشتوں میں سے ایک فرشتہ ہو جائے۔

← عدل کی روش پر چلو۔ بے راہ روی اور ظلم سے کنارہ کشی کرو کیونکہ بے راہ روی کے نتیجہ میں تمہیں گھربار چھوڑنا پڑے گا اور ظلم انہیں تلوار اٹھانے کی دعوت دے گا۔

← جو ظلم کی تلوار کھینچتا ہے وہ اسی سے قتل ہوتا ہے۔ جو اہم امور کو زبردستی انجام دینا چاہتا ہے وہ تباہ ہو جاتا ہے۔

← عبرتیں کس قدر ہیں مگر اس کا اثر لینے والے کتنے کم ہیں۔

← پتھر جس طرف سے آئے ادھر ہی پھینک دو کہ شرارت کا جواب شرارت ہے۔

← تنہائیوں میں گناہ کرنے سے ڈرو کہ جو گواہ ہے وہی حاکم بھی ہے۔

← خداوند عالم نے سرمایہ داروں کے مال میں غریبوں کے لیے روزی رکھی ہے تو جو فقیر بھوکا ہوتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ مال دار نے اسے محروم رکھا اور خدا بزرگ و برتر ان لوگوں سے اس کا جواب طلب کرے گا۔

← حقوق خدا کے سلسلے میں کم از کم یہ کرو کہ ان نعمتوں سے اس کے گناہ میں مدد نہ لو۔

← بے عمل بلانے والے (راہنما) تیر کے بغیر تیر انداز ہیں

← رائے کی صحت و برتری حکومت کے ساتھ ہے جس کے اقبال سے وہ قابل قبول اور ادبار سے وہ رائے مہمل ہوتی ہے (چاہے کتنی ہی صحیح کیوں نہ ہو)۔

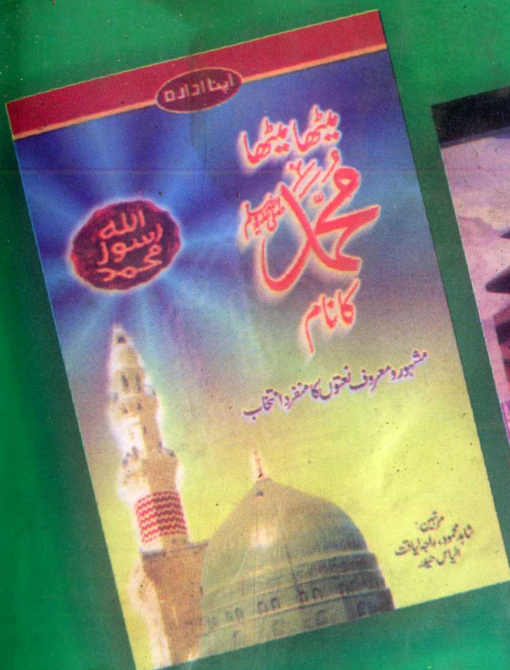
← ظالم آدمی کے تین دستور ہیں۔ (1) اپنے سے بلند کی نافرمانی کر کے ظلم کرتے ہیں (2) کمزور کو دبا کر (3) اور ظالموں کی پشت پناہی کر کے ظلم ڈھاتے ہیں۔

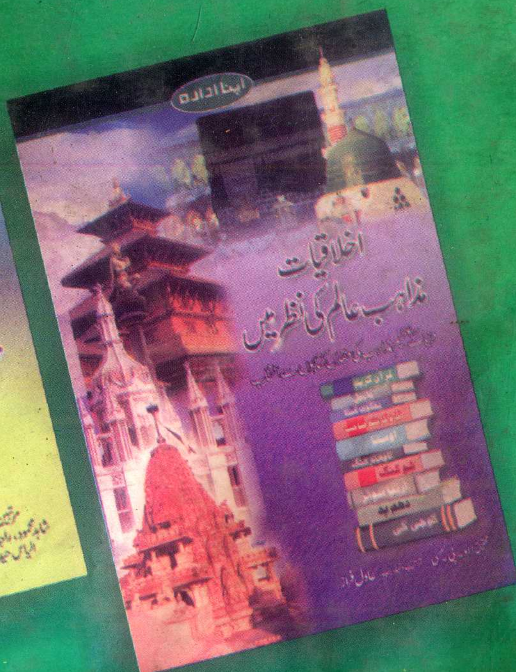
← خدا نے جاہلوں سے تعلیم حاصل کرنے کا عہد عالموں سے تعلیم دینے کے عہد کے بعد لیا ہی (عالم پر تعلیم دینا واجب ہے)۔

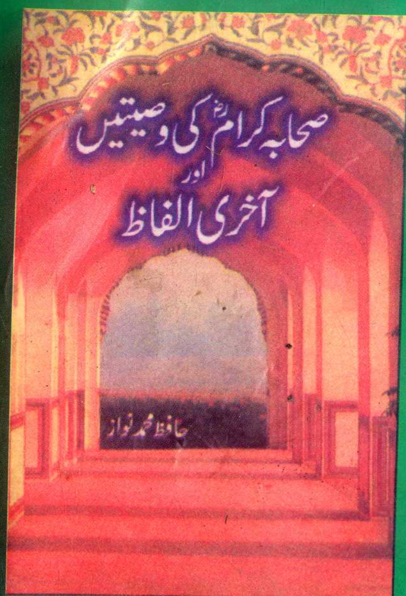
← دولت فرعون کا ورثہ ہے اور علم انبیاء کا ورثہ ہے۔

← دولت کی حفاظت تم کرتے ہو اور علم تمہاری حفاظت کرتا ہے۔

← دولت بانٹی جائے تو کم ہوتی ہے اور علم بانٹا جائے تو بڑھتا ہے۔
← دولت مند کنجوسی کی طرف مائل ہوتا ہے اور علم فیاضی کی طرف۔
← دولت چرائی جا سکتی ہے اور علم چرایا نہیں جا سکتا۔
← دولت وقت کے ساتھ گھٹتی ہے مگر علم کبھی نہیں گھٹتا۔
← دولت محدود ہے اس کا حساب رکھا جا سکتا ہے اور علم لامحدود ہے اس کا کوئی حساب نہیں۔
← دولت سے اکثر دل و دماغ پر سیاہی چھا جاتی ہے مگر علم سے دل و دماغ جلا پاتے ہیں۔
← دولت نے نمرود اور فرعون جیسے خدائی دعوی دار پیدا کیے اور علم نے انسان کا سچے معبود سے تعارف کرایا۔
← سب سے زیادہ مفلسی حماقت ہے۔
← اگر کوئی فقیر بھوکا رہتا ہے تو صرف اس لیے کہ دولتمندوں نے دولت کو سمیٹ لیا ہے۔
← شبہ کو شبہ اس لئے کہتے ہیں کہ وہ حق سے شباہت رکھتا ہے تو جو دوستان خدا ہوتے ہیں۔ان کے لئے شبہات (کے اندھیروں) میں یقین اجالے کا اور ہدایت کی سمت راہنمائی کا کام دیتا ہے اور جو دشمنان خدا ہیں وہ ان شبہات میں گمراہی کی دعوت تبلیغ کرتے ہیں اور کوہ بصری ان کی رہبر ہوتی ہے۔
← اللہ نے زمانے کے کسی سرکش کی گردن نہیں توڑی جب تک اسے مہلت و فراغت نہیں عطا کر دی اور کسی امت کی ہڈی کو نہیں جوڑا جب اسے شدت وسختی اور ابتلا و آزمائش میں ڈال نہیں لیا۔
← اس بھلائی میں کوئی بہتری نہیں جو برائی کے ذریعے حاصل ہو۔
← محنت مزدوری کر لینا فسق و فجور میں گھری ہوئی دولت مندی سے بہتر ہے۔
← جو زیادہ بولتا ہے وہ بے معنی باتیں کرنے لگتا ہے۔
← بدترین ظلم وہ ہے جو کسی کمزور اور ناتواں پر کیا جائے۔









زبیدہ سنٹر اردو بازار لاہور۔ Mob: 0300-4190120

E-mail: apnaidara@yahoo.com

Design: (Angles) **Khawaja Afzal**